UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226245
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۲۹۷۶۳۸ Accession No. ۱۷۹۶۵

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

فتاوی محمدی ﷺ

شرح دیوبندی

یعنی ایک سو چالیس متبرک فتاوی کا مجموعہ جس میں ایک سو بیس استفتا کے جواب خود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد فرمودہ ہیں اور بیس سوالات کے جواب صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم سے منقول ہیں اور جملہ فتاوی کی نہایت مفصل و سلیس اردو شرح معتبر و مستند کتب اسلامیہ سے کی گئی ہے جو صدہا علمی فوائد و بیشمار مسائل مفید و کارآمد پر مشتمل ہے

از افاضات

عالم ربانی حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب حسنی حنفی مدرس حدیث

دارالعلوم دیوبند مدظلہم

پانچویں مرتبہ بانتظام احقر التلامذہ محمد شفیع دیوبندی عفا اللہ عنہ ناظم

دارالاشاعت دیوبند ضلع سہارنپور

مطبع مجتبائی جدید دہلی میں طبع ہوئی

حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب مدرس حدیث دار العلوم دیوبند

مولف رسالہ ہذا کی دوسری مقبول و مفید تالیفات

چہل حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس حدیثیں میری امت کو سنائیگا اور یاد کرائیگا وہ قیامت کو علماء اور شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائیگا۔ لہذا جدید طرز پر مولانا نے ایک رسالہ "چہل حدیث" تالیف فرمایا ہے جسمیں ہر حدیث عربی خط سے بامحاورہ ترجمہ صاف مطلب اور شرح اس کے بعد ہر حدیث کے متعلق ضروری اور کارآمد مسائل معتبر کتابوں سے لکھے گئے ہیں یہ کتاب پانچویں مرتبہ طبع ہوئی ہے **قیمت** ۳/

طہور المسلمین یعنی تیمم کے بیان میں عام فہم رسالہ ہے جس میں جراب اور زخموں کے مسح کا بھی ذکر ہے۔ ۳/

رحمت رضوان حضرت امام ابوحنیفہ کے حالات اور فضائل مع نصائح کم استعداد مسلمانوں کیلئے مع جواب اعتراضات ۳/

فرحۃ الصائمین رمضان المبارک کے متعلق تمام ضروری مسائل مکروہ۔ فاسد۔ قضا۔ کفارہ۔ شب قدر۔ اعتکاف۔ سحر افطار۔ تراویح مکروہ حرام ونفل روزے صدقۃ الفطر نماز عید وغیرہ مفصل درج ہیں قیمت ۱۰/

تعبیر صادق حدیث شریف سے خواب کے حالات وحکایات بیان کئے گئے ہیں دینداروں کیلئے قابل دید ہے ۱/

تعبیر نامہ ہر دو حصہ اردو خواں مسلمانوں کیلئے حضرت محمد بن سیرین کے تعبیرنامہ کا خلاصہ مع فوائد وزوائد مفید وکارآمد۔ قیمت ۲/

مسافر آخرت تجہیز وتکفین کے بیان میں چار ورق کا نہایت مفید رسالہ اس پر علمائے دیوبند اور جابجا کے علماء کی تصدیق ودستخط ہیں قابل دید رسالہ ہے ۰

مولوی معنوی یعنی حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحعمری آپ کے حالات اردو میں نہایت صاف اور سلیس طرز پر اور عمدہ ترتیب سے لکھے گئے ہیں آپ کا نام نسب ولادت آپکے والد کا حال آپ کا ترک وطن ظاہری و باطنی تعلیم شادی نکاح اولاد آپ کے صاحبزادے علاؤالدین وبہاؤالدین کا حال مولانا کا فضل وکمال آپکے مرشد حضرت شمس الدین تبریزی اور سید برہان الدین ترمذی کا حال مثنوی کس طرح لکھی گئی اور اسکی اکثر شروح کا حال۔ کلمات۔ نصائح۔ کشف وکرامات عبادات وزہد ووفات آپکے خلیفہ حضرت حسام الدین اور مولانا صلاح الدین کا حال وغیرہ تمام امور واضح طور پر بیان کئے گئے ہیں آخر میں شیخ منصور حلاج فرید الدین عطار حکیم سنائی شیخ صدرالدین قونیوی شیخ موید الدین بابا کمال خجندی حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی۔ شیخ فرید الدین عراقی شیخ اوحد الدین رحمۃ اللہ علیہم کا مستقل تذکرہ مفصل ومجمل بیان کیا گیا ہے ۵/

ہدایۃ المقتدین بنجوم سید المرسلین جسمیں بہت سے ضروری کارآمد مسائل کو آثار صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین سے ثابت کیا گیا ہے رسالہ قابل دید ہے ۱/

مختصر سوانح عمری حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ ۰

ملنے کا پتہ (مولوی محمد شفیع) ناظم دار الاشاعت والتدریس دیوبند ضلع سہارنپور (یو۔ پی)

مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْرًا أَنْ يَكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ

کسی مومن اور مومنہ کو اختیار نہیں ہے جبکہ خدا اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی امر کی بابت حکم فرمائیں

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
عمرۂ حدیبیہ کا قصہ	۱۲	سب سے پہلی اسلامی میراث	۴۵	قسم اور کفارہ کا بیان	۷۶
...ڑی سونے کی بیع کا قاعدہ	۱۴	منتر کی اجرت کا قصہ	۵۱	زوجہ کو بہن کہے	۲۰
...ت اور تیتر کا ذبیحہ	۱۵	شہادت وشہید	۵۳	مرکے کپڑے پہننے والا	۲۲
...دن میں اٹھارہ سو نمازیں	۱۵	رضاعی بھائی بہن کا نکاح	۵۷	ایک ہی کپڑے میں نماز	۲۴
...لوگوں پر عشا فرض نہیں	۱۶	حالات وحکم بیت المقدس	۷۰	کس چیز کا روکنا درست نہیں	۲۴
...سوار ہو کر طواف کرنا	۱۷			حیض وبیودی	۲۵
...س حج	۱۰			مالداروں کے برابر ہونیکی ترکیب	۲۶
فال کا ذکر	۴۶				
عقیقہ کے احکام	۵۰			ہمیشہ حیض آوے	۱۹
شکاری کتے	۳۱-۵۵			عورتوں کا احتلام	۲۷
حق پرورش	۵۵			حقیقت خواب	۶۶
کثرت مذی	۲۲-۲۳			روایت عجیبہ	۸۰
بیٹھے کھڑے کی نماز کا فرق	۱۷			جنتی کون ہے	۸۰
حاملہ کی عدت کا قصہ	۳۸			حجۃ الوداع کا حال	۸۸
دوسرے کی طرف سے حج وغیرہ	۴۱	شوہر اور رشتہ دارونکو زکوۃ دینا	۶۹	سعد کی والدہ کا حال وغیرہ	۸۴
پڑی ہوئی چیز پانا	۴۲	نماز وغیرہ کس عمر میں چاہیے	۶۳	حضرت مولانا محمد قاسمؒ کا نکتہ	۸۷
خرچ بلا اجازت شوہر	۵۹	سفر میں روزہ رکھنا اور مسائل	۷۱	کتے کو پانی پلانے کا قصہ	۸۹
سب سے پہلی مسجد وبیت المقدس	۶۰	چرم اور چربی وغیرہ کے مسائل	۷۳	حضرت شبلی کا خواب	۹۱
زوجہ کا نفقہ اور حقوق کے مسائل		قربانی کے مسائل	۷۵	صحابہ وتابعین کے فتاوے	۹۳
	۴۴	نیکی بدی اور دل کا بیان	۷۸	مفصل فہرست آئندہ صفحہ پر ملاحظہ ہو	

فہرست بعض مضامین کتاب

سنہ ۱۳۴۷ھ

فتاوی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

سنہ ۱۹۲۸ء

ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۴۷ھ میں تصحیح ونظر ثانی کے بعد چوتھی مرتبہ طبع ہوئی

مطبع مجتبائی جدید گلی میگزین محلہ چوڑیوالان کوٹھی نمبر ۱۸۱

17965

مفصل فہرست جامع فتاوی محمدیہ بقید مضامین و صفحہ

عقائد۔ اعمال علم قرآن مجید کے متعلقات

مضمون استفتا	صفحہ
سوال جبرئیل ؑ (ارکان اسلام)	۵
سب سے بہتر کونسا عمل ہے	۱۱
سب سے بہتر کون شخص ہے	۱۳
سورہ قل اعوذ برب الناس و فلق	۱۸
دوست رکہتا ہے مگر عمل میں کم ہو	۲۹
سب سے زیادہ جنت و دوزخ کی سبب	۳۴
قیامت کب آئیگی	۵۰
شہید کون لوگ ہیں	۵۲
ایمان تمام اعمال سے افضل ہے	۵۴
عمل خیر کی تعریف ہونا	۵۸
کون مسجد اول بنائی گئی	۶۰
بیت المقدس کی نسبت کیا حکم ہو	۷۰
فرائض اداکرے حلال کو حلال سمجھے	۷۱
جنت سے قریب دوزخ سے بعید ہونا	۷۴
اسلام کی عمدہ خصلت	۷۷
نیکی اور بھلائی اور گناہ کیا ہے	۷۷
رسول اللہ کے بعد کس سے حاجت کہی	۷۹
جنت میں کون کون جاینگے	۸۰
سب سے بڑا گناہ پھر اس سے کم	۸۳
الذین آمنوا ولم یلبسوا کے معنی	۸۵
خادم کی خطا معاف کرنا	۸۸
سب حیوانات کی خدمت میں اجر ہے	۸۸
عمدہ اور جامع اسلامی بات	۹۰

طہارت و وضو وغیرہ

مضمون استفتا	صفحہ
کپڑے پر تری پانا	۱۹
ذرا سی ریح سے وضو جاتا ہی	۲۰
مذی سے غسل واجب نہیں	۲۲
عورت کو احتلام ہوتا ہے	۲۷
جنابت میں سو رہنا جائز ہے	۳۶
سمندر کے پانی سے وضو	۶۴
عورتوں کو غسل میں چوٹی کہولنا	۶۴
گھی میں چوہا گرنا	۶۷
ریح نکلنے کا شبہ ہو جانا	۶۸
تیمم سے نماز کے بعد پانی ملجانا	۸۹
جنابت کا پسینہ پاک ہے	۹۷
ذکر چھونے سے وضو نہیں جاتا	۹۷
حائضہ کے جھوٹے پانی سے وضو	۱۰۰

حیض کا بیان

مضمون استفتا	صفحہ
ہمیشہ حیض آئے کبھی پاک نہ ہو	۱۸
حیض میں عورتوں سے کیا معاملہ چاہئے	۲۵
حائضہ کے ساتھ کھانا	۳۰
حیض میں عورت سے کیا حلال ہے	۳۹
اٹھارہ مہینے بعد حیض آنا	۹۴
حائضہ سجدۂ تلاوت نکرے	۹۵
حائضہ سبحان اللہ پڑھے	۹۷
حیض میں صحبت کرنیکا کفارہ	۹۸
حائضہ گلے میں تعویذ رکھے	۹۹
حائضہ کے جھوٹے سے وضو	۱۰۰

نماز اور اسکے متعلقات

مضمون استفتا	صفحہ
سب سے بہتر عمل نماز ہے	۱۱
دجال کے زمانہ کی نمازیں	۱۵
بیٹھے اور کھڑے کی نماز کا فرق	۱۷
ایک کپڑے میں نماز	۲۴
شکاری کی نماز صرف کرتے ہیں	۲۹
اذان کے جواب کی فضیلت	۳۷
بچے کس عمر میں نماز پڑھیں	۶۳
فرض نمازوں سے جنت میں جانا	۷۱
عورت کی نماز کرتے ہیں	۸۳
فرض پڑھکر شریک جماعت ہونا	۹۱
امام کے بعد بقیہ مغرب کیسی پڑھے	۹۴
جماعت میں پہلی نماز یاد آنا	۹۶
سفر کے ارادہ میں قصر کی پڑھنا اگر	۹۸

حج بیت اللہ کے متعلقات

مضمون استفتا	صفحہ
محرم کون سے کپڑے پہنے	۱۰
محرم کے لئے شکار کرنا	۱۱
سوار ہو کر طواف کرنا	۱۷
محرم کون سے کپڑے چھوڑ دے	۲۸

مضمون استفتا	صفحہ
والد کی طرف سے حج کرنا	۴۱
برہنہ پا برہنہ سر حج کرنا	۵۴
جماع کرے یا زوجہ کیساتھ حج	۶۱
ذبح سے پہلے سر منڈا لیا	۸۷
رمی سے پہلے ذبح کر لیا	۸۷

روزہ کے متعلق فتاویٰ

مضمون استفتا	صفحہ
روزہ میں سرمہ لگانا	۱۷
نفل روزہ توڑ ڈالنے کا حکم	۲۰
سفر میں روزہ رکھنا	۷۱

زکوٰۃ - صدقہ - ہدیہ - نفقہ

مضمون استفتا	صفحہ
بلا اجازت آقا صدقہ کرنا	۸
شوہر کی اولاد پر مال خرچ کرنا	۹
کونسے صدقہ میں ثواب زیادہ ہے	۹
سائل کے دینے کیلئے کچھ موجود نہو	۲۱
جس چیز کا نہ دینا جائز نہیں	۲۴
بلا اجازت شوہر بچوں کو کھلانا	۳۹
اپنا صدقہ میراث میں واپس لینا	۴۸
اپنے صدقہ کو خرید لینا	۵۹
عورتیں بلا اجازت کیا خرچ کریں	۵۹
کون سے ہمسایہ کو ہدیہ دے	۶۱
مشرکہ والدہ سے صلہ رحمی	۶۲
شوہر اور یتیموں پر صدقہ کرنا	۶۹
نر کی جفتی کا نذرانہ و انعام	۷۹
بے مروت رشتہ دار سے سلوک کرنا	۸۲

مضمون استفتا	صفحہ
کونسا صدقہ افضل ہے	۴۸
چوپاؤں کی خدمت کا ثواب	۸۹

میت کی طرف سے حج صدقہ وغیرہ

مضمون استفتا	صفحہ
والدۂ مرحومہ کیطرف سے حج نذر ادا کرنا	۴۱
والدۂ مرحومہ کیطرف سے صدقہ کرنا	۸۴
والدۂ مرحومہ کیطرف سے نذر ادا کرنا	۹۰
مالدار والد کیطرف سے بلا وصیت صدقہ	۹۲

نکاح - طلاق - عدت - رضاع

مضمون استفتا	صفحہ
زوجہ کو بہن کہدینا	۲۰
حالت حیض میں طلاق دینا	۳۵
وضع حمل سے عدت گذر جاتی ہے	۳۷
زوجہ کا حق اور مسائل	۴۴
اسلام لایا اور دو بہنیں نکاح میں ہیں	۴۹
باپ کے حکم سے طلاق دینا	۵۱
اولاد کی پرورش کا حق	۵۵
عدت میں مکان سے چلی جانا	۵۶
رضاعی بہن زوجہ نہیں رہ سکتی	۵۷
رضاعی والدہ کے شوہر کا بھائی چچا ہے	۵۷
دودھ پلانے کا حق کیسے ادا ہو	۸۱
طلاق سے اٹھارہ ماہ بعد حیض آنا	۹۴
دو زوجہ نے دو بچوں کو دودھ پلایا	۹۵

بیع و شراء وغیرہ

مضمون استفتا	صفحہ
سونے چاندی کی بیع کم زیادہ	۱۴
غیر موجودہ مال کی بیع	۲۱

مضمون استفتا	صفحہ
منتر اور تعویذ پر اجرت	۵۱
نر کو جفتی کیلئے کرایہ پر دینا	۷۹
کچھ قرض معاف کر کے نقد وصول کرنا	۹۶
غلہ کی قیمت میں خرما لینا	۹۷
دھوبی کے پاس کپڑا بدل جانا	۹۹

ذبیحہ قربانی عقیقہ شکار حلال و حرام

مضمون استفتا	صفحہ
محرم کیلئے شکار کرنا	۱۱
پتھر سے ذبح کرنا	۱۵
عورت کا ذبیحہ	۱۵
یہود و نصاریٰ کے برتنوں میں کھانا	۳۰
کتوں سے شکار کرانا	۳۰
بانس کی کھپاچ وغیرہ سے ذبح	۳۳
نئے مسلمان سے گوشت خریدنا	۳۵
ذبح شدہ جانور کے بچے کا حکم	۴۰
مینڈک مار کر دوا میں ڈالنا	۴۳
چاقو نہو تو کھپاچ وغیرہ سے ذبح	۴۷
کیا ذبح حلق و لبہ ہی میں ہے	۴۷
عقیقہ کیلئے نر و مادہ	۵۰
مسلمانوں کے کتے کے ساتھ دوسرا کتا	۵۵
گھی میں چوہا مر گیا افسوس ہے	۶۷
شہد وغیرہ کی شراب حرام ہے	۶۷
مردار کی چربی کا استعمال	۷۳
قربانی قبل از نماز	۷۵
مردار جانور کا چمڑا	۹۱

مضمون استفتا	صفحہ	مضمون استفتا	صفحہ	مضمون استفتا	صفحہ
منڈی حلال ہے یا نہیں	۹۳	**جہاد و شہادت**		طلاق سے اٹھارہ ماہ بعد وارث	۹۴
پہلو میں زخم لگا کر ذبح کرنا	۹۴	سب سے بہتر مجاہد فی سبیل اللہ	۱۳	**متفرقات**	
طافی مچھلی حلال نہیں	۹۵	جہاد فی سبیل اللہ کونسا ہے	۲۸	خلاف واقع اظہار نعمت	۲۲
زینت و لباس		شہید کون کون ہیں	۵۲	مالدار و غنی برابر ہو جانا	۲۶
سر پر دوسرے بال لگانا حرام	۲۴	سب سے بہتر کون ہے	۶۵	فال کس کو کہتے ہیں	۴۶
خوبصورتی و صفائی تکبر نہیں	۳۲	مال کی طمع میں جہاد کرنا	۸۵	چوپایہ کے نقصان کا تاوان	۴۸
لقطہ		**میراث**		خواب میں حشفہ دیکھنا	۶۶
راستہ میں پڑی ہوئی چیز پانا	۴۲	بیٹیوں کی میراث	۵۴	جان و مال کی حفاظت کیلئے مارنا اور مرجانا	۷۳
سوا اشرفی کی تھیلی پانا	۴۲	یہودی کا مسلمان وارث	۹۳	بوقت خطبہ یرحمک اللہ کہنا	۹۷

فقہ حنفی کا پورا نصاب یعنی بہشتی زیور کامل گیارہ حصے

یہ کتاب عورتوں کیلئے تالیف ہوئی ہے لیکن فی الحقیقت ہر ایک مسلمان مرد و عورت بوڑھے اور بچے کی تعلیم کا نصاب کامل ہے اور فقہ حنفی کا معتبر مجموعہ و مخزن ہے اس کتاب کے جدا جدا دس حصے ہیں ہر حصے کی قیمت ۴؍ ہے کل صفحات آٹھ سو سے زیادہ ہیں کل قیمت عـہ؍ محصول ۔ا؍ جلد کی قیمت ۱۰؍ و ۱۲؍

حصہ اول ۔ الف با تا ۔ خط لکھنے کا طریقہ ۔ عقائد ضروریہ ۔ مسائل وضو وغیرہ ۴؍
حصہ دوم ۔ حیض نفاس کے احکام ۔ نماز کے مفصل مسائل ۴؍
حصہ سوم ۔ روزہ ۔ زکوٰۃ ۔ قربانی ۔ حج ۔ منت وغیرہ کے احکام ۴؍
حصہ چہارم طلاق ۔ نکاح ۔ مہر ۔ ولی ۔ عدت وغیرہ کے احکام ۴؍
حصہ پنجم ۔ معاملات ۔ حقوق ۔ معاشرت ۔ زوجین ۔ و قواعد تجوید ۴؍
حصہ ششم ۔ اصلاح و تردید رسوم مروجہ ۔ شادی غمی ۔ میلاد ۔ عرس ۔ تیجہ ۔ دسواں ۔ چہلم وغیرہ ۴؍
حصہ ہفتم ۔ اصلاح باطن و تہذیب اخلاق و ذکر قیامت و جنت و نار وغیرہ ۴؍
حصہ ہشتم ۔ نیک بیبیوں کی حکایتیں و سیرت و اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ۴؍
حصہ نہم ۔ ضروری اور مفید علاج معالجہ اور نسخے اپنے اور بچوں کے واسطے ۴؍
حصہ دہم ۔ دنیاوی ہدایتیں اور ضروری باتیں حساب وغیرہ مع قواعد ڈاک ۴؍

بہشتی گوہر ۔ یہ گیارہواں حصہ خاص مردوں کے مسائل اور معالجات اور نسخوں کا ہے قیمت ۱۰؍

کتابیں ملنے کا پتہ: (مولوی محمد شفیع صاحب) ناظم دار الاشاعت والتدریس دیوبند ضلع سہارنپور

خطبۃ الکتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت الٰہ العالمین جناب احکم الحاکمین بارگاہ رب العالمین موصوف بہ صفت هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔
اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا
یُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى یُسَبِّحُ لَهُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ کا شکریہ احسان کیسے ادا ہو سکتا ہے کہ اس نے ایک ذرہ بمقدار
خاکسار کو ایسے متبرک و مقدس فتاویٰ جمع کرنے کی توفیق عطا فرمائی جن کے جواب اس والا شان
عالیقدر سید الاولین والآخرین رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ مصداق وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا
رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ کی مبارک زبان سے نکلے ہوئے ہیں کہ مَا یَنْطِقُ[1] عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا
وَحْیٌ یُّوْحٰى جسکی شان ہے اور جس کے حکم کی نسبت مَا كَانَ[2] لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا
قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ کا اعلان ہے۔ اور
جن کے استفتا اور سوال پیش کرنے والے خود وہ اہل بیت اطہار ہیں جن کیلئے لِیُذْهِبَ[3] عَنْكُمُ

[1] اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی اور خواہش سے کچھ نہیں فرماتے جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ منجانب اللہ فرماتے ہیں ۱۲ [2] قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ جب خدا تعالیٰ اور اس کا رسول کوئی حکم فرمادیں تو کسی مومن مرد و عورت کی یہ شان ہرگز نہیں کہ ان کو اپنے کام میں اختیار باقی رہے کہ جس طرح چاہیں کرلیں ۱۲ [3] قرآن مجید میں اہلبیت یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کنبہ کے لوگوں کو فرمایا گیا ہے کہ اے اہل بیت خدا تعالیٰ تم سے برائی کو دور کرنا اور تمکو پاک کرنا چاہتا ہے۔

الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا خدا تعالیٰ کا ارادہ قدیم ہے اور وعدہ لَھُمْ[۱] مَغْفِرَۃٌ وَرِزْقٌ کَرِیْمٌ یا وہ صحابہ کرام اور مہاجرین و انصار ہیں جنکی مدح جابجا قرآن مجید میں موجود کہیں اُولٰٓئِکَ[۲] ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا کہیں اَشِدَّآءُ[۳] عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ وَسِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ جنکے دل کبھی لَقَدْ[۴] رَضِیَ اللّٰہُ کی خوشی سے معمور ہیں اور کبھی لَقَدْ[۵] تَابَ اللّٰہُ کے مژدہ سے مسرور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ وَعَلَی الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِعَدَدِ حُقُوْقِہٖ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ +

بڑی خوش قسمتی تھی کہ بندہ فقیر سید **اصغر حسین** متوطن **دیوبند** ضلع سہارنپور غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ وَلِاَکَابِرِہٖ اس کار عظیم کو کئی دفعہ شروع کرکے بوجہ عدیم الفرصتی چھوڑ دینے کے بعد بالآخر باعانت خداوندی کامیاب ہوا اور آخر ماہ شوال ۱۳۲۵ھ یوم مبارک جمعہ مکرمہ کو بزمانہ قیام **جونپور** مسجد اٹالہ میں بفضلہ تعالیٰ یہ کام انجام کو پہنچا ؛؛

بندہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے تمام استفتا اور اُنکے جواب جمع کرنے کا قصد نہیں کیا بلکہ بہت استفتا و جواب زیادہ مشکل اور مختلف فیہ سمجھکر احقر نے خود چھوڑ دئے اور صدہا ایسے ہونگے جو ابھی تک میری کوتاہ نظر سے نہیں گذرے البتہ جس قدر جمع کئے گئے ہیں وہ نہایت معتبر و صحیح کتب احادیث سے جمع کئے گئے ہیں جو مدار شریعت اور علوم اسلامیہ کی اصول ہیں۔ ان فتاویٰ کو اسی طرح بلا ترتیب جمع کردیا ہے جیسے فتاوٰی کو جمع کرنے کا عام دستور ہے لیکن اسکے ہمراہ ایک ایسی فہرست مرتب کردی ہے

---

[۱] اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے گھروالے لوگوں کی تہمت سے پاک ہیں ان کیلئے مغفرت اور بہت اچھا رزق ہے ۱۲ [۲] قرآن مجید میں ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ پر ایمان لائے اور وطن چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور خدا کی راہ میں جہاد کئے اور جن لوگوں نے ہجرت کرنے والوں کو ٹھکانا اور جگہ دی (اس سے انصار اہل مدینہ مراد ہیں) وہی لوگ یعنی مہاجرین و انصار بلاشبہ مومن کامل ہیں ۱۲ [۳] یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کافروں پر سخت ہیں اور باہم نہایت مہربان و نرم۔ نمازیں پڑھتے ہیں خدا کی عنایت اور رضامندی چاہتے ہیں اُنکے چہروں پر سجدوں کے نشانوں علامتیں نمودار ہیں ۱۲ [۴] کلام اللہ میں غزوہ حدیبیہ کے ذکر میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں سے راضی ہوگیا جبکہ وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کرتے تھے (اس غزوہ کا کسی قدر حال ایک جگہ شرح میں مذکور ہے ۱۲ [۵] غزوہ تبوک کے ذکر میں خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اور مہاجرین و انصار پر رحمت و مہربانی فرمائی ۱۲

جس سے ہر مضمون کے فتاوی علٰحدہ علٰحدہ معلوم ہو جائیں گے - استفتا اور جواب کے متعلق کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں صحابہؓ کے سوالات ہیں اور خاتم الانبیاءؐ کے جوابات - اپنی طرف سے کچھ تصرف نہیں کیا گیا - البتہ استفتا یعنی سوال کا بعض جگہ مشرح اور مفصل ترجمہ لکھکر گویا الفاظ حدیث کا مقصود بیان کر دیا گیا ہے - اکثر جگہ بالکل اصل الفاظ کا بامحاورہ ترجمہ ہے جواب میں ہر جگہ انھیں الفاظ کی ترجمہ کی پابندی کی ہے - اور اگر سمجھانیکی غرض سے ایک دو لفظ یا جملوں کی ضرورت پڑی ہے تو اُن کو خطوط ہلالی میں بڑھایا ہے - ہر جگہ سوال و جواب ختم ہونے کے بعد حدیث کی اُس معتبر کتاب کا نام لکھدیا ہے جس سے احقر نے وہ استفتا نقل کیا ہے اور بعض جگہ اُن کتابوں میں سے دو تین یا زیادہ کا نام بھی لکھدیا ہے جنمیں وہ استفتا موجود ہے حاشیہ پر سائل یعنی استفتا پیش کرنیوالے صحابی کا نام نامی لکھدیا ہے اور جس جگہ اُن کا نام نہیں معلوم ہوسکا وہاں راوی یعنی فتوے کو نقل اور بیان کرنے والے حضرات کا نام لکھدیا ہے -

آخر میں چند ایسے استفتا نقل کر دئے گئے ہیں جن کے جواب دینے والے صحابہ کرام یا تابعین عظام رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں - یہ فتاوی بھی فی الحقیقت فتاوی محمدیہ سے جدا نہیں لیکن اگر ان کو کتاب کا دوسرا حصہ کہا جائے تو بیجا نہیں اگرچہ یہ حصہ صرف نمونہ اور برائے نام سہی ؛

پہلے ارادہ تھا کہ صرف فتاوی جمع کر دئے جائیں لیکن اُس کے بعد خیال آیا کہ عام مسلمانوں کو شاید بعض احکام کے سمجھنے میں دشواری ہو لہذا نہایت عام فہم الفاظ و آسان عبارت میں ہر استفتا کے بعد اسکی شرح بھی کر دیگئی ہے اور حتی الوسع دقیق اور پیچیدہ باتوں کے بیان سے احتراز کر کے مناسب متعلقات اور ضروری مسائل لکھکر اصل فتوی کا مضمون واضح کر دیا ہے شرح میں بھی ایجاد بندہ کوئی بات نہیں لکھی بلکہ صرف وہی امور بیان کئے ہیں جو معتبر و مستند کتب اسلامیہ شرعیہ میں موجود ہیں - اکثر جگہ شرح احادیث و بیان مسائل میں قرآن مجید اور فتح الباری و عینی و قسطلانی شرح صحیح بخاری اور نووی شرح مسلم اور خطابی حاشیہ ابوداؤد اور مرقاۃ المفاتیح و اشعۃ اللمعات حاشیہ مشکوۃ شریف اور ہدایہ و کنز الدقائق اور درمختار مع حاشیہ شامی اور قدوری سے استفادہ کیا ہے جو نہایت ہی صحیح و معتبر اور مقبول و متداول کتب ہیں - یا اتفاقیہ کسی ایک دو اور معتبر کتاب سے دیکھکر کچھ لکھدیا ہے چونکہ ہندوستان میں عموماً حنفی المذہب مسلمان رہتے ہیں اور مؤلف

بھی مقلد حنفی ہیں لہذا تمام مسائل فقہ حنفیہ اور مذہب امام اعظم علیہ الرحمۃ کے موافق لکھے ہیں تاہم بفضلہ تعالیٰ اس شرح کے اکثر مضامین و مسائل ایسے ہیں جن سے کسی اہل سنت وجماعت کو اختلاف نہیں ہوسکتا +

اگرچہ اس کتاب کے بہت سے نام خیال میں آئے اور تجویز ہوسکتے تھے لیکن بلا تکلف اور سادہ نام کو سب پر ترجیح دیکر **فتاوی محمدی**[۱] **معہ شرح دیوبندی** سے موسوم کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ عوام کو اس سے نفع ہو اور خواص بھی جمع بین الروایات وغیرہ کے لطف سے خالی نہ رہیں۔ اور مَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ[۲] کے مصداق بنکر ثواب پائیں۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ؁

۱؎ مطابقت موصوف وصفت کی تاویل علماء سے مخفی نہیں ۱۲ منہ ۲؎ جس نے غلطی سے درگذر کیا اور حتی الوسعہ اصلاح کی اس کو اللہ تعالیٰ اجر دے گا ۔۱۲ +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتاء۔ ایمان کس کو کہتے ہیں اور اسلام کس کو اور احسان کس کو **جواب**۔ ایمان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں پر اور (مرنیکے بعد آخرت مین) خدا تعالیٰ کی ملاقات پر اور موت کے بعد اٹھنے پر یقین لاوے۔ اور اسلام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھہ کسی کو شریک نہ کرے اور نماز کو قائم کرے (پورے آداب و شرائط کے ساتھہ پڑھتا رہے) اور زکوۃ مفروضہ کو ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے حضور قلب اور دہیان سے کرے کہ گویا خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اگر اتنا نہ ہوسکے تو یون سمجھے کہ خدا تعالیٰ مجھ کو دیکھ رہا ہے (بخاری و مسلم شریف)

شرح ایک مرتبہ حضرت سید الاولین والآخرین کا دربار عام ہو رہا تھا یعنی آپ مسجد شریف مین تشریف فرما تھے اور بہت سے صحابہ حاضر خدمت تھے کہ ایک ایسا شخص حاضر ہوا جو کسی دوسری جگہ کا رہنے والا اور مسافر معلوم ہوتا تھا کیونکہ حاضرین میں سے کوئی اس کو نہین پہچانتا تھا لیکن سفر کی کوئی علامت گرد و غبار وغیرہ اُس کے بدن و لباس پر ظاہر نہ تھی بلکہ نہایت سپید کپڑے اور سیاہ چمکدار بال تھے اُسنے آکر حسب قاعدہ سلام کیا (بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا یعنی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ کہا) اور دو زانو ہوکر ادب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھا مگر اس قدر قریب ہوکر بیٹھا کہ اپنے دونوں ہاتھ ہر دو زانوئے مبارک پر رکھدیئے اور ایمان اور اسلام وغیرہ کی نسبت سوال کئے جن کا آپ جواب عطا فرماتے رہے اپنے سوالات کے جواب لیکر اٹھکر چلا گیا تو فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو حکم فرمایا کہ جاؤ اس شخص کو ذرا لوٹا لاؤ لوگ باہر دوڑے اور تلاش کیا تو کوئی نظر ہی نہ پڑا گویا کہیں تھا ہی نہیں۔ تب آپ نے حاضرین سے پوچھا کہ جانتے ہو یہ کون شخص تھے

سب نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں (یعنی ہم نہیں جانتے) آپ نے فرمایا
کہ یہ شخص جبرئیل (علیہ السلام) تھے اسلئے آئے تھے کہ تمکو تمھارا دین سکھلا جائیں۔ چونکہ صحابہؓ سوال کرنیسے
اکثر گھبراتے تھے (چنانچہ بعض روایتوں میں ہے کہ اس مجمع میں بھی آپ نے لوگوں سے فرمایا تھا کہ مجھ سے
کچھ دریافت کرو سب بوجہ رعب کے بالکل خاموش ہو رہے اُس کے بعد جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے)
جبرئیل علیہ السلام کا سوال اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب بھی صرف تعلیم صحابہ و حاضرین کیلئے تھا
اسی لئے آپ نے فرمایا کہ جبرئیل تم کو تمہارا دین سکھلانے کی غرض سے آئے تھے **جوابات استفتا** میں آپ نے
امور ایمان اور ضروریات شریعت کو نہایت عمدگی اور وضاحت سے بیان فرمادیا ہے اس لئے علما فرماتے ہیں
کہ یہ حدیث ان احادیث شریفہ میں سے ہے جو اصول دین و مدار اسلام ہیں اور عبادات ظاہرہ و باطنہ اور
اعمال قلبی و بدنی کی تفصیل و شرح اس میں موجود ہے اور گویا تمام علوم شرعیہ ضروریہ اس سے حاصل ہوتے ہیں
ایمان کے متعلقات میں اول ایمان باللہ کو بیان فرمایا جس کے یہ معنی ہیں کہ اس کے وجود اور وحدانیۃ اور
لاشریک لہ ہونے کی تصدیق و اقرار کرے اور **ملائکہ** پر ایمان لانا اس کو کہتے ہیں کہ اُن کے وجود کا قائل ہو
اور سمجھے کہ وہ فی الحقیقت ایسے ہی ہیں جیسے خدا تعالیٰ نے ان کا حال بیان فرمایا ہے کہ وہ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ
یعنی بزرگ بندے ہیں خدا تعالیٰ کے سامنے دم نہیں مار سکتے اور اس کے حکم کی تعمیل کرنے والے ہیں **کتابوں**
پر ایمان لانا اس طرح ہو کہ یقین رکھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور جو مضامین ان میں خدا تعالیٰ نے بیان فرمائے
ہیں وہ بلاشبہ حق ہیں **رسولوں** پر ایمان یہ ہو کہ وہ منجانب اللہ جو باتیں ہمکو پہنچا رہے ہیں اور خبر دیگئے ہیں وہ
نہایت صادق اور سچے ہیں **لقاء اللہ** یعنی ملاقات خداوندی سے مراد ہے قبروں سے اُٹھنے کے بعد اپنے
اعمال کے حساب و کتاب کیلئے حضور احکم الحاکمین میں حاضر ہونا جسکی نسبت حدیث شریف میں وارد ہوا ہے[۱] کہ
(حساب کتاب کیلئے) تم میں سے ہر شخص اپنے رب سے کلام کریگا اس طرح پر کہ نہ درمیان میں کوئی ترجمان ہوگا
نہ کوئی پردہ **موت** کے بعد اٹھنے سے قیامت اور اسکے متعلقات مراد ہیں جیسے میزان، صراط، جنت، نار
وغیرہ۔ لقاء اللہ اور قیامت پر ایمان لانے کے یہ معنی ہیں کہ ان باتوں کے ہونے اور وقوع میں آنے کا یقین
لائے اور سمجھے کہ بلاشبہ یہ باتیں ظہور میں آنیوالی ہیں اور اسی طرح ہونیوالی ہیں جس طرح قرآن و حدیث میں ارشاد

لہ یہ حدیث بخاری اور مسلم میں ہے ترجمان اس شخص کو کہتے ہیں جو ایک شخص کی باتیں دوسرے کو سمجھاتا جائے
جو کہ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرکے سمجھائے یا اسی طرح ۱۲

فرمائی گئی ہیں بعض روایات میں اس جگہ **ایمان بالقدر** کو بھی بیان فرمایا گیا ہے یعنی امور ضروریہ ایمانی میں تقدیر پر ایمان لانا بھی ضروری ہے یعنی یہ سمجھنا کہ دنیا میں جتنی چیزیں اعمال افعال اجسام واحوال وغیرہ وغیرہ چھوٹی ہوں یا بڑی پوشیدہ ہوں یا ظاہر جو کچھ موجود اور پیدا ہونیوالی ہیں وہ سب واحد متعال جل شانہٗ کے علم وقدرت وارادہ سے ہوتی ہیں۔ **اسلام** کی تفصیل میں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عبادات خداوندی کو بیان فرمایا ہے اُس سے وہ اعلیٰ درجہ کی عبادت مراد ہے جس کے برابر کوئی عبادت ہو ہی نہیں سکتی یعنی **توحید** خداوند عالم اور نبوت رسول اکرم کا اقرار کرنا اور اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کہنا اور ساتھ ہی شرک سے بچنے کی تاکید فرمادی جسمیں عام اہل عرب بلکہ تمام اہل دنیا مبتلا تھے کیونکہ آپ اسی کی جڑ اکھاڑ کر خالص توحید اور سچا دین پھیلانے کیلئے مبعوث ہوئے تھے۔ پھر تفصیل اسلام ہی میں **صلوٰۃ وزکوٰۃ اور صوم** یعنی روزے کو بیان فرمایا جو نہایت ہی ضروری فرض اور وہ عظیم الشان عبادتیں ہیں جو ارکان اسلام اور عماد الدین کہلاتی ہیں **حج** کو یہاں بیان نہ فرمانے کی یہ بھی وجہ ہوسکتی ہے کہ اس وقت تک فرض نہ ہوا ہو۔ لیکن چونکہ یہ واقعہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی آخر عمر شریف کا ہے اسلئے زیادہ صحیح اور قوی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپنے حج کا بھی ذکر فرمایا تھا چنانچہ بعض روایات میں حج کرنے کا ارشاد موجود ہے، لیکن یکے بادیگرے بیان کرنے والوں میں کسی راوی کو حج فراموش ہوگیا **غرض** آپ نے اس جواب میں اسلام کے پانچوں ارکان اقرار توحید ورسالت صلوٰۃ مکتوبہ۔ زکوٰۃ مفروضہ۔ صوم رمضان حج بیت اللہ واضح اور ظاہر فرمادئے **احسان** کے دو معنی ہوتے ہیں کسی کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنا یا کسی کام کو عمدگی اور خوبی و استحکام سے انجام دینا۔ جبرئیل علیہ السلام کے جواب میں جو آپ نے احسان کے شرعی معنی بیان فرمائے وہ اسی دوسرے معنی کے قریب قریب ہیں یعنی عبادت خداوند تعالیٰ کو اس احتیاط وخلوص ورعایت آداب سے ادا کرنا گویا کہ اصل معبود کو دیکھ دیکھ کر افعال تعظیمی بجا لا رہا ہے یا یہ سمجھنا کہ گو میں اپنی کوتاہی ونالائقی سے اُسکو نہیں دیکھ سکتا لیکن وہ معبود حقیقی میری حرکات وسکنات واحوال وافعال کو دیکھ رہا ہے **حضرت** افصح العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں اپنے کمال جوامع الکلم کو پوری طرح ظاہر فرما دیا ہے

سلہ اگرچہ یہاں اور بھی چند احتمال تھے مثلاً یہ کہ عبادت مطلقاً مراد ہو اور نماز وغیرہ کا ذکر عطف خاص علی العام ہو لیکن حضرات محققین کا پسندیدہ اور مؤید بالروایۃ یہ قول نقل کیا ہے ۱۲ سلہ ابن مندہ کی روایت میں موجود ہے ۱۲ سلہ روایت کہمس دیکھو ۱۲

چند ہی الفاظ میں وہ باتیں بیان فرما دیں جو بڑی لمبی تقریر و تحریر میں بھی ادا نہیں ہو سکتی کیونکہ اگر بالفرض کوئی شخص خدا تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہو کر عبادت کرے تو وہ اس قدر عاجزی اور مسکنت اور ادب و تعظیم سے افعال ادا کرے گا کہ بیان سے باہر ہے غرض جسقدر کوشش اُس سے ہو سکیگی اسمیں ہرگز کوتاہی نہ کریگا۔ دنیا میں دیکھئے جب افسر اعلیٰ موجود ہوتا ہے تو ماتحت کس قدر احتیاط و تندہی سے کام کرتے ہیں اور جس کام کی نسبت سمجھتے ہیں کہ حاکم بالا کی نظر سے گذریگا اس کو کس خوبی سے انجام دیتے ہیں طالبعلم بھی اُستاد کے سامنے حتی المقدور سنبھلکر عبارت پڑھتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اور سب کام پس جب مراقبہ خداوندی یہانتک غالب آجائے کہ اپنے ہر کام اور ہر عبادت کو گویا خاص احکم الحاکمین کی حضوری میں بجالا رہا ہے تو اُس کے خلوص اُس کے خشوع اُس کی احتیاط آداب و شرائط کی مراعات کی حد نہ رہیگی یہ سب باتیں کیوں ہوئیں اور کس لئے اسلئے کہ وہ مطلع ہے اور دیکھتا ہے پس اگر بندۂ عبادت گذار اسکو نہ دیکھے جب بھی تو وہ اسی طرح شاہد و حاضر و ناظر ہے لہذا اس حالت میں بھی اُنھیں آداب و تعظیمات قلبی و ظاہری کا لحاظ رکھنا ضروری ہے جو پہلی حالت میں کئے جاتے لیکن پہلی حالت نہایت اعلیٰ مقام اور اول درجہ ہے کہ معرفت حق اسقدر غالب ہو جائے اور دل میں اس کی عظمت اور جلال اور وجود باکمال یہانتک جم جائے کہ گویا وہ آنکھوں سے نظر آرہا ہے۔ اور دوسری حالت گو پہلی حالت کی بہ نسبت درجہ دوم اور ذرا نیچا مقام ہے لیکن ہے وہ بھی نہایت محمود و قابل تمنا عالیقدر حالت ہے کہ علم و قدرت اور صفات باری جلّ و علیٰ شانہٗ کا اعتقاد اسدرجہ دلمیں راسخ ہو جائے کہ بیشک وہ ہمارے تمام اعمال و افعال ارادے اور خیال کو دیکھ رہا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَعْطِنَا اِحْدَی الْحَالَتَیْنِ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ مَا دَامَ تَطْرِفُ الْعَیْنُ ؁

استفتا۔ اے رسالت پناہ میں اگر اپنے مولیٰ (یعنی مالک و آقا) کے مال سے بدون اسکی اجازت کے صدقہ دیدیا کروں تو جائز ہے یا نہیں جواب ہاں دیدیا کرو ثواب تم دونوں (مالک و غلام) کو نصفا نصف حاصل ہوگا (مسلم)

شرح۔ غلام اور ملازم کو بلا اجازت مالک و آقا کے اُسی قدر دیدینا جائز ہے جس کی اجازت عرف و عادت سے معلوم ہو اور آقا اسکے دیدینے پر رضامند ہو اگر آقا و مالک بالکل ممانعت کردے اور دینے سے ہمیشہ ناراض ہوتا ہو تو غلام و ملازم کو قدرے قلیل بھی صدقہ و خیرات دینا جائز نہیں۔ ثواب و اجر کے نصفا نصف ہونیکا یہ مطلب ہے کہ جس قدر مالک کو ثواب ہوگا اسی قدر تمکو ہوگا۔ یہ مقصود نہیں کہ مالک کا آدھا ثواب تم کو ملجائیگا دوسری حدیث میں یہ بات صاف مذکور ہے کہ ایک کے اجر کو کم کرکے دوسرے کو نہیں دیا جاتا ؁

استفتا- یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں ابوسلمہؓ کی اولاد پر مال خرچ کروں جو میری بھی اولاد ہے تو مجھکو اجر و ثواب حاصل ہوگا یا نہیں- **جواب** ہاں تم اُن پر خرچ کرو اُن پہ خرچ کرنے کا تم کو ثواب ہوگا (بخاری و مسلم)

شرح- ام سلمہؓ پہلے حضرت ابوسلمہؓ کے نکاح میں تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپی زاد بھائی اور بہت بڑے جان نثار صحابی تھے سن چار ہجری میں کئی بچے چھوڑکر انھوں نے انتقال فرمایا اور کچھ عرصہ کے بعد ام سلمہؓ کو ازواج مطہرات میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوگیا- یہ استفتا انھیں بچوں کے اوپر مال صرف کرنیکی نسبت پیش کیا تھا کیونکہ یہ خود اُن بچوں کی والدہ تھیں شبہ تھا کہ شاید ان کی پرورش وغیرہ کیلئے مال صرف کرنے کا ثواب نہ ہو لیکن جناب سرور عالم کے ارشاد سے معلوم ہوگیا کہ اسمیں بھی ثواب حاصل ہوگا کیونکہ بہ نیت خیر جو اپنی اولاد کے مصارف میں مال خرچ کیا جاتا ہے اسمیں معمولی صدقات سے بھی زیادہ ثواب ہوتا ہے البتہ فرض صدقات وغیرہ (جیسے زکوۃ یا صدقہ فطر) اپنی اولاد پر خرچ کرنا اور ان کو دینا جائز نہیں ہ

استفتا- یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سے صدقہ کا ثواب اور اجر بہت بڑا ہے-

جواب- افضل و بہتر وہ صدقہ ہے کہ تم ایسی حالت میں صدقہ کرو کہ تندرست ہو بخل کرنے والے ہو مفلسی کا خوف لگا ہوا اور مالداری کی طمع ہو- اتنی تاخیر نہ کرو کہ جب جان گلے میں پہنچ جائے تو کہنے لگو کہ اتنا فلانے کو دینا اور اتنا فلانے کو- اب تو دوسروں کا ہی ہوگیا- (بخاری و مسلم)

شرح- یعنی زیادہ ثواب اور اجر اس صدقہ کا ہے جو حالت صحت و حیات میں کیا جائے کیونکہ اُسوقت مال کی محبت ہوتی ہے اور طمع ہوتی ہے کہ کہیں سے مال ملجائے اور زیادہ غنی ہوجاؤں اُسوقت مال دینا نفس پر بہت شاق گذرتا ہے شیطان وسوسے ڈالتا ہے کہ مال کیوں خرچ کرتے ہو معلوم نہیں کتنی عمر باقی ہے اور کہاں کہاں ضرورت پیش آوے جس کو رضائے خداوندی مطلوب اور اجر آخرت مرغوب ہوتا ہے وہی صحت و حیات میں خرچ کرتا ہے اور جب جان گلے میں پہنچی اور مرنے کا وقت قریب ہوا اسوقت مال کی محبت کم ہوجاتی ہے دنیا کی دلچسپیوں سے دل اٹھ جاتا ہے جانتا ہے کہ اب ہم رخصت ہوئے ایسے وقت میں صدقہ خیرات اور وصیت کرنیکو دل چاہتا ہے کہتا ہے کہ فلاں کو اس قدر دینا اور فلاں کو اتنا مسجد میں اسقدر اور مدرسہ میں اسقدر- بھلا ایسی حالت میں فلاں فلاں کیلئے کر نہیں

گیا خوبی رہی اب تو یہ مال غیروں کا ہو ہی گیا یعنی وارثوں کا حق اس سے متعلق ہو گیا۔ دوسری حدیث شریف میں وارد ہی کہ جو شخص مرنیکے وقت خیر و خیرات کرتا ہو اس کی مثال ایسی ہی جیسے کوئی کوئی شخص اپنا پیٹ بھر جانیکے بعد بچا کھچا دوسروں کو دے ڈالے اگرچہ ایسی حالت میں ثواب بہت کم ہو جاتا ہے لیکن خالی از ثواب یہ بھی نہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ اپنی صحت و حیات میں ایک درہم صدقہ کرنے کا ثواب موت کیوقت سو درہم صدقہ کرنے سے زیادہ ثواب رکھتا ہے (ابو داؤد)

استفتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محرم کے لئے کون کون سے کپڑے پہننے جائز ہیں۔

[illegible] محرم

جواب۔ نہ قمیص پہنے اور نہ عمامے اور نہ پاجامے اور نہ برنس پہنے اور نہ موزے پہنے اور اگر کسی کو جوتے میسر نہ ہوں تو موزے پہن لے اور ان کو ٹخنے کے نیچے سے کاٹ ڈالے اور نہ کوئی ایسا کپڑا پہنو جس کو زعفران یا ورس لگا ہو (بخاری) **شرح** جس زمانہ میں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حج کیلئے روانہ ہونے والے تھے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں ایک شخص نے یہ سوال پیش کیا کہ جب ہم لوگ محرم ہو جائیں تو ہم کو کونسے کپڑے پہننے جائز ہیں۔ اس سائل کا نام علما کو تحقیق نہ ہوا کہ کون تھے غالباً ان پردیسی مسلمانوں میں سے کوئی صاحب ہوں گے جو آپکے ارادۂ حج کی خبر سنکر آپکے ہمراہ مکہ معظمہ چلنے کے شوق میں پہلے سے مدینہ میں آٹھیرے تھے۔ سائل نے وہ کپڑے دریافت کئے تھے جن کا پہننا جائز ہے لیکن چونکہ ایسے کپڑے بیشمار دبے تعداد تھے لہذا جناب افصح العرب والعجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت مختصر اور جامع الفاظ میں بطرز حکیمانہ وعالمانہ ناجائز چیزوں کا ذکر فرما دیا جس سے معلوم ہو گیا کہ اس کے سوا جو چیزیں ہیں ان کا استعمال جائز ہے اس جواب میں جو حکم فرمایا گیا ہے وہ بالاتفاق علما صرف مردوں کیلئے ہے عورتوں کے لئے حالت احرام ان سب چیزوں کا استعمال جائز ہے۔ البتہ زعفران یا ورس میں رنگا ہوا کپڑا اُن کے لئے بھی جائز نہیں ہی **قمیص** کرتے کو کہتے ہیں مگر انگا اور عبا اور قبا اور شروانی اور کوٹ سب کا یہی حکم ہے اور کرتے اور پاجامہ کو بیان فرمانے سے مراد یہ ہے کہ جس قدر سلے ہوئے کپڑے ہیں ناجائز ہیں **برنس** بارانی کوٹ کو کہتے ہیں برنس و عمامے کی ممانعت کے حکم میں وہ سب کپڑے داخل ہیں جن سے سر ڈھانپا جائے خواہ سلے ہوئے ہوں یا بدون سلے **موزہ** (یعنی خف) پہننا منع ہے لیکن اگر جوتہ میسر نہ ہو تو موزہ کو اوپر سے اتنا کاٹ ڈالے کہ ٹخنا کھل جائے اور جوتہ کے مانند ہو جائے **زعفران** اور ورس میں رنگا ہوا کپڑا بھی ناجائز ہے لیکن اگر دھونے سے ایسا ہو جائے کہ خوشبو نہ آتی ہو تو جائز ہے ورس ایک قسم کی زرد رنگ خوشبو دار گھاس ہی جو یمن میں پیدا ہوتی ہے

اور بیس برس تک رکھے رہنے سے بھی خراب نہیں ہوتی اہل عرب اس سے کپڑے رنگتے ہیں۔ **فائدہ** صرف برائے طلبہ چونکہ اکثر روایتوں میں سائل کا سوال بہ لفظ مایلبس المحرم مذکور ہے اس لئے اس کے جواب کی نسبت علماء نے فرمایا ہے کہ یہ جواب علی اسلوب الحکیم ہے (کیونکہ لائق بالسوال وہ لباس تھا جو ممنوع فی الاحرام ہے) جیسا کہ یَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ کے جواب میں قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ فرمایا گیا ہے اور يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ کے جواب میں هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ فرمایا گیا لیکن اسی روایت کے بعض طرق میں سوال کے لفظ مَا يَتْرُكُ الْمُحْرِمُ مروی ہیں (رواہ ابوداؤد وابو عوانہ) ان الفاظ کے موافق جواب کو علی اسلوب الحکیم کہنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس صورت میں جواب علی ظاہر السوال ہے **مسائل متعلقہ** اگر جوتا میسر ہے لیکن اس نے موزہ کو ٹخنے سے نیچے کاٹ کر پہن لیا تب بھی جائز ہے مگر اچھا نہیں سلے ہوئے چادر کو حالت احرام میں استعمال کرنا بلاشبہ جائز ہے۔ اگر روپیہ پیسہ کی تھیلی یا ہمیانی سلی ہوئی کمر میں باندھ لے تو جائز ہے۔ سر پر اگر اسباب اٹھا لیا یا چھاتہ لگا لیا تو کچھ مضائقہ نہیں ؎

سوال صحابہ بروایت ام فروہ رضی اللہ عنہا

استفتا۔ اے شفیع المذنبین سب سے بہتر عمل کونسا ہے **جواب** اول وقت پر نماز پڑھنا (ترمذی)

شرح۔ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے بہتر عمل کے سوال میں مختلف لوگوں کو مختلف جواب عطا فرمائے ہیں کسی کو جواب دیا ہے کہ ایمان سب سے بہتر ہے کسی کو ارشاد فرمایا کہ جہاد سب سے اچھا عمل ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک سائل کے مناسب اور لائق عمل آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے لئے یہی افضل ہے مفصل بحث اسکی دوسری جگہ مذکور ہے۔ نماز کو پوری پابندی سے اُس کے مستحب اور مسنون وقت میں ادا کرنا بہت بڑا عمل ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جب وقت داخل ہو فوراً نماز شروع کر دے بلکہ جماعت میں مصلیوں کے انتظار کے بعد مستحب اوقات میں جو نمازیں ادا کیجائیں وہ بھی گویا اول ہی وقت میں ادا ہوئیں۔

سوال رفیقان ابوقتادہ رضہ در سفر مکہ معظمہ

استفتا۔ مکہ کے راستہ میں ہم لوگ چلے آتے تھے بعض مُحْرِم تھے اور بعض غیر محرم۔ ابوقتادہ اُن لوگوں میں تھے جو محرم نہ تھے ایک جگہ حمار وحشی کی جماعت کو دیکھکر سب لوگ بوجہ احرام کے شکار کرنے سے باز رہے مگر ابوقتادہ چونکہ محرم نہ تھے اپنے گھوڑے پر (شکار کرنے کیلئے) سوار ہوئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میرا کوڑا اٹھا دو تو کسی نے نہ اٹھایا نیزہ مانگا تو کسی نے اٹھا کر نہ دیا آخر خود اتر کر اٹھایا اور حمار وحشی پر حملہ کر کے اُن میں سے ایک مادہ کو شکار کر ڈالا۔ اُسکا گوشت بعض ساتھیوں نے ناجائز ہونیکے شبہ سے نہ کھایا اور بعض نے کھایا اور خیال کیا کہ بھلا محرم ہو کر ہمکو شکار کھانا کیسے مناسب ہے اس لئے باقی گوشت ساتھ لے آئے

جواب۔ جو کچھ اس کے گوشت سے باقی رہا ہے وہ (بھی) کھالو اس لئے کہ وہ ایک کھانا ہے جو خدا تعالےٰ نے تمکو کھلادیا (بخاری و مسلم شریف وغیرہما)

شرح۔ ہجرت کے چھٹے سال حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کرنے کیلئے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف پندرہ سو مسلمان کے قریب ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اس وقت تک مکہ معظمہ میں کافروں کا عمل دخل تھا۔ جب آپ حدیبیہ پر پہنچے (جو مکہ کے قریب ایک کنویں کے نام پر چھوٹا سا موضع ہے) کفار مکہ نے آپ کو آگے جانے اور مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا اور عمرہ نکرنے دیا۔ مسلمان جنگ کیلئے آمادہ تھے اور لڑائی میں ثابت قدم رہنے کیلئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے بیعت و عہد بھی لے لیا تھا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مصلحت اندیشی سے بہت سی شرطوں پر صلح ہو گئی اور قرار پایا کہ آئندہ سال عمرہ کرنے کیلئے آویں اور تین دن مکہ میں رہکر چلے جاویں اس صلح کو صلح حدیبیہ اور اس سفر کو عمرۂ حدیبیہ اور غزوۂ حدیبیہ کہتے ہیں جس کا نہایت طویل دلچسپ پُراسرار قصہ کتب سیر و حدیث میں مذکور ہے۔ اس سفر میں ابو قتادہ بھی مدینہ منورہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جب مقام روحا میں پہنچے (جو مدینہ سے تیس ۳۰ یا چالیس میل ہے) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ مشرکین کا ایک لشکر غیقہ کے جنگل میں (جو مکہ کے راستہ میں موضع سقیا کے قریب ایک جگہ ہے) مسلمانوں کے گھات میں لگا ہوا ہے کہ موقع پاکر آپ کے ہمراہیوں پر چھاپہ مارے آپ نے اپنے ساتھ کے مسلمانوں میں سے ایک جماعت کو ان کی سرزنش اور دفعیہ کیلئے روانہ فرمایا۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بھی انھیں میں تھے اُن لوگوں کو زیر کرکے اور اطمینان حاصل کرکے ابو قتادہؓ اور ان کے ہمراہی صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر سے آملے۔ اور سب لوگوں نے احرام باندھ لیا تھا لیکن ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ہمراہیوں نے احرام نہیں باندھا تھا (غالبًا ابو قتادہؓ مقام ذوالحلیفہ پر گذر کر نہ آئے ہوں گے جو مدینہ سے چھ میل ہے جہاں سے اہل مدینہ کو احرام باندھنا ضروری ہے اور جس کو میقات کہتے ہیں بلکہ دوسرے راستہ سے آئے ہوں گے یا اُس زمانہ تک احرام باندھنے کے مواقیت اور مقامات معین نہ ہوئے ہوں) ایک روز بعض اصحاب کے ساتھ ایک منزل پر (بمقام قاحہ) اُترے ہوئے تھے اور جناب سرور عالم مع دیگر صحابہ آگے تشریف لیگئے تھے ابو قتادہؓ بیٹھے ہوئے اپنے جوتیں پیوند لگا رہے تھے اِن کے ساتھیوں نے ایک حمار وحشی کی مادہ پھرتی ہوئی دیکھی مگر چونکہ حالت احرام میں شکار کرنا حرام ہے اس لئے شکار نکر سکتے تھے اور ایک دوسرے

کی طرف دیکھکر ہنستا تھا کہ عجب حالت ہے کہ شکار موجود ہے مگر مارنے کی اجازت نہیں۔ دل سے تو چاہتے تھے کہ ابو قتادہؓ اس کو دیکھ لیں اور شکار کرلیں لیکن جب انھوں نے ہنسی کا سبب پوچھا اور سر اٹھا کر دور سے اس حمار کو دیکھکر پوچھا کہ وہ کیا ہے تو سب گردن جھکا کر خاموش ہو رہے اور کہدیا کہ ہمکو معلوم نہیں کیا ہے۔ کیونکہ وہ حضرات جانتے تھے کہ اگر ہم نے ذرا اشارہ کردیا اور اُن کو بتلا دیا یا کسی قسم کی مدد کی تو انکا شکار کیا ہوا ہمارے واسطے جائز نہ ہیگا۔ آخر ابو قتادہ رض خود اٹھکر اپنے گھوڑے پر زین وغیرہ لگا کر سوار ہوئے کوڑا ساتھ لینا بھول گئے۔ ساتھیوں سے ہر چند کہا مگر کسی نے اٹھا کر نہ دیا کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی مدد ہے۔ خود ہی اترے اور اپنے ایک ساتھی کا کوڑا چھین کر لیگئے اُس حمار وحشی کے پیچھے گھوڑا دوڑا کر اُس کو نیزے سے مار لیا اور آکر ساتھیوں سے کہا کہ اب تو چلکر اٹھالاؤ مگر وہ اُسے بھی ایک قسم کی مدد سمجھے اور اٹھانیکے لئے نہ گئے آخر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ خود اٹھا لائے اور سب ملکر بھون بھون کر گوشت کھانے لگے۔ مگر پھر بعض لوگوں کو شبہ ہوا کہ شاید ناجائز ہو اور کہنے لگے کہ بھلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود ہوتے ہوئے ہم بلا دریافت کئے ہوئے کیوں کھائیں۔ چونکہ صحابہ کی یہ جماعت مختصر تھی اس لئے یہ بھی اندیشہ تھا کہ اِدھر اُدھر سے کوئی دشمن آکر ضرر نہ پہونچائے اور مسئلہ دریافت کرنے کی بھی ضرورت تھی۔ لہذا ابو قتادہ رض گھوڑا دوڑا کر لوگوں سے آپ کا قیام و مقام پوچھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا پہنچے اور عرض کیا کہ یا حضرت آپکے بعض خدام پیچھے آرہے ہیں آپ کو سلام عرض کرتے ہیں اُن کو خوف ہے کہ کہیں اُن پر کوئی دشمن نہ آپڑے واسطے آپ ذرا اُن کا انتظار فرمالیجئے۔ تھوڑے سے انتظار کے بعد وہ لوگ بھی آگئے۔ ابو قتادہ رض نے اور انھوں نے حمار وحشی کے شکار کا قصہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کسی نے کوئی اشارہ دلالت کچھ مدد تو نہیں کی تھی سب نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ کھاؤ حلال ہے اور (اُن کا دل خوش کرنے اور بالکل شبہ زائل کرنے کے لئے) فرمایا کہ میرے لئے بھی اُس میں حصہ لگاؤ۔

استفتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بہتر کون آدمی ہے اور اس کے بعد کون۔

جواب۔ سب سے بہتر وہ شخص ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اس کے بعد وہ مومن جو پہاڑ کی گھاٹیوں میں سے کسی میں رہکر خدا سے ڈرتا رہے اور لوگوں کو تکلیف نہ پہونچائے (ترمذی)

شرح۔ جہاد کا نفع چونکہ متعدی ہے یعنی دوسروں تک پہنچنے والا ہے خلق اللہ کو ہدایت ہوتی ہے کفر کی تاریکی زائل ہوتی ہے ایمان کی روشنی پھیل کر کلمۃ اللہ بلند ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا بول بالا ہوتا ہے اس لئے

جہاد کو افضل فرمایا اور گوشہ نشینی اور تنہائی میں چونکہ صرف اسی کا نفع ہے اس لئے اسکو دوسرے نمبر پر رکھا مگر ہے اس کی بھی بڑی فضیلت کیونکہ دین وایمان اس سے درست رہتا ہے لوگوں کی ایذارسانی اور دوسرے معاصی سے بچتا ہے پروردگار کی عبادت کرتا ہے۔

سوال فضالہ بن عبیدؓ

استفتاء - یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے بارہ دینار کو ایک ہار خریدا ہے جسمیں سونے پر نگینہ جڑے ہوئے تھے میں نے نگینوں کو اکھاڑ کر علیحدہ کیا تو اسمیں بارہ دینار سے زیادہ سونا نکلا اس طرح سے خریدنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب اس طرح بیع جائز نہیں جب تک کہ نگینے اور مال (سونا چاندی) کو علیحدہ علیحدہ نہ کرلیا جائے (ابوداؤد وسلم ونسائی) **شرح** قاعدہ شرعیہ یہ ہے کہ سونے چاندی کی بیع اگر اسی کی جنس سے ہو مثلاً سونے کو سونے کے بدلے فروخت کرنا ہے یا چاندی کو چاندی کے عوض بیچتا ہے تو دونوں طرف سونا چاندی برابر ہونا چاہئے۔ اگر خریدار کے پاس چاندی کچھ کم اور دوسری طرف زیادہ ہوگی تو یہ بیع ناجائز اور حرام ہوگی یہیں جب بارہ دینار سونے کو ہار یا کنٹھا خریدا اور بارہ دینار سے زیادہ اس میں سونا نکلا تو دونوں طرف سونا برابر نہ رہا بلکہ خریدار کو بارہ دینار کی عوض اس سے زیادہ سونا ملا۔ اور نگینے وغیرہ مفت رہے لہذا ایسی بیع کے ناجائز ہونے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا اور فرمادیا کہ اس قسم کی چیزوں کے سونے یا چاندی کو جب تک نگینہ وغیرہ سے جدا نہ کردیا جائے بیع نہ کرنا چاہئے جدا کرنے سے یہ معلوم ہوجائیگا کہ زیور میں کس قدر سونا یا چاندی ہے تاکہ خریدار سے اتنی قیمت لیجائے کہ سونے کے بدلے سونا وصول ہوجائے اور کچھ قیمت نگینہ وغیرہ کی بھی باقی رہجائے۔ ہر جگہ زیور کے توڑنے اور جدا کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اگر پہلے سے چاندی سونے کی مقدار معلوم ہو یا اندازہ سے یقیناً معلوم ہوجائے کہ قیمت کا سونا چاندی زیور سے زیادہ ہے تب بھی بیع جائز ہے غرض یہ ہے کہ خریدار کے پاس کا سونا چاندی (یعنی قیمت اور روپیہ اشرفی) زیور کے موجودہ سونے یا چاندی سے کسی قدر زیادہ ہونا چاہئے تاکہ خریدار کا سونا یا چاندی کچھ زیور کے سونے چاندی کے مقابلہ میں محسوب ہو اور باقی نگینے وغیرہ کی قیمت میں لگجائے اگر خریدار کے پاس سونا چاندی زیور کی چاندی سونے کے برابر یا کچھ کم ہو یا اندازہ سے بھی معلوم نہ ہو کہ زیادہ ہے یا کم تو بیع ہرگز جائز نہ ہوگی۔ البتہ اگر جنس بدلجائے یعنی ایک طرف سونا ہو دوسری طرف چاندی یا خریدار کے پاس چاندی اور بائع کے پاس سونا تب ہر دو طرف برابر ہونے کی شرط نہیں بلکہ کم زیادہ بھی ہو تو بیع جائز و درست ہوگی۔ البتہ یہ اب بھی ضرور ہے کہ نقد معاملہ

ہو دونوں چیزیں اُسی وقت دست بدست دیجائیں قرض معاملہ نہ ہو ۔

استفتا ۔ ہماری ایک لونڈی سلع پر (جو مدینہ میں ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے) بکریاں چرا رہی تھی کہ اُن میں سے ایک بکری کو (کسی مرض وغیرہ سے) مرتے ہوئے دیکھ کر ایک پتھر کو توڑ کر (اسکی تیز اور باریک جانب سے) بکری کو ذبح کر دیا۔ اب یہ پتھر سے ذبح کیا ہوا کھانا جائز ہے یا نہیں۔

جواب ۔ اُس کو کھاؤ (کیونکہ دھار دار اور تیز چیز سے ذبح کیا ہوا جس سے خون بہ جائے حلال ہے خواہ وہ لوہا ہو یا پتھر یا کوئی لکڑی کی کھپاچ (بخاری شریف و موطا امام مالک وغیرہ)

شرح ۔ سوال اس لئے کیا تھا کہ پتھر سے ذبح کئے ہوئے جانور کے حلال ہونے میں شبہ تھا جس کو آپ نے جائز اور حلال فرما کر کھانے کی اجازت دی لیکن اس سے دوسرا مسئلہ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ عورت کا ذبیحہ بھی حلال ہے جمہور علما کا یہی مذہب ہے لیکن مذہب شافعی میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ عورت کا ذبیحہ مکروہ ہے اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اجیرا اور امین وغیرہ کو غیر کی ملک میں بلا اُس کی اجازت کے ایسا تصرف جائز ہے جسمیں اس کی بہبودی اور خیر خواہی ہو اور تصرف نہ کرنے میں نقصان ظاہر ہو۔ چنانچہ یہ عورت اگر بکری کو ذبح نہ کرتی تو مر کر ضائع ہو جاتی ۔

استفتا ۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) (خروج دجّال کے زمانہ میں جب ایک روز سال بھر کے برابر ہو گا تو) کیا ہمکو اُس تمام دن میں معمولی دنوں کے مانند ایک روز کی نمازیں یعنی صرف پانچ نمازیں کافی ہوں گی یا زیادہ نمازیں پڑھیں۔

جواب ایک دن کی نمازیں کافی نہ ہونگی بلکہ اس کے لئے اندازہ لگا کر (نمازیں پڑھو) یعنی چوبیس گھنٹہ وقت کا ایک روز سمجھ کر اُس میں پانچ نمازیں لتنے اتنے فصل سے پڑھا جیسے ہمیشہ پڑھتے ہو (ترمذی مسلم شریف) **شرح** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ دجال کا حال بیان فرما کر اپنے صحابہ کو ڈرا رہے تھے بہت سے حالات بیان کرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ وہ اس راستہ سے نکلے گا جو شام و عراق کے درمیان واقع ہے۔ اے بندگان خدا اُس وقت ثابت قدم رہنا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کتنے عرصہ تک دنیا میں ٹھہرے گا آپ نے فرمایا کہ چالیس روز جنمیں سے ایک روز سال بھر کے برابر طویل ہوگا اور ایک روز مہینہ بھر کے مانند طویل ہوگا اور ایک روز مثل ایک ہفتہ کے ہوگا اور باقی دن تمہارے معمولی دنوں کے مانند ہوں گے۔ یہ سنکر صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ استفتا

پیش کیا یعنی ایسے طویل دن میں آفتاب کی رفتار اور طلوع و غروب کے حساب سے حسب قاعدہ پانچ نمازیں کافی ہونگی یا نہیں آپ نے فرمایا کہ کافی نہ ہونگی بلکہ اندازہ اور حساب سے تھوڑے تھوڑے فصل کے بعد ظہر و عصر و مغرب پڑھا کرنا (اگر ایک سال کے ۳۶۰ روز لئے جائیں تو اس دن میں اٹھارہ سو نمازیں پڑھی جائینگی) انشاء اللہ تعالیٰ جناب رسالتمآب کی پیشین گوئی ضرور صادق ہوگی۔ دیکھئے خداتعالیٰ نے ابھی سے اُس روز کے لئے نمازوں کے اندازہ کا سامان کردیا ہے جابجا گھڑیاں اور گھنٹے موجود ہیں ہر موسم کی نمازوں کے اوقات گھنٹوں کے حساب سے لوگوں نے تحریر کردئے ہیں اُس لمبے دن میں بھی حسب قاعدہ معمولی گھنٹوں پہ نمازیں پڑھکر چوبیس گھنٹہ میں پانچ نمازیں ادا کردی جائینگی۔ **فائدہ** بلغار ایک شہر ہے جہاں ان مغرب کی نماز کے بعد شفق غروب ہونے کے ساتھ ہی صبح صادق نمودار ہوجاتی ہے عشا کا وقت ہی نہیں آتا بعض علما تو کہتے ہیں کہ اُن لوگوں پر عشا فرض ہے اُسکو قضا کرنا چاہئے اگرچہ اُس کا وقت نہیں ملا۔ جیسے کہ دجال والے طویل دن میں آپنے بہت سی نمازیں پڑھنے کا حکم دیا حالانکہ اُس روز وقت صرف پانچ نمازوں کا آویگا اور بعض علما فرماتے ہیں (چنانچہ علمائے حنفیہ کا بھی راجح قول یہی ہے) کہ اہل بلغار نے چونکہ عشا کا وقت ہی نہیں پایا لہذا اُنپر صلوۃ عشا فرض ہی نہیں وہ فرماتے ہیں کہ اُس طویل دن میں بھی چونکہ زیادہ نمازوں کا وقت نہیں آئیگا لہذا اگر ہم قاعدہ کے مطابق حکم دیتے تو یہی کہتے کہ پانچ نمازوں سے زیادہ اُس تمام دن میں فرض نہیں لیکن ارشاد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے خلاف قیاس یہ حکم مانا گیا کہ اس طویل دن میں پورے سال کی نمازیں ادا کریں۔ **دوسری وجہ** فرق کی یہ ہوسکتی ہے کہ بلغار میں تو فی الحقیقت عشا کا وقت ہی نہیں آتا لہذا نماز فرض نہیں ہوئی اور دجال والے دنوں میں طلوع غروب دن رات حسب قاعدہ ہونگے اور نمازوں کے اوقات معمولی طور سے آتے رہیں گے لیکن اس کمبخت کی شعبدہ بازی و نظربندی سے جس کی قدرت اسکو منجانب اللہ عطا ہوگی ہزاروں کرشمے دکھائیگا آگ کو پانی دکھلائیگا پانی آگ نظر آئیگا۔ لوگوں کو دن رات کا ہونا وقت کا گذرنا نظر نہ آئیگا اور محسوس نہ ہوگا۔ اسیوجہ سے نمازیں پوری فرض ہوئیں کیونکہ نماز کو خداتعالیٰ نے اصلی اوقات سے متعلق کردیا ہے کسی کو نظر آنے اور محسوس ہونے کا اعتبار نہیں دیکھو اندھوں بہروں پر پوری نمازیں فرض ہیں حالانکہ ان کو طلوع غروب کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا ✦

استفتا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بیمار ہوں چلنے کی طاقت نہیں طواف کیسے کروں۔

جواب۔ جب صبح کی نماز شروع ہوجائے تو تم اپنے اونٹ پر سوار ہوکر نماز پڑھتے ہوئے لوگوں کے پیچھے سے

طواف کر لینا (بخاری مسلم ابوداؤد)

شرح۔ حجۃ الوداع میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات بھی ہمراہ تھیں اُن میں سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا مریض ہوگئیں کہ خانہ کعبہ کا طواف کرنے کی طاقت نہ رہی جو حج میں ضروری ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے صبح کی نماز کے وقت سوار ہوکر طواف کرنیکی اجازت فرمادی اس میں یہ مصلحت تھی کہ اُس وقت مرد نماز میں مصروف ہونگے مطاف (یعنی طواف کی جگہ) خالی ہوگا۔ وقت بھی اندھیرے کا ہے اطمینان سے طواف کر لینگی کسی مرد کی بھی نظر نہ پڑیگی زیادہ پردہ وغیرہ کا بھی تکلف نکرنا پڑے گا۔ اس حدیث سے حالت عذر میں سوار ہوکر طواف کرنیکی اجازت معلوم ہوئی خود حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بحالت مزاج اقدس کی وجہ سے سوار ہوکر طواف فرمایا تھا اسمیں یہ بھی فائدہ تھا کہ لوگ آپ سے مسائل پوچھتے تھے اور دور سے دیکھتے رہے زیادہ اژدحام کی نوبت نہ آئی اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ایسی ضرورت میں صحن کعبہ میں اونٹ گھوڑی وغیرہ چارپایہ کا داخل کرنا جائز ہے

سوال بیٹھکر نماز پڑھنا

استفتا۔ اے فخر عالم صلی اللہ علیک وسلم جو شخص بیٹھکر نماز پڑھتا ہے اُس کا کیا حکم ہے۔

جواب۔ جو شخص کھڑے ہوکر پڑھے وہ سب سے بہتر ہے اور جو شخص بیٹھکر پڑھتا ہے اسکو بہ نسبت کھڑے ہونیوالے کی نصف ثواب ملتا ہے اور جو شخص لیٹ کر پڑھتا ہے اُسکو بیٹھنے والے سے بھی نصف ملتا ہے (ترمذی)

شرح۔ چونکہ سائل نے بلا قید صحت و مرض عام سوال کیا تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام قاعدہ بیان فرمادیا۔ فرض و نفل صحت و مرض وغیرہ کسی حالت کی تفصیل نہیں فرمائی۔ قاعدہ یہی ہے کہ بیٹھنے والیکو نصف اور لیٹنے والے کو اُس سے بھی نصف ثواب دیا جائے لیکن حالت مرض میں جب معذور ہے کی وجہ سے بیٹھکر یا لیٹکر پڑھتا ہے تو رحمت و فضل خداوندی سے کامل ثواب مثل کھڑے ہوکر پڑھنے والیکے ملتا ہے لیکن قاعدہ یہی ہے کہ بیٹھنے والیکو نصف ثواب ہو۔ چنانچہ بلا عذر بیٹھکر نفل پڑھنے والیکو نصف ثواب ملتا ہے اور فرض بلا عذر بیٹھکر یا لیٹ کر پڑھنا جائز نہیں اور نفل بلا عذر لیٹ کر پڑھنا جائز نہیں بعض علماء نے اس حدیث کا مطلب دوسری طرح بھی بیان کیا ہے لیکن یہ سب سے عمدہ اور واضح ہے۔

سوال صائم کو سرمہ لگانا

استفتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھیں دکھتی ہیں کیا روزہ کی حالت میں مجکو سرمہ لگانا جائز ہے

جواب۔ ہاں سرمہ لگالو (جائز ہے روزہ میں کچھ خلل نہ آئیگا) (ترمذی)

شرح۔ روزہ میں سرمہ لگانے سے کچھ خلل نہیں ہوتا خواہ کسی ضرورت و عذر کیوجہ سے لگائے

یا بلا ضرورت۔ اگر سرمہ لگانیکے بعد بلغم نکلا اور اسمیں سرمہ کا رنگ ظاہر تھا تب بھی روزہ نہیں جاتا کیونکہ مسامات بدن کے ذریعہ سے جو چیز اندر پہنچ جائے وہ روزہ کو فاسد نہیں کرتی بعض جگہ عوام میں مشہور ہے کہ روزہ میں سرمہ لگانیکے بعد اگر سو جائے تو روزہ مکروہ یا فاسد ہو جاتا ہے یہ بالکل غلط ہے اسیطرح داڑھی یا موچھ یا سر پر تیل لگانا مکروہ نہیں +

سوال از ابی بن کعب رض

استفتا۔ اے سید الاولین والآخرین یہ دو سورتیں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ قرآن مجید میں داخل ہیں یا نہیں؟ **جواب** مجھ سے (خدا تعالیٰ کی طرف سے) کہا گیا کہ قُلْ اَعُوْذُ (آخر تک) پس میں نے اسکو اسی طرح کہا (اس سے معلوم ہو گیا کہ وہ قرآن مجید میں داخل ہے کیونکہ جو کلام منجانب اللہ تعالیٰ فرمایا جاتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو زبان مبارک سے ادا کرتے وہی قرآن مجید ہے (بخاری شریف) **شرح** قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کی نسبت صحابہ رض میں پہلے سے کچھ اختلاف تھا کہ یہ دونوں سورتیں قرآن مجید میں داخل ہیں یا نہیں ابن مسعود رض فرماتے تھے کہ یہ کتاب اللہ میں داخل نہیں اور قرآن مجید میں سے ان کو تراش ڈالتے تھے۔ زر بن حبیش رض نے حضرت ابی بن کعب رض سے (جو صحابہ میں سب سے بڑے قاری وحافظ تھے) اس کا ذکر کیا اور کہا کہ ابن مسعود رض ایسا فرماتے ہیں۔ ابی بن کعب رض نے اپنا استفتا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب سنا دیا جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طریقہ سے تمام قرآن مجید تعلیم کیا گیا ہے اسیطرح یہ سورتیں مجکو پڑھائی گئی ہیں اس سے معلوم ہو گیا کہ یہ بھی داخل قرآن ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم کی ابتدائی اختلاف کے بعد اس امر میں اتفاق ہو گیا تھا کہ یہ سورتیں داخل قرآن ہیں پس اگر اب کوئی شخص ان کے قرآن ہونے سے انکار کرے تو کافر ہو جائے۔ ابن مسعود رض سے یہ بھی منقول ہے کہ انہوں نے اپنے قول سے رجوع فرمایا اور ان سورتوں کو داخل قرآن ماننے لگے اور بعض علما فرماتے ہیں کہ ابن مسعود رض کو ان سورتوں کے قرآن میں داخل ہونے سے انکار نہ تھا بلکہ قرآن میں لکھنے کو منع فرماتے تھے انکی رائے یہ تھی کہ صرف وہی سورتیں اور آیتیں قرآن مجید میں لکھی جا سکتی ہیں جنکے لکھنے کی خاص طور پر بالتصریح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی ہو اور ان دو سورتوں کی نسبت اجازت ہونیکی انکو خبر نہ تھی اسلئے وہ لکھنے سے مانع تھے۔

سوال از طرف زن مستحاضہ

استفتا مجکو استقدر حیض آتا ہے کہ کبھی پاک ہی نہیں ہوتی ہمیشہ نماز چھوڑے رکھوں یا کوئی دوسری تدبیر کروں؟ **جواب** یہ جو تمکو ہمیشہ خون آتا ہے حیض نہیں بلکہ دمرض ہے کوئی رگ کھل گئی ہے اسکا خون آتا ہے

لہذا اس خون کے جاری ہونے سے پہلے تمکو جتنے روز حیض آتا تھا اُسی قدر مدت کیلئے ہر مہینہ میں نماز چھوڑ دیا کرو اور جب اُس عادت کے موافق دن گذر جائیں تو غسل کرکے نماز پڑھتی رہو (بخاری شریف)

شرح حیض کا خون باختلاف عادت تھوڑے بہت عرصہ کے بعد آتا ہے جسکی مدت کم سے کم تین روز ہے۔ اب اگر کسی عورت کو ہمیشہ خون ہی آتا رہے تو یہ حیض نہ ہوگا بلکہ بیماری کا خون سمجھا جائیگا اور ایسی عورت کو مستحاضہ کہیں گے۔ مستحاضہ کو حیض کے احکام نہیں دیئے گئے بلکہ مسجد میں داخل ہونا قرآن پڑھنا شوہر کو اس سے قربت کرنا جو چیزیں حائضہ کیلئے حرام تھیں اُسکو جائز ہیں۔ روزہ اور نماز بھی ادا کرنا ضروری ہے لیکن اس جریان خون اور بیماری سے پہلے ہر مہینے میں جتنے روز حیض کا خون آتا تھا اسی مقدار سے انھیں تاریخوں میں اپنے آپ کو حیض کی حالت میں سمجھے اور نماز روزہ چھوڑدے جب عادت کے موافق حیض کے ایام گذر جائیں تو غسل کرے جیسے حیض سے پاک ہونیکے بعد غسل کیا کرتے ہیں اور باقی دنوں میں ہمیشہ نماز پڑھتی رہے لیکن ایسی عورت کیلئے مستحب یہ ہے کہ ہر ایک نماز کیلئے غسل کرے یا دو نمازوں کیلئے ایک غسل کرے مثلاً ظہر وعصر کیلئے ایک غسل اور مغرب وعشا کیلئے دوسرا غسل لیکن یہ غسل ضروری نہیں کیونکہ بطور علاج کے کرلینے کا آپنے اختیار دیا ہے تاکہ غسل کی برودت اور سردی پہنچکر خون کا جوش کم ہوکر جاری ہونا بند ہو جائے اور اطمینان سے نماز پڑھے۔

استفتا۔ ایک شخص (سوکر اُٹھنے کے بعد کپڑے وغیرہ پر) تری پاتا ہے (یعنی منی یا مذی) مگر احتلام (خواب) یاد نہیں اس پر غسل واجب ہے یا نہیں اور جو شخص (اس قسم کا) خواب دیکھے لیکن کپڑے پر تری نہیں پاتا اُسکو کیا حکم ہے۔

جواب۔ جو شخص تری پاوے اور خواب یاد نہ ہو اُس پر غسل لازم و فرض ہے اور جو شخص خواب یاد رکھتا ہے اور تری نہیں پاتا اُس پر غسل واجب نہیں۔ (ترمذی)

شرح۔ خواب میں احتلام ہونے یعنی منی نکل جانے سے غسل واجب ہوتا ہے خواب کے یاد ہونے نہونے کا کچھہ اعتبار نہیں۔ اگر خواب یاد ہے اور کپڑے پر کہیں تری اور نشان نہیں ہے تو غسل واجب نہوگا۔ اگر کپڑے پر نشان اور داغ دھبہ پایا لیکن یقین نہیں کہ منی ہے بلکہ شاید مذی ہو ایسی حالت میں غسل واجب ہے اگر یقین ہوگیا کہ منی نہیں مذی ہے تو غسل واجب نہیں مگر پسندیدہ اور احتیاط یہی ہے کہ غسل کرے (اسی قسم کا بیان دوسری جگہ ام سلیم رضؓ کے استفتا کی شرح میں گذرچکا ہے)

سوال حفصہ و عائشہ رضی اللہ عنہما

استفتا۔ یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور عائشہ روزہ دار تھیں ہمیں ایسا کھانا ملگیا جس کے کھانیکو دل چاہا ہم دونوں نے اسے کھالیا اب ارشاد فرمائیے کیا کریں۔

جواب۔ اس کے بدلے کسی اور دن روزہ رکھہ لینا (ترمذی شریف)

شرح۔ نفل روزے کو بلا ضرورت بھی افطار کرلینا جائز ہے اور دعوت وغیرہ کے عذر سے بھی جائز بلکہ مستحب ہے لیکن ہر صورت میں قضا واجب ہوتی ہے جیسا کہ آپ نے کسی دوسرے روز روزہ رکھنے کا ارشاد فرمایا البتہ کسی چھوٹے ہوئے روزے کی قضا رکھتا ہو یا نذر معین کو ادا کرتا ہو تو افطار کرلینا جائز نہیں یہ مضمون دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔ نذر معین اسکو کہتے ہیں جو دن تاریخ یا مہینہ مقرر کرکے روزے اپنے ذمہ واجب کرے۔

سوال شخصے بروایت ابو تمیمہ ہجیمی رض

استفتا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی زوجہ کو بہن کہدیا ہے وہ مجھپر حلال رہی ہے یا نہیں۔

جواب۔ وہ تمھاری بہن ہے ہی مگر ایسا کہنا نہ چاہئے۔ (ابوداود)

شرح۔ یعنی دین اسلام کے لحاظ سے وہ بیشک تمھاری بہن ہے لیکن چونکہ زوجہ ہے۔ اسلئے ایسا لفظ نہ کہنا چاہئے جس سے حرام ہونیکا شبہ ہو جائے اس سے معلوم ہوا کہ زوجہ کو یہ لفظ کہنے سے کہ تو میری بہن ہے یا اس طرح پکارنے سے کہ "اے بہن" نکاح نہیں ٹوٹتا مگر کہنا مکروہ ہے **مسئلہ** اگر زوجہ سے کہا کہ تو میری ماں کی مثل ہے یا میری بہن کی مثل ہے تو طلاق یا ظہار کی نیت کریگا تو وہی ہو جائیگا اور اگر یہ نیت تھی کہ تو بزرگی و تعظیم وغیرہ میں میری ماں کی مانند ہے یا بہن کی مانند ہے تو طلاق اور ظہار کچھہ بھی نہ ہوگا۔ ظہار کے معنی عربی کتابوں میں یا بہشتی زیور میں ملاحظہ کرو۔ ش

سوال اعرابی بروایت علی بن طلق رض

استفتا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی آدمی جنگل میں ہوتا ہے اور پانی کی نہایت قلت ہوتی ہے ایسی حالت میں اگر ذرا سی ریح نکل جائے (تو وضو کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے) اسکی نسبت کیا ارشاد ہے۔

جواب۔ جب کوئی تم میں سے گوز رائی کرے تو چاہئے کہ وضو کرے (ترمذی)

شرح۔ سائل کی غرض یہ تھی کہ ضرورت کے موقع میں خفیف سی ریح کا نکل جانا معاف ہو تو بہتر ہے اور اس سے شاید وضو نہ ٹوٹتا ہو لیکن آپ نے فرمادیا کہ عام قاعدہ یہی ہے کہ ریح نکلنے سے وضو نہیں رہتا دوسرا وضو واجب ہوتا ہے خواہ قلیل ریح نکلے یا کثیر اور پانی کی قلت ہو یا نہو۔ البتہ جب پانی بالکل نہ ہو یا پینے کی ضرورت کیلئے رکھا ہو تب تیمم جائز ہے جسکا حکم دوسری جگہ قرآن و حدیث میں موجود ہے۔

سوالِ مضطر نمبر ۹

استفتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض دفعہ میرے پاس خریدار آکر ایسی چیز مانگتا ہے جو میرے پاس نہیں ہوتی کیا یہ جائز ہے کہ میں اُس کے لئے وہ چیز بازار سے خرید لوں۔

جواب۔ جو چیز تمہارے پاس موجود نہیں اُس کی بیع نہ کرو (ترمذی ومسلم شریف)

شرح۔ بازار سے خریدنے کی ایک صورت یہ ہے کہ دلال بنکر اس کیلئے خرید دے اور کچھ دلالی یا کمیشن خود بھی حاصل کرلے یا یہ کہ خریدار سے وعدہ کرے اور عقد بیع او رمعاملہ نہ کرے بلکہ بازار سے خرید کر لانے کے بعد اپنے خریدار سے عقد بیع کرکے اُس کو وہ چیز دیدے اور خود نفع حاصل کرے یہ دونوں صورتیں جائز ہیں تیسری صورت یہ ہے کہ خریدار سے مطلوبہ شے کی بیع کردی اور پھر بازار سے خرید کر اس کو دیدی یہ ناجائز ہے۔ کیونکہ بوقت عقد بائع کی ملک میں وہ چیز موجود نہیں تھی۔ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی کی ممانعت منظور تھی لیکن آپ نے اسکو ایک نہایت عام قاعدہ کی صورت میں اس عمدگی سے بیان فرمادیا کہ اور بھی بہت سی ناجائز خرید وفروخت اور ممنوع بیعوں کا حکم معلوم ہوگیا۔ مثلاً ہمارا غلام آبق کر بھاگا ہوا ہے جب تک وہ ہمارے قبضہ او رقابو میں نہ آجائے بیع جائز نہیں۔ **فائدہ** بیع سلم جسکو بدھنی کہتے ہیں بوجہ اجازت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم غیر موجودہ شے میں بھی جائز ہے مثلاً ہم نے کسی کو دس روپیہ دیدئے کہ دو ماہ کے بعد گندم دیدینا حالانکہ اس شخص کی ملک میں بالفعل موجود نہیں مگر اس کے جائز ہونیکی بہت سی شرطیں ہیں جو کتب فقہ میں مرقوم ہیں اردو خواں لوگ بہشتی زیور میں ملاحظہ کریں **مسئلہ** اگر کسی غیر شخص کی چیز بلا اسکی اجازت کے فروخت کرڈالے تو بیع ہوجاتی ہے لیکن مالک کی اجازت پر موقوف رہیگی اگر وہ اجازت دیگا تو بیع رہیگی ورنہ ٹوٹ جائیگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے امانت دار سائل نمبر ۶ کا سوال

استفتا۔ اے جناب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بعض دفعہ میرے دروازے پر مسکین آکر سوال کرتا ہے اور دینے کے لئے کچھ موجود نہیں ہوتا ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے۔

جواب۔ اگر اور کوئی چیز دینے کے قابل نہو تو اُس کے ہاتھ میں بکری کا جلا ہوا کھر ہی رکھدیا کرو (مسند احمد وابوداؤد وترمذی)

شرح۔ سوال یہ تھا کہ بعض دفعہ فقیر کے بار بار سوال کرنے سے شرم آجاتی ہے اور دینے کیلئے کچھ موجود نہیں ہوتا ایسی حالت میں کیا کریں آپ نے فرمایا کہ حقیر سے حقیر اور ادنی چیز جو کچھ موجود ہو دیدیا کرو یہانتک کہ بکری کا کھر جلا ہوا ہو تو بھی دینے میں تامل نہ کیا کرو۔ ہرن اور بکری اور گائے وغیرہ کے قدم کو

عربی میں ظلف کہتے ہیں اُسی کا ترجمہ ہمنے کھر لکھا ہو **تنبیہ** یہ حکم اس سائل کا ہے جو مسکین اور محتاج ہو قوی تندرست مالدار پیشہ ور گداگروں کو دینا علمائے محققین کے نزدیک جائز نہیں -

سوال از جانب عورتے بروایت اسماء رض

استفتا - یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری ایک سوت ہے اگر میں (اُسکے جلانے اور بھڑکانے کیلئے) ایسی چیزوں کا دینا ظاہر کروں جو واقع میں مجھکو شوہر نے نہیں دی تو مجھپر کچھ گناہ ہوگا یا نہیں

جواب - جو شخص ایسی باتیں ظاہر کرے جو اُس کو نہیں دیگئی وہ ایسا ہے جیسے مکر کے کپڑے پہننے والا (یعنی وہ بھی جھوٹا اور مکار ہے اور) اُسکو بھی ایسا ہی گناہ ہوتا ہے جیسا مکاری کا جامہ پہننے والے کو - پس تم کو ہرگز جائز نہیں کہ جو چیزیں شوہر نے نہیں دی اُن کا پانا ظاہر کرکے سوت کو خفا کرو (بخاری شریف و مسند احمد و ابو داؤد و مسلم بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا)

شرح - فریب و مکر کے کپڑے پہننے والا وہ شخص ہے جو لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے کسی خاص جماعت کا لباس پہن لے اور فی الواقع ایسا نہو مثلاً صوفی نہو اور صوفیوں کا خرقہ وغیرہ پہن لے اور مخلوق کو فریب دے - یا عالم نہو اور عالموں کا جُبہ و دستار لگا کر عالم بنجائے اور بعض شخص ایک انگہ یا کرتہ پہنکر اُنکی آستینوں کے نیچے دوسری آستین لگا لیتے ہیں تاکہ لوگ سمجھیں کہ اس کے نیچے کوئی دوسرا کپڑا پہن رکھا ہے ایسے شخص کو بھی مکر کے کپڑے پہننے والا کہا جاتا ہے اور اُس شخص کو بھی کہتے ہیں جو گواہی دینے کے لئے عدالت میں جاتے وقت اِدھر اُدھر سے مانگ کر عمدہ لباس پہن لے تاکہ ذی وجاہت اور صالح سمجھا جاوے اور گواہی مقبول ہو - **آنحضرت** صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا اس سے عورت کو بھی خلاف واقع اظہار کی ممانعت ہوگئی اور عام حکم یہی معلوم ہوگیا کہ اپنی نسبت ایسے فضائل و کمالات کا اظہار نا جائز ہے جو حقیقت میں موجود نہوں - عالم نہ ہو اور اشارۃً اپنے آپ کو عالم ظاہر کرے - صوفی درویش نہ ہو اور تصوف و درویشی کی جھوٹی سچی باتیں گھڑے - غریب و مفلس ہو اور ریاست و امیری کی ڈینگ مارے البتہ اپنے فقر و فاقہ و محتاجی کو چھپانا کسی سے سوال نہ کرنا نہایت محمود و پسندیدہ ہے -

سوال علی مرتضیٰ بواسطہ مقداد رض

استفتا - یا سرور عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک شخص کو مذی نہایت کثرت سے آتی ہے غسل کرتے کرتے اس کی پیٹھ پھٹ گئی ہے اس کیلئے کیا حکم ہے -

جواب - غسل نہ کیا کرو جب کبھی مذی نکلے استنجا کرکے جیسے نماز کیلئے وضو کیا کرتے ہو اسی طرح وضو کر لیا کرو (ابو داؤد بخاری مسلم)

شرح۔ مذی اس چکنے ہوئے رقیق سپید پانی کو کہتے ہیں جو شہوت کیوقت مباشرت کے ارادے یا اس قسم کے ذکر سے نکل آتا ہے۔ جناب علی کرم اللہ وجہہ نہایت قوی جوان تھے آپکو مذی اکثر آتی تھی اور چونکہ مسئلہ معلوم نہ تھا اس لئے جیسے منی نکلنے کے بعد غسل واجب ہوتا ہے مذی سے بھی غسل واجب سمجھکر بار بار غسل فرمایا کرتے تھے جس سے نہایت تکلیف ہوتی تھی اور بار بار پانی پڑنے سے سرد موسم میں پیٹھ پھٹ گئی تھی۔ چونکہ جناب سرور عالم کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے نکاح میں تھیں اسلئے بوجہ شرم وحیا کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کا مسئلہ خود دریافت کرنا مناسب نہیں سمجھتے تھے ایک روز آپ نے اپنے دوست مقداد و عمار[1] رضی اللہ عنہم سے اس کا ذکر کیا اور فرمایا کہ تم کسی وقت اس مسئلہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرلینا ایک روز مقداد رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشارہ فرمایا تو مقداد رضی اللہ عنہ نے مسئلہ عرض کیا۔ آپ نے فرمادیا کہ مذی سے غسل واجب نہیں ہوتا بلکہ جس جگہ مذی لگی ہو اس کو دھوکر وضو کرکے نماز پڑھ لیا کرو۔ مسئلہ اگر مرض جریان کی وجہ سے منی نکلے یا زیادہ بوجھ اٹھانے یا بلندی سے کودنے کی وجہ سے منی نکل آئے تو غسل واجب نہیں ہوتا مسئلہ خواب میں اگر مذی نکلے اور یقینا معلوم ہو جائے کہ مذی ہے منی نہیں تب بھی غسل واجب نہیں ہوتا لیکن احتیاطاً غسل کرلینا چاہیے کیونکہ بعض دفعہ منی بھی رقیق ہوکر مذی کے مشابہ ہو جاتی ہے فرق دشوار ہوتا ہے ؏

---

[1] عمار اور مقداد رضی اللہ عنہما بہت بڑے عالی قدر صحابہ میں سے ہیں اسلام کے ابتدائی زمانہ میں اسلام لاسکے اور مشرکین مکہ کے ہاتھ سے طرح طرح کے عذاب اور تکلیفیں اٹھائیں یہ دونوں صاحب نہایت مسکین اور مفلس تھے لوگوں کے کہنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا تھا کہ ان کو اپنی مجلس میں سے ہٹاکر دور بٹھلادیں تاکہ مکہ کے رئیس اور سردار آکر آپ کے قریب بیٹھیں اور ایمان لاویں کیونکہ وہ لوگ ان غریب ومسکین حضرات کے برابر بیٹھنے سے عار کرتے تھے خداتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ لا تطرد الذین یدعون ربھم بالغدوٰۃ والعشی یریدون وجہہ اور ارشاد فرمایا کہ ایسا کام ہرگز نہ کیجئے گا ورنہ اچھا نہ ہوگا آپ کسی کے ایمان لانے کے ذمہ دار نہیں ہیں آپکا کام سمجھانا اور بتلادینا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس ارادے سے باز رہے اور اسکے بعد ان لوگوں کو بہت قریب بٹھلانے لگے عمار حضرت علیؓ کی طرف ہوکر جنگ صفین میں ۳۷ھ میں ترانوے سال کی عمر میں شہید ہوئے اور مقداد نے ۳۳ھ ہجری میں ستر برس کی عمر میں مدینہ کے قریب موضع جرف میں وفات پائی اور مدینہ منورہ میں جنازہ لاکر جنۃ البقیع میں دفن کیا گیا ؏

سوال صحابہ بروایت ابوہریرہ رضہ

استفتا- یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہم لوگ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ لیا کریں تو جائز ہے یا نہیں- **جواب** ہر شخص کے پاس دُو دُو کپڑے تو نہیں ہوتے (پس ایک کپڑے میں نماز جائز ہے) (ابو داؤد) **شرح** دوسری جگہ معلوم ہوچکا ہے کہ مرد کیلئے صرف ناف سے زانو تک بدن چھپانا فرض ہے پس اگر صرف ایک تہمت (یا ایک کرتہ) میں نماز پڑھے تو بلاشبہ جائز ہے چنانچہ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم بوجہ کپڑا میسر نہونے کے صرف تہمت ہی باندھ کر نماز پڑھتے تھے اور آپ نے جواب بھی یہی دیا کہ اگر نماز کے لئے دو کپڑے ضروری ہوں تو ہر شخص دو کپڑے کہاں سے لائے لیکن جب کپڑے میسر ہوں تو صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھنا اچھا نہیں اور مستحب یہ ہے کہ عمامہ اور کرتہ پاجامہ پہنکر نماز ادا کرے ؁

سوال والد بہیسہ رضہ

استفتا- یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی کونسی چیز ہے جس کا روکنا اور نہ دینا درست نہیں- **الجواب**- ایسی چیز نمک ہے (اس کا نہ دینا نہایت ہی بخل اور دناءت کی بات ہے) (ابو داؤد) **شرح**- اول مرتبہ انھوں نے یہی سوال کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ پانی ایسی چیز ہے جس کا روکنا مناسب نہیں پھر سوال کیا کہ پانی کے بعد ایسی کونسی چیز ہے تب آپ نے نمک کو ارشاد فرمایا جو یہاں مذکور ہے آپ کے ارشاد کا یہ مطلب ہے کہ یہ چیزیں عام ضرورت اور نفع کی ہیں اور نہایت کم قیمت اور ارزاں اپنی ضرورت سے زیادہ موجود ہونے پر دوسروں کو نہ دینا یا بوقت سوال انکار کردینا نہایت ہی نامناسب ہے گو اپنی ضرورت اور حاجت کے خیال سے یا اور کسی مصلحت سے انکار کردینا اور نہ دینا بھی جائز ہے- اسی طرح آگ یا دیاسلائی وغیرہ قلیل القیمت اور ضرورت کی چیزیں بوقت حاجت مانگنے والے کو نہ دینا نہایت ہی ناپسندیدہ ہے-

سوال زنے از انصار

استفتا- میں نے اپنی لڑکی کی شادی کردی تھی اب وہ دُلہن ہے (کسی مرض سے) اُسکے سر کے بال گرگئے ہیں اسکا شوہر مجھ سے کہتا ہے کہ اسکے بالوں میں دوسرے بال ملادوں- ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں- **جواب**- بال ملانیوالی عورتوں پر خداتعالیٰ کی لعنت فرمائی گئی ہے- لہذا ہرگز بال نہ ملانا (بخاری) **شرح**- اس عورت کی لڑکی کے بال چیچک کی بیماری میں جھڑ کر کم ہوگئے تھے رخصت کے دن قریب آگئے تھے اور سر پہ بال نہیں تھے شوہر رخصت کرانے میں جلدی کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اسکے مصنوعی بال لگا دو عرب میں دستور تھا کہ ایسی ضرورت میں اور بعض دفعہ محض خوبصورتی کے لئے آدمی کے بال

ملاکر عورتوں کے بال بڑھاکر خوبصورت بنا دیتے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سخت ممانعت فرمائی کہ یہ موجب لعنت ہے اگر آدمی کے سوا کسی دوسری چیز کے بال شوہر کی اجازت سے ملاکر بڑھا دے تو امام ابوحنیفہؒ اور بعض علماء کے نزدیک جائز ہے[سلہ] اسی طرح ریشم اور سوت اور دھاگے وغیرہ کے موباف سر پر لگانیکی اجازت حدیث سے ثابت ہے جس طرح سر پر آدمی کے بال لگانا حرام ہے اسی طرح عورت کو اپنا سر منڈانا بھی حرام ہے۔

استفتا۔ اے فخر عالم ہمکو عورتوں سے حالت حیض میں کیا معاملہ کرنا چاہئے۔

جواب۔ صحبت کے سوا سب کچھ کرو۔ (مسلم شریف)

شرح۔ یہودیوں میں دستور تھا کہ جب عورت حائضہ ہوتی تھی تو اُسکو علیحدہ مکان میں رکھتے تھے۔ اس کے ساتھ کھانے پینے اور گھر میں رہنے کو ناجائز سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ ان سب باتوں سے نہایت ضرر پہونچتا ہے۔ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہمارے لئے کیا حکم ہے اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی کہ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ۔ (یعنی صحابہ آپ سے حالت حیض کا حکم پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ ناپاکی کا زمانہ ہے اسمیں عورتوں سے علیحدہ رہیں) اور آپ نے آیت کی شرح فرما دی کہ عورتوں سے علیحدہ رہنے کے یہ معنی ہیں کہ اُن سے صحبت نکرو اور سب باتیں کرو یعنی پاس لیٹنا بیٹھنا ایک مکان میں رہنا ساتھ کھانا پینا سب کچھ جائز ہے۔ یہودیوں نے یہ حکم سُنا تو کہنے لگے کہ یہ شخص (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کچھ عجیب باتیں کرتا ہے کوئی بات ایسی نہیں چھوڑتا جسمیں ہماری مخالفت نکرے۔ دو صحابیوں[سکہ] نے آپکی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہودی کہتے ہیں کہ ان باتوں سے نہایت ضرر ہوتا ہے اب اگر فرمائیے تو ہم بھی حیض میں عورتوں کے

[سلہ] اکثر علما کے نزدیک ہر قسم کے بالوں کو ملانیکی ممانعت ہے ۱۲ [سکہ] دونوں صحابیوں کے کلام کا ایک مطلب تو لکھا گیا دوسرا مطلب اُن کے کلام کا (جو بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے) یہ ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ یہود اس حکم پر اور اپنی مخالفت پر جلتے ہیں اگر آپ اجازت دیں تو ہم اُن کو جلانے کیلئے اپنی بیبیوں سے حالت حیض میں صحبت بھی کر لیا کریں تاکہ پوری مخالفت ہو جائے مگر چونکہ ایسا کرنا خداوند تعالیٰ کے حکم صریح کے خلاف اور نہایت سخت حرام تھا آپ اس سوال سے نہایت خفا ہوئے ۱۲ ✦

مسائل حیض و نفاس

ساتھ رہنا کھانا پینا وغیرہ چھوڑ دیں (تاکہ یہود ہماری اس موافقت سے اسلام کی طرف مائل ہوں اور ہم ضرر ونقصان سے بچ جائیں) یہ سنکر غصہ کیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک متغیر ہو گیا یہانتک کہ لوگ سمجھے کہ آپ ان سے بہت خفا ہو گئے ہیں وہ دونوں صحابی آپ کے غصہ کے خوف سے آپکے سامنے سے نکلکر چلے گئے۔ اُسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جگہ سے دودھ آگیا آپ نے ایک آدمی کو بھیجکر اُن دونوں صاحبوں کو بلایا اور دودھ پلا دیا تب وہ سمجھے کہ آپ کا غصہ جاتا رہا ہے۔

استفتا۔ یا حضرت جو لوگ مالدار ہیں وہ تمام ثواب لئے جاتے ہیں کیونکہ نماز اور روزے تو جیسے ہم ادا کرتے ہیں وہ بھی ادا کرتے ہیں اور ان کے پاس بہت سامان ہے جس سے وہ صدقہ خیرات کرکے ثواب حاصل کرتے ہیں اور ہمارے پاس مال نہیں کہ ہم بھی صدقہ دیکر اُن کے برابر ہو جائیں اب فرمائیے کیا کریں

جواب۔ لت ابوذر رضہ ہم تم کو ایسے کلمات تعلیم کئے دیتے ہیں کہ جو لوگ (ثواب میں) تم سے آگے بڑھ گئے ہیں اُن کو پالو گے یعنی اُن کے برابر ہو جاؤ گے اور جو لوگ (ثواب وعمل میں) تم سے پیچھے ہیں وہ تمھارے برابر نہو سکیں گے۔ البتہ جو شخص وہی عمل کرنے لگے (جو تم کو بتلاتا ہوں تو وہ تمھارے برابر ہو جائیگا وہ عمل یہ ہے کہ) نماز کے بعد تینتیس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اخیر میں ایک مرتبہ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھ لیا کرو (ابو داؤد و بخاری و مسلم)

شرح۔ آپ نے فرمایا کہ فرض نمازوں کے بعد ان کلمات کو پڑھا کرو جو لوگ اعمال خیر میں یا اسلام لانے میں تم سے آگے بڑھ گئے ہیں اُن کے برابر ہو جاؤ گے اور جو لوگ درجہ میں تمھارے بعد ہیں یعنی دیگر اعمال خیر میں پیچھے ہیں یا وہ لوگ جو ان کلمات کو نہیں کہتے اُن سے آگے بڑھ جاؤگے جب آپ نے فقرائے مہاجرین کو یہ کلمات تعلیم فرمائے تو اغنیا اور مالدار صحابہ نے بھی بشوق ثواب ان کو پڑھنا شروع کر دیا۔ فقرا نے پھر عرض کیا کہ یا حضرت مالدار لوگ تو اس وظیفہ کو بھی پڑھنے لگے وہ پھر ہم سے بڑھ جائیں گے آپ نے فرمایا کہ یہ تو اللہ کی عنایت ہے جسکو چاہتا ہے فضیلت عطا فرماتا ہے اور بعض روایات میں وارد ہے کہ آپ نے فقرا کی اس طرح تشفی فرمائی کہ تم کو تین باتیں ایسی حاصل ہیں جو اغنیا کو ہرگز نہیں حاصل ہو سکتیں اوّل یہ کہ جنت میں ایسے بلند بالا خانے ہیں کہ جنتی لوگ انکو اس طرح دیکھیں گے جیسے اہل زمین آسمان کے ستاروں کو دیکھتے ہیں اُن میں نبی فقیر داخل ہو گا یا شہید فقیر یا

سوال فقرائے مہاجرین ابوذر و ابوہریرہ رضی اللہ عنہم

مومن فقیر اور کوئی نہیں۔ دوسرے یہ کہ فقراء جنت میں مالداروں سے پانسو برس پہلے داخل ہونگے۔ تیسرے یہ کہ غنی و فقیر دونوں جب سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہتے ہیں تو غنی ثواب میں ہرگز فقیر کے برابر نہیں ہوسکتا۔ اور اسی طرح دوسرے اعمال خیر میں فقیر کو زیادہ ثواب ہوتا ہے مالدار اس کے برابر نہیں ہوسکتا۔

استفتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق بات کے پوچھنے میں خدا تعالی شرم ولحاظ کا حکم نہیں فرماتا لہذا میں عرض کرتی ہوں کہ اگر عورت خواب میں وہ حالت دیکھے جو مرد دیکھتا ہے (یعنی احتلام ہوجائے) تو عورت پر غسل واجب ہوگا یا نہیں۔

جواب۔ ہاں ایسی حالت میں غسل واجب ہے اگر پانی دیکھے (بخاری ومسلم وابوداؤد ونسائی)

شرح یعنی خواب کے بعد اگر کپڑے پر منی کی تری نظر آوے تو غسل واجب ہوگا اور اگر صرف اس قسم کا خواب دیکھا ہے منی نہیں نکلی تو غسل واجب نہیں اس مسئلہ پر تمام علمائے اسلام کا اتفاق ہے اور مردوں کیلئے بھی یہی حکم ہے جو عورتوں کے جواب میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو بھی احتلام ہوتا ہے اگرچہ بعض کو نہیں ہوتا چنانچہ آپ نے جب اس استفتا کا جواب مذکورہ بالا ارشاد فرمایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رض نے تعجب سے عرض کیا کہ یا حضرت عورتوں کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بھی تو مردوں کی جوڑ ہیں۔ اگر اُن میں وہ مادہ منویہ موجود نہ ہوتا جسکی وجہ سے احتلام ہوتا ہے تو بھلا بچے اُن سے کیسے مشابہ ہوجایا کرتے" اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس جگہ فتنہ کا اندیشہ نہو اگر عورت خود جاکر عالم سے مسائل دریافت کرے تو کچھ مضائقہ نہیں چونکہ شرم کا مسئلہ تھا اس لئے ام سلمہ نے شروع سوال میں بطریق عذر یہ عرض کردیا کہ اللہ تعالی ضروری اور حق بات کے پوچھنے میں شرم کا حکم نہیں فرماتا۔ حیا نہایت عمدہ خصلت ہے جناب سید الکونین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حیا بھی ایمانی خصلت ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ حیا جس قدر ہو سب بہتر ہی ہے لیکن حیا ولحاظ وہیں تک اچھا سمجھا جاتا ہے جس سے ضروریات دین میں خلل نہ پڑے مثلاً حیا کی بات یہ ہے کہ غسل جنابت اس طرح کرے کہ لوگوں کو خبر نہ ہو لیکن اگر اس کی وجہ سے نماز قضا ہونے لگے تو حیا کو علیحدہ رکھدے غسل کرکے نماز پڑھے یا کوئی ضروری مسئلہ شرم اور لحاظ کا معلوم نہیں ہے تو اس کی وجہ سے دین میں خلل نہ ڈالے بلکہ لکھکر

یا زبانی خود یا کسی دوسرے کے ذریعہ سے عمدہ اسلوب سے کسی عالم سے دریافت کرے ایسے موقع پر حیا کرنے کو شرعاً حیا نہیں کہیں گے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے تابعی ہیں فرماتے ہیں کہ جو شخص حیا (اور تکبر) کرتا ہے علم نہیں سیکھ سکتا۔ **مسائل متعلقہ** اگر سو کر اٹھنے کے بعد کپڑے یا بدن پر تری یا دھبہ پایا اور یہ یقین نہیں کہ منی ہے بلکہ شاید مذی ہو ایسی حالت میں بھی غسل واجب ہے اگر تری پائے لیکن خواب یاد نہیں ہے جب بھی غسل واجب ہے۔

استفتا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کوئی شخص غیرت (اور پاس عزت) کی وجہ سے جہاد کرتا ہے اور کوئی اظہار شجاعت کیلئے اور کوئی ریا کی وجہ سے (یعنی لوگوں کو دکھلانے اور بڑا مجاہد مشہور ہونے کی نیت سے) جہاد کرتا ہے پس ان مجاہد لوگوں میں سے فی سبیل اللہ کس کا جہاد ہوگا۔ سوال الاعرابی

جواب۔ جو شخص اس لئے جہاد کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو (یعنی کلمہ توحید جاری ہو اسلام غالب ہو) اسکا جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ (بخاری شریف)

شرح۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب سے معلوم ہوگیا کہ مدار عمل نیت خیر ہے۔ کیسا ہی عمدہ عمل ہو بری نیت سے ثواب باطل ہو جاتا ہے۔ یہانتک کہ جہاد بھی جو مال وغیرہ کی نیت سے ہو اللہ تعالیٰ کے واسطے نہیں سمجھا جائیگا اور ثواب عطا نہیں ہوگا اور وہ فضائل اور بزرگیاں جو شہید کے حق میں وارد ہیں اُن کا مستحق نہ ہوگا اور آخرت میں مراتب و درجات عالی شہدا کے مانند نہ پائیگا اگرچہ دنیا میں دربارہ کفن و دفن اس کے ساتھ معاملہ مثل شہدا کے کیا جائیگا اصلی اور حقیقی شہید وہی ہے کہ کلمۃ اللہ کے بلند ہونے کے واسطے سر کٹا دے اور خدا تعالیٰ کا بول بالا ہونیکے لئے اپنا خون بہائے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ

استفتا۔ یا رسول اللہ (صلعم) محرم کے لئے کونسے کپڑوں کا چھوڑ دینا ضروری ہے۔ سوال المحرم بروایت عبداللہ بن عمرؓ

جواب۔ کرتہ نہ پہنے۔ بارانی[1] کوٹ نہ اوڑھے۔ پاجامہ نہ پہنے۔ عمامہ نہ باندھے اور نہ ایسا کپڑا پہنے جو ورس یا زعفران میں رنگا ہوا ہو اور نہ موزے پہنے مگر ہاں جس شخص کے پاس جوتا نہ ہو موزے کو ایسی طرح کاٹکر پہن لے کہ ٹخنے سے نیچا ہو جائے۔ (ابو داؤد)

شرح باران کوٹ اور عمامہ کی ممانعت میں وہ سب کپڑے داخل ہیں جن سے سر چھپ جائے زعفران کا رنگا ہوا

---

[1] احادیث میں لفظ برنس مذکور ہے ایک قسم کی لمبی ٹوپی کو بھی کہتے ہیں اور باران کوٹ وغیرہ کو بھی ۱۲ منہ

کپڑا عورتوں کو صرف حالت احرام میں منع ہے اور مردوں کو کبھی جائز ہی نہیں نہ احرام میں نہ بلا احرام - یہ استفتا مع شرح دوسری جگہ مذکور ہو چکا ہے لیکن سوال کے الفاظ مختلف ہیں اسلئے دوبارہ ذکر ہوا ہے

سوال شخص بمعیت الاولیاء

استفتا - یا رسول اللہ اس شخص کی نسبت کیا ارشاد ہے جو کسی قوم (یعنی جماعت اور گروہ) کو دوست رکھتا ہے لیکن اُن کے ساتھ مل نہیں سکا (یعنی عمل صالح اور فضیلت اس قدر حاصل نہیں کہ درجہ میں اُن کے برابر ہو سکے) **جواب** آدمی اُنھیں کے ساتھ ہوگا جنکو دوست رکھتا ہے (یعنی قیامت کو اُنھیں لوگوں کے زمرہ میں داخل سمجھا جائیگا (بخاری شریف)

شرح - اس حدیث سے عباد صالحین انبیاء و اولیا علیہم السّلام کی محبت کی نہایت فضیلت اور بہت بڑی خوبی معلوم ہوئی کہ جو شخص ان سے محبت رکھنے والا ہوگا اس کو بھی اُسی قسم کے مراتب و درجات اخروی عطا ہوں گے جیسے اُن کو ہوئے ہیں باوجودیکہ اُس نے اُن کے برابر عمل نہیں کئے لیکن صرف زبان سے محبت کا نام لیکر یہ خیال کرنا بیجا ہے کہ ہم خواہ مخواہ ایسے مقربان بارگاہ اور عالی درجات لوگوں میں شامل رہیں گے خواہ کچھ ہی عمل کرتے رہیں **حق** یہ ہے کہ فسق و فجور شرک و بدعت کے ساتھ ان پاکیزہ حضرات کی محبت جمع ہی نہیں ہو سکتی - ان مقبول لوگوں کی محبت کا نور ظاہری باطنی تاریکیوں کو زائل کرکے آدمی کے اعمال و عقائد کو پاک صاف کر دیتا ہے سچی محبت یہ ہے کہ حتی الوسع ان کے ارشاد کی تعمیل کرے عقائد و اعمال طرز و طریقہ انکا اختیار کرے - **فائدہ** امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کا ایک دوسرا بھی مطلب بیان فرمایا ہے کہ ہر شخص دنیا میں اکثر اُنھیں لوگوں کے ساتھ رہتا ہے جنکو دوست رکھتا ہے اہل علم سے محبت ہوتی ہے تو اُنھیں کی مجلس میں حاضر رہتا ہے اور اُنھیں کا طریقہ اختیار کرتا ہے - فقراسے مناسبت ہے تو وہی رنگ اختیار کرتا ہے - اہل دولت یا رئیسوں سے یا بدمعاشوں سے الفت ہوتی ہے تو اُنھیں کی باتوں میں ڈوبا رہتا ہے و علی ہذا القیاس بغرض طرز و طریقہ اختیار کرنا یا ساتھ رہنا محبت کی علامت ہے

سوال صرف کرتہ میں نماز

استفتا - یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شکار کیا کرتا ہوں زیادہ کپڑے پہننا اور ساتھ رکھنا دشوار ہوتا ہے - اگر صرف کرتہ میں نماز پڑھ لیا کروں تو جائز ہے یا نہیں -

جواب - ہاں پڑھ لیا کرو لیکن اس کے گریبان میں گھنڈی لگا لیا کرو (تاکہ اندر کا بدن نظر نہ پڑے) اور کچھ نہ ملے تو کانٹا ہی لگا لیا کرو - (ابو داؤد)

شرح - مرد کیلئے نماز میں صرف ناف سے زانو تک بدن چھپانا فرض ہے پس اگر کرتہ اتنا نیچا ہو کہ

رکوع و سجود میں زانو وغیرہ نہ کھل جائیں تو اُس میں نماز ہو جائیگی تہمت یا پاجامہ کچھ ضروری اور لازمی نہیں چنانچہ عرب کے اکثر بدو صرف ایک کرتہ ہی رکھتے ہیں لیکن اگر کرتہ کا گریبان بڑا ہو تو گھنڈی تکمہ یا بٹن لگالینا چاہئے ورنہ اگر نیچے کی طرف نظر کرے گا تو اپنا بدن نظر آئیگا - اگر تکمہ اور کانٹا کچھ نہ لگایا گریبان کھلا رہنے دیا تب بھی نماز ہو جائیگی لیکن مکروہ ہو گی - اسیوجہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر چاک گریبان کو بند کرنے کیلئے اور کچھ میسر نہ ہو تو کانٹا ہی لگا لیا کرو جو جنگل میں ہر جگہ ملجائیگا **مسئلہ** اگر کرتہ یا تہمت نیچے سے اتنا کشادہ ہو کہ اگر کوئی شخص نیچے جھانک کر دیکھے تو اس کا بدن نظر آجائے لیکن اوپر سے بالکل پوشیدہ ہے تو نماز میں بالکل خلل نہیں آتا ہے ؎

سوال عبد اللہ بن سعد بن حزام از عم خود عبد اللہ بن سعد انصاری

استفتا - یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حائضہ عورت کیساتھ کھالینا جائز ہے یا نہیں -

جواب - ہاں جائز ہے کھالیا کرو (ترمذی و ابوداؤد)

شرح - چونکہ حیض میں کوئی ظاہری نجاست تمام بدن پر نہیں ہوتی لہذا حائضہ کے ہاتھ اور منہ بھی پاک ہوتے ہیں - اس لئے اس کے ساتھ کھانے میں یا اسکا بچا ہوا طعام اور پانی کھانے پینے میں کچھ مضائقہ نہیں اور نہ کسی قسم کی کراہت ہے - حدیث شریف میں وارد ہے کہ ایک ہی ہڈی پر سے پہلے حضرت عائشہؓ گوشت کھاتیں اور پھر اسی پر سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے لگتے اور پیالے میں عائشہ رضی اللہ عنہا پانی نوش فرماتیں اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی پیالے پر انھیں کے منہ کی جگہ منہ رکھکر باقی پانی نوش فرمالیتے

سوال حضرت ابی ثعلبہ خشنیؓ

استفتا - یارسول اللہ ہم لوگ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) لوگوں کے ملک میں رہتے ہیں کیا ہم لوگ اُن کے برتنوں میں کھالیا کریں اور ہم شکار کی جگہ میں رہتے ہیں (یعنی جہاں قابل شکار جانور بکثرت ہیں) اپنی کمان سے بھی شکار کرتا ہوں اور اپنے غیر تعلیم یافتہ کتے سے بھی شکار کراتا ہوں - ان میں سے میرے لئے کون چیزیں درست ہیں اور کون نہیں **جواب** اہل کتاب کے برتنوں کا جو تم نے ذکر کیا ہے (اُن کی نسبت یہ حکم ہے کہ) اگر تم ان کے سوا دوسرے برتن پاؤ تو اُن میں نہ کھاؤ اور اگر دوسرے برتن نہ پاؤ تو اُنھیں کو دھولو اور ان میں کھاؤ اور جو کچھ کمان سے (تیر مارکر) شکار کیا ہے اور (تیر چلانے کے وقت) خدا کا نام لیا ہے اسکو بھی کھاؤ (خواہ تیر لگنے کے بعد زندہ ملے یا مرجائے) اور جو کچھ تعلیم یافتہ کتے سے شکار کراؤ اور (کتے کو چھوڑتے وقت) خدا کا نام لے دیا ہے اسکو بھی کھاؤ (خواہ زندہ ملے یا مردہ) اور جو کچھ غیر تعلیم یافتہ کتے سے شکار کراتے ہو اُسکو اگر ذبح کرنے کا موقع پاؤ (یعنی زندہ ملجائے اور ذبح کرلیا جائے) تو کھاؤ اور

(اگر مردہ پایا اور ذبح نہیں ہو سکا تو نہ کھاؤ) بخاری شریف)

شرح۔ ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ جنکا نام بقول اکثر جرثوم تھا ملک شام میں رہتے تھے جہاں عرب کے بعض وہ قبائل بھی آباد تھے جو نصرانی ہو گئے تھے یہ لوگ چونکہ اپنے برتنوں میں لحم خنزیر پکاتے اور شراب رکھتے تھے اور مسلمانوں کو بعض دفعہ بوجہ ہمسائگی یا کبھی سفر میں ان کے برتنوں کے استعمال کی ضرورت پڑ جاتی تھی اس لئے ابو ثعلبہؓ نے اسکے متعلق استفتا کیا آپ نے فرمایا کہ بوقت ضرورت انھیں برتنوں کو خوب دھو کر پاک کرکے استعمال کر لو اور اگر دوسرے میسر ہوں تو انکو استعمال نکرو۔ ان برتنوں میں چونکہ نجاست کا شبہ بلکہ یقین تھا اس لئے دھونا واجب ہوا اور بلا ضرورت استعمال ناجائز ہوا۔ لیکن اہل کتاب اور ہنود وغیرہ کے لیسے ظروف جنمیں نجاست کا شبہ نہو بلا ضرورت بھی استعمال کرنا جائز ہے اور اُن کا دھونا صرف مستحب ہے واجب وضروری نہیں بسم اللہ کہکر تیر مارنے سے زخمی ہو کر جو جانور مرجائے اُسکا کھانا حلال ودرست ہے اور اگر زخمی ہونیکے بعد زندہ ملجائے تو ذبح کرنا واجب ہے تعلیم یافتہ وہ کُتا ہے جس کو سدھالیا جائے اور عادت پڑ جائے کہ شکار مارکرے آئے خود نہ کھائے۔ جب تین دفعہ شکار کرلائے اور خود نہ کھائے تو شرعاً معلم یعنی تعلیم یافتہ کہلاتا ہے اُس کو اگر بسم اللہ کہکر چھوڑیں اور وہ کسی جانور کو مار کر لاوے تو حلال وطیب ہے۔ پھر کبھی اگر خود اسمیں سے کھا کر لاوے تو معلم ہونا باطل ہو جائیگا اور جب تین دفعہ پھر امتحان میں کامل رہے (یعنی شکار لائے اور خود نہ کھائے) تو پھر معلم ہو جائیگا۔ باز وغیرہ کسی پرند جانور کو بھی اگر شکار کے واسطے تعلیم کر لیا جائے تو اسکا مار کر لایا ہوا شکار جائز ہے اسمیں یہ بھی شرط نہیں کہ خود نہ کھائے اگر مار کر لایا اور خود بھی کھا لیا ہے تب بھی وہ حلال ہے۔ بشرطیکہ بسم اللہ کہکر چھوڑا گیا ہو اس کے معلم ہونے کیلئے صرف یہی کافی ہے کہ چھوڑنے والا جسوقت (بلانے کے اشارے اور آواز سے) بلائے واپس آجائے مگر شرط یہ ہے کہ کتے یا باز وغیرہ نے جو جانور مارا ہو اُس میں زخم لگایا ہو اگر بلا زخم مار ڈالا تو حلال نہیں غیر تعلیم یافتہ کُتا اگر شکار پر چھوٹا جائے اور زندہ لے آوے تو اسکو حلال کرکے کھا لینا جائز ہے لیکن اگر مار کر لایا ہے تو اسکا کھانا حلال نہیں۔ **مسائل**۔ اگر کُتے نے کسی جانور کو مار کر اسمیں سے کسی قدر کھالیا اور پھر بھی وہ آپ کو زندہ ملگیا تو ذبح کرکے کھا لینا جائز ہے مگر کتا اب معلم نہ رہا جب تک کہ تین بار پھر امتحان نکر لیا جائے۔ اگر کُتے نے صرف خون پی لیا گوشت نہیں کھایا تو وہ شکار بالکل حلال ہے کتے کا معلم ہونا بھی اس سے باطل نہیں ہوتا۔ اگر کتا یا باز وغیرہ کسی شکار کو زخمی کرکے زندہ لے آیا تو اُسکو

ذبح کرنا ضروری ہے اگر ذبح نہ کروگے تو حرام ہو جائیگا - اور تیر کے شکار میں بھی یہی مسئلہ ہے - اگر بسم اللہ کہکر چھوڑے ہوئے کتے کے ساتھ کسی دوسرے کتے نے ملکر شکار کیا جس کو بسم اللہ کہکر نہیں چھوڑا گیا تھا یا معلم نہ تھا تو وہ شکار حرام ہے - ناپاک برتن دھونے سے پاک ہو جاتا ہے اگرچہ اس میں نجس چیز پکائی گئی ہو اگر بسم اللہ پڑھکر جنگل میں کوئی ایسا جال لگا دیا جس میں پھنسکر جانور زخمی ہو جائے اور کوئی جانور اگر زخمی ہوکر مرگیا تو حلال نہ ہوگا البتہ اگر زندہ مل جائے تو ذبح کرکے کھا سکتا ہے ۔

استفتاء - سید عالم میں ایسا شخص ہوں کہ خوبصورتی (اور صفائی ونفاست) مجکو نہایت پسند ہے اور جیسا آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں مجکو خدا تعالیٰ نے یہ نعمت عطا بھی فرما رکھی ہے - اب مجھے عمدگی اور نفاست کا یہانتک خیال ہے کہ مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ کوئی جوتے کے تسمہ میں بھی مجھ سے بڑھ جاوے (یعنی یوں چاہتا ہوں کہ ہر چیز میری سب سے عمدہ اور بڑھکر رہے یہانتک کہ جوتے کا تسمہ بھی) کیا یہ باتیں بھی تکبر میں داخل وممنوع ہیں یا ان کا کچھ مضائقہ نہیں -

جواب - اللہ تعالیٰ جمیل ہے - جمال (خوبصورتی وصفائی) کو پسند فرماتا ہے (پس ان امور کو تکبر نہ سمجھنا چاہیے) بلکہ حق بات سے (زبردستی براہ نخوت) انکار کرنا اور لوگوں کو ذلیل وحقیر سمجھنا تکبر ہے (بخاری ومسلم وترمذی وابوداؤد بالفاظ مختلفہ)

مسلم و ترمذی عن ابن مسعود و ابوداود عن ابی ہریرہ

شرح - اللہ تعالیٰ کے جمیل ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس کے صفات وافعال اسماء واقوال غرض سب چیزیں بہتر اور عمدہ ہیں پس وہ ہر شئے کی خوبی اور عمدگی کو پسند کرنیوالا ہے نفیس ومکلف لباس وغیرہ رکھنا کچھ مذموم نہیں بلکہ درصورت مقدور ووسعت یہی پسندیدہ اور مستحب ہے چنانچہ حضرت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مالدار اور صاحب ثروت شخص کو شکستہ حالت اور مفلسانہ لباس میں دیکھکر فرمایا کہ جب خدا نے تم کو نعمت دی ہے تو چاہیے کہ اُس کا اثر تم پر ظاہر رہے - البتہ دوسروں کو ذلیل یا ان کے لباس وغیرہ کو حقیر سمجھنا اور اپنے دل میں بڑائی اور برتری کا خیال لانا نہایت معیوب وحرام ہے نیز حد سے زیادہ زینت میں معروف رہنا اور اسراف کرنا بھی معصیت میں داخل ہے - الحاصل کبر ایک قلبی امر ہے جس کا اثر یہ بھی ہے کہ اپنی رائے یا اعتقاد کے مقابلہ میں امر حق قبول کرنے سے نفرت ہوتی ہے دوسروں کے اعتقاد وخیال ورائے وقیاس صورت ولباس کو حقیر سمجھنے لگتا ہے کبھی باوجود ظاہری عزت وشان ووجاہت وسامان کے دل میں وہ مضمون نہیں ہوتا اور کبھی باوجود بے سروسامانی

و ذلت و حیرانی کے مضمون کبر و خود پسندی دلمیں رہتا ہے چنانچہ روایت کیا گیا ہے کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لئے جاتے تھے راستہ میں ایک نہایت مفلس و محتاج فقیرنی کھڑی تھی۔ لوگوں نے کہا کہ ذرا راستہ سے علیحدہ ہو جاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں تو کہنے لگی کہ راستہ بہت خالی پڑا ہے اور وہیں کھڑی رہی آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ اسمیں تکبر ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ یا حضرت اسقدر ذلت و خواری بیکسی و مفلسی میں کیسے تکبر ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو دل سے علاقہ رکھنے والا امر ہے دسامان و ثروت پر موقوف نہیں البتہ جاہ و حشمت کی موجودگی میں اسی قلبی مضمون کبر کا ظہور خوب ہونے لگتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قُلُوْبَنَا مِنْ دَنَسِ الْکِبْرِ وَالْکُفْرِ)

استفتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کل دشمن کے مقابلہ کیلئے جانے والے ہیں اور ہمارے پاس چاقو نہیں ہیں پس کیا ہم بانس کی کھپانچ وغیرہ کسی دوسری چیز سے ذبح کر سکتے ہیں۔

جواب۔ جلدی سے کوئی ایسی چیز لیکر جس سے خون بہ جائے خدا کا نام لیکر ذبح کر دو اور اس گوشت کو کھاؤ۔ البتہ جس چیز سے ذبح کرتے ہو وہ دانت اور ناخن نہو اور اس کی وجہ بھی بتلا دیتا ہوں دانت سے ذبح کرنا اس لئے جائز نہیں کہ وہ ہڈی ہے اور ناخن سے اس لئے کہ وہ حبشیوں کا چاقو ہے (بخاری و ابوداؤد و مسلم)

شرح۔ چونکہ یہ لوگ دشمن کے مقابلہ کیلئے جانیوالے تھے اور وہاں سے غنیمت میں ایسے جانوروں کے ملنے کی امید تھی جنکو ذبح کر کے کھایا جائے اور تلواروں سے ذبح کرنے کو یہ حضرات پسند نہیں کرتے تھے کہ تیزی جاتی رہیگی اس لئے سوال کیا کہ دوسری چیز سے بھی جائز ہے یا نہیں آپ نے ایسی ہر ایک چیز سے ذبح کرنیکی اجازت فرما دی جو تیز اور دھار دار ہو جس سے رگیں کٹ کر خون جاری ہو جائے لیکن چونکہ بعض حبشی اور جنگلی لوگ ناخن سے اور دانت سے کاٹکر بھی ذبح کر لیا کرتے تھے اس لئے منع فرمایا کہ دانت سے ذبح نکرنا کیونکہ وہ ہڈی ہے اور ہڈی سے ذبح جائز نہیں کیونکہ اس سے ذبح کرنے سے وہ نجس ہو جائیگی اور ناخن سے ذبح کرنا حبشیوں کا طرز ہے اُس سے پرہیز لازم ہے لیکن (علمائے حنفیہ کے نزدیک) اسی ناخن اور دانت سے ذبح کرنا حرام ہے جو اپنی جگہ پہ لگا ہوا ہو اگر اکھڑے ہوئے دانت اور ناخن سے ذبح کرے تو اگرچہ سخت مکروہ ہے مگر حلال ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب سے معلوم ہو گیا کہ ذبح کیلئے خون بہانے اور کاٹنے والی چیز ضروری ہے پس اگر بسم اللہ کہکر لاٹھی ماری یا غلہ یا پتھر مارا تو حلال نہو گا۔

مسئلہ ذبح بغیر چھری

استفتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو سب سے زیادہ جنت میں داخل کرنیوالی کونسی چیز ہے اور سب سے زیادہ جہنم میں داخل کرنیوالی کیا چیز ہے **جواب** لوگوں کو سب سے زیادہ جنت میں داخل کرنے والا اللہ کا تقوی ہے اور حسن خلق اور آگ میں سب سے زیادہ داخل کرنیوالے منہ اور شرمگاہ ہیں (ترمذی وابن ماجہ) **شرح**۔ اصلی اور حقیقی سبب دخول جنت کا فضل ورحمت خداوندی ہے لیکن ظاہر میں بڑا سبب جس سے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اللہ تعالیٰ سے تقوی کرنا اور ڈرنا ہے کیونکہ ادنیٰ درجہ تقوے کا شرک سے بچنا ہے اور بدون اس کے جنت میں داخل ہی نہیں ہوسکتا ہے اور معاصی سے بچنا بھی تقوی ہے اس سے بھی آدمی دوزخ سے دور ہوکر مستحق جنت ہوجاتا ہے۔ اعلی درجہ تقوی کا یہ ہے کہ غیر اللہ کا خیال بھی دل میں نہ آوے۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ اور حسن خلق بھی بڑا سبب ہے کیونکہ جس شخص کے قلبی اخلاق وملکات اچھے ہوتے ہیں اُس سے اعمال وافعال بھی پسندیدہ سرزد ہوتے ہیں اور دوسرے لوگوں سے بھی احسان اور عمدہ سلوک سے پیش آتا ہے کسی کو ایذا نہیں پہنچاتا بلکہ حسن اخلاق میں ترقی ہوتی ہے تو اپنے ایذا دینے والوں کو بھی راحت پہنچاتا ہے اور اُن کے ساتھ احسان کرتا ہے اور دوزخ میں داخل ہونے کے بڑے سبب منہ اور شرمگاہ ہیں کیونکہ انھیں دونوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے اور اُسکی ناراضی دوزخ میں جانیکا اصلی سبب ہے اور انھیں کیوجہ سے حسن معاملہ کو چھوڑ کر لوگوں سے مخالفت ونزاع کرتا ہے اور اُن کے حقوق تلف کرتا ہے۔ جناب سرورعالم کو اللہ تعالیٰ نے جوامع الکلم عطا فرمائے تھے یعنی ایسے کلام پر قدرت اور ملکہ کہ الفاظ نہایت مختصر ہوں اور معانی نہایت کثیر چنانچہ اس موقع پر دخول جنت کے اسباب میں تقوی اللہ کو فرمایا جس سے اشارہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کے ساتھ معاملہ درست رکھے اسکے تمام احکام کی تعمیل کرے جن باتوں کے کرنے کا ارشاد فرمایا ہے اُن کو بجالائے اور جن چیزوں کو منع فرمایا ہے اُن کے پاس نجائے۔ اور دوسرا سبب حُسن خلق کو فرمایا جس سے اشارہ ہے کہ مخلوق خدا کے ساتھ معاملہ صاف رکھے اور ظاہر ہے کہ یہ باتیں تمام شریعت کا خلاصہ اور جنت میں داخل ہونے کے اعلیٰ اسباب ہیں اُدھر دوزخ میں داخل ہونیکے اسباب میں منہ کو بیان فرمایا کیونکہ بموجب ارشاد نبوی حفظ لسان دین کی اصل ہے اور اکل حلال پرہیزگاری کا مغز ہے۔ زبان کو ناجائز وناشروع کلمات سے نہ بچانیکے سبب اور لقمہ حرام سے پرہیز نہ کرنیکی وجہ سے انسان مستحق نار ہوجاتا ہے دوسرا سبب فرج (شرمگاہ) کو فرمایا کیونکہ اسکی شہوت نہایت تیزی کے ساتھ انسان پر حملہ کرکے اسکو

مغلوب کردیتی ہے اور اس کا جوش عقل کو اندھا کرکے آدمی کو دوزخ کا کُندا بنا دیتا ہے اسکے شر سے محفوظ رہنا بڑے دیندار وں کا کام ہے اور وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ ۔ کہکر اللہ تعالیٰ ان کی تعریف فرماتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اکثر اسباب سعادت ابدی اور فلاح اُخروی کے تقوی اور حسن خلق سے حاصل ہوتے ہیں اور اکثر اسباب شقاوت ابدی اور مصائب اُخروی کے مُنہ اور فرج کی بدولت ذمہ پڑ جاتے ہیں ۔

سوال نومسلموں کا ذبیحہ

استفتا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض لوگ (جو نئے نئے مسلمان ہیں) ہمارے پاس گوشت بیچنے کیلئے لاتے ہیں معلوم نہیں ہوتا کہ انھوں نے اُسپر ذبح کے وقت خدا کا نام لیا ہے یا نہیں (کیونکہ وہ قواعد اسلامی سے پورے واقف نہیں) ایسے گوشت کا خریدنا اور کھانا جائز ہے یا نہیں۔

جواب (کچھ شبہ نکرو) تم اسکو خدا کا نام لیکر کھالیا کرو (بخاری شریف)

شرح۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ لوگ مسلمان ہیں اور ظاہر حال مسلمان کا یہ ہے کہ وہ بسم اللہ پڑھکر ذبح کرتا ہے تو تم دلمیں شک وشبہات کو دخل ندو کہ شاید بسم اللہ چھوڑ دی ہو بلکہ بلا تکلف خدا کا نام لیکر کھالیا کرو یہ مقصود نہیں کہ اگر انھوں نے خدا کا نام نہیں لیا ہوگا تو اسوقت تمھارا بسم اللہ پڑھنا کافی ہو جائیگا اور نہ یہ منظور ہے کہ اگر درجہ یقین کو پہنچ جائے کہ انہوں نے بوقت ذبح خدا کا نام نہ لیا ہو تب بھی کھاتے رہو بلکہ ایسے موقع پر ظن غالب پر حکم دیا جاتا ہے جب اُن کے حال اور قرینہ سے یہ سمجھا جائے اور غالب گمان ہو جائے کہ خدا کے نام سے ذبح کیا ہوگا تب کھانا جائز چنانچہ بعض روایات میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اُن سے خوب قسمیں لے لیا کرو کہ خدا کے نام سے ذبح کیا ہے تب کھایا کرو۔ اگر غالب گمان ذکر اللہ چھوڑ دینے کا ہو تو کھانا حرام ہے۔

سوال طلاق بحالت حیض

استفتا۔ میرے بیٹے عبد اللہ (رضہ) نے حالت حیض میں اپنی زوجہ کو ایک طلاق دیدی ہے جائز ہے یا ناجائز اور اب کیا کرنا چاہیے۔ **جواب** (طلاق پڑ گئی مگر) اس کو حکم کیجئے کہ رجعت کرے اور اپنے نکاح میں رکھے جب تک کہ (اس حیض سے) پاک ہوکر دوبارہ حیض آئے اور پھر پاک ہو اس کے بعد اگر چاہے نکاح میں رہنے دے اور اگر چاہے (اس طہر میں) قربت کرنے سے پہلے طلاق دیدے (بخاری شریف)

شرح۔ حالت حیض میں طلاق دینا نہایت مذموم و ناپسندیدہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ناراضی ظاہر فرمائی ہے تاہم ایسی حالت میں جو طلاق دیجائے وہ جمہور علما کے نزدیک واقع

ہوجاتی ہے لیکن رجعت کرنا واجب ہوتا ہے جیساکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قصہ میں رجعت کرنے کا حکم فرمایا ہے اور رجعت کرنے کے بعد جب وہ حیض سے پاک ہوجائے تو دوبارہ طلاق دیدینا جائز ہوجاتا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم فرمایا کہ ایک دفعہ پاک ہوکر پھر دوبارہ حیض آئے اور پھر پاک ہو تب طلاق دینا یہ حکم بطور استحباب کے ہے اسمیں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اگر پہلے ہی طہر[1] میں یعنی اول ہی دفعہ حیض سے پاک ہونے پر طلاق دیدیگا تو ایسا معلوم ہوگا کہ گویا طلاق دینے ہی کیلئے رجعت کی تھی اور اگر طہر تک انتظار کریگا تو ایسا نہ سمجھا جائیگا بلکہ شاید اتنے عرصہ میں باہم ساتھ رہنے سے الفت ہوجائے اور طلاق کا خیال دل سے نکل جائے اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ دوبارہ جس طہر میں طلاق دے اسمیں صحبت کرنے سے پہلے طلاق دے کیونکہ ایسے طہر میں طلاق دینا عمدہ واحسن ہے جسمیں صحبت وجماع واقع نہ ہوا ہو۔ طلاق سے درگذر کرکے نکاح میں رکھ لینے کو رجعت کہتے ہیں جب تک ایک یا دو طلاق دی ہو تو عدت گزرنے سے پہلے پہلے زوجہ کو اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں بلکہ صحبت کرلینا اور زبان سے کہدینا کافی ہوتا ہے۔ عدت گذرجانے کے بعد یا تین طلاق دینے کے بعد اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا عمر رضی کے صاحبزادے نے صرف ایک ہی طلاق دی تھی اس لئے رجعت جائز تھی جس عورت سے ابھی تک صحبت نہیں کی اسکو حالت حیض میں بھی طلاق دیدینے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے

استفتا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو حالت جنابت میں سو رہنا جائز ہے؟

جواب۔ ہاں وضو کرکے سو رہنا چاہئے پھر جب چاہے غسل کرے (مسلم و بخاری)

شرح۔ حضرت عمر رضی کے صاحبزادے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو شب کے وقت اکثر غسل کی ضرورت ہوجاتی تھی اور اسوقت غسل کرنا دشوار ہوتا تھا انھوں نے اپنے والد عمر رضی سے یہ مسئلہ پوچھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا آپ نے ذکر کو دھوکر معمولی طریقہ سے وضو کرکے سو رہنے کی اجازت فرمادی لیکن وضو اور استنجا کرنیکا حکم صرف صفائی اور پاکیزگی کیلئے آپ نے بطریق استحباب فرمادیا ہے ورنہ استنجا کرنا اور وضو کرنا واجب اور ضروری نہیں بلا اسکے بھی سو رہنا جائز ہے یہ مضمون دوسری حدیثوں سے معلوم ہوگیا ہے۔ اس وضو سے اگرچہ تمام جنابت دور نہیں ہوجاتی لیکن جنابت میں ایک قسم کی تخفیف ہوجاتی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

[1] جس زمانہ میں عورتوں کو حیض نہیں آتا اس کو طہر کہتے ہیں جسکی مدت کم از کم پندرہ روز ہے ۱۲

حالت جنابت میں ٹھہرا رہنا اور سونا جائز ہے بعض احادیث میں جو اسکی ممانعت معلوم ہوتی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ جس مکان میں تصویر یا کتا یا جنابت والا شخص ہو وہاں فرشتہ داخل نہیں ہوتا وہ اُسی وقت ہے کہ سُستی کرکے پڑا رہے اور نماز کا وقت گزار دے۔

استفتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موذن اذان کہکر ثواب میں ہم سے بڑھ جاتے ہیں ایسی تدبیر فرمائیے کہ ہم ان سے کم نرہیں **جواب** جس طرح وہ اذان کہتے ہیں تم بھی وہی کلمات زبان سے کہہ لیا کرو (ثواب میں اُن کے برابر ہو جاؤگے) پھر جب یہ کلمات کہکر فراغت پاؤ تو (خدا تعالیٰ سے کچھ سوال کرو عطا کئے جاؤگے (ابوداؤد وابن حبان ونسائی فی الیوم واللیلہ)

شرح موذن سے کلمات اذان سنکر جواب دینا لازم ہے یعنی جو کلمہ موذن کہتا ہے وہی خود بھی کہتا رہے لیکن جب موذن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہتا ہے تب اُس کے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہنا چاہئے اور صبح کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ سنکر صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہنا چاہئے یہ بات دوسری حدیثوں سے معلوم ہوگئی ہے۔ اگر بالکل وہی کلمات کہے تب بھی ثواب ملیگا اور جواب ادا ہو جائیگا۔ جواب ختم کرنے کے بعد کوئی ضروری دعا کرے اور درود پڑھے۔ اذان کا جواب دینے والے کیلئے جنت کی خوشخبری دی گئی ہے اور اذان کے بعد اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ آخر تک پڑھنے والے کیلئے خاص شفاعت کرنے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے (اذان کا تفصیلی حال اور مسائل اور دعائیں وغیرہ کمترین مولف نے رسالہ قول المتین میں تحریر کیا ہے)

استفتا۔ میرے شوہر (سعد بن خولہ رض) کی وفات ہوگئی جبکہ میں حاملہ تھی وفات کے چندروز بعد میں نے وضع حمل کیا۔ اب دوسرا نکاح کرنا چاہتی تھی کہ ابوالسنابل نے آکر کہا کہ جب تک شوہر کی وفات کو دس روز چار ماہ نہ گذر جائیں تم کو نکاح کرنا درست نہیں اب میرے لئے کیا حکم ہے۔

جواب۔ تم نے جب وضع حمل کیا جب ہی عدت سے باہر ہوگئیں اب اگر تمہارا دل چاہے تو نکاح کرلو (ابوداؤد ومسلم وبخاری)

شرح سبیعہ رضی اللہ عنہا قبیلہ بنی اسلم کی رہنے والی تھیں ان کے شوہر سعد بن خولہ قبیلہ بنی عامر میں سے تھے اور ان مقدس حضرات صحابہ میں سے تھے جنکو جنگ بدر میں حاضر ہونے کا شرف حاصل تھا

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں مکہ معظمہ تشریف لائے تو ان کی وفات ہوگئی (بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قتل کئے گئے) سبیعہ رضؓ حاملہ تھیں بیس روز کے بعد بچہ پیدا ہوگیا۔ چونکہ حاملہ کی عدت بچہ جننے تک ہی سبیعہ نے نکاح ثانی کا ارادہ کیا اور زیب و زینت سے رہنے لگیں۔ ابوالسنابل رضؓ (جن کا نام عمر یا عامر تھا اور بہت اچھے شاعر تھے) بھی اُن سے نکاح کرنا چاہتے تھے مگر چونکہ اُن کی عمر زیادہ تھی اس لئے سبیعہ رضؓ اُن سے راضی نہ تھیں اور اپنی قوم کے ایک جوان شخص سے نکاح کرنا چاہتی تھیں۔ ایک روز ابوالسنابل ان کے مکان پر آئے تو دیکھا کہ مہندی میں ہاتھ رچائے ہوئے سرمہ لگائے ہوئے خوب بناؤ سنگار کرکے بیٹھی ہیں اور نکاح کیلئے تیار ہیں۔ کہنے لگے خدا کی قسم تم نکاح کرہی نہیں سکتی۔ جب تک پہلے شوہر کی وفات کو چار ماہ دس روز نہ گذر جائیں ان کو مسئلہ معلوم نہ تھا یوں سمجھتے تھے کہ قرآن مجید میں جو دس روز چار ماہ کی عدت کا حکم ہے وہ ان سب عورتوں کیلئے ہے جن کا شوہر مرجائے خواہ وہ حاملہ ہوں یا نہوں۔ اور یہ بھی مصلحت تھی کہ سبیعہ رضؓ کے بعض رشتہ دار جو ابوالسنابل کے شناسا اور ان کی خوبیوں سے واقف تھے اور سبیعہ کو ان کے ساتھ نکاح کی ترغیب دیکر راضی کردیتے ان ایام میں مدینہ منورہ میں موجود نہ تھے ابوالسنابل نے سمجھا کہ اگر ان کی عدم موجودگی میں نکاح ہوگیا تو موقع ہاتھ سے نکل جائیگا اور اگر عدت کی مجبوری سے نکاح میں تاخیر ہوئی تو اتنے عرصہ میں وہ لوگ آجائینگے اور مجھ سے نکاح کرادیں گے۔ سبیعہ رضؓ نے دس روز تو ان کے کہنے سے صبر کیا دس دن کے بعد مغرب کی نماز کے بعد جب اندھیرا ہوگیا۔ اچھی طرح چادر لپیٹ کر دستگیر درماندگان چارۂ بیچارگان سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر حال عرض کیا آپ نے فرمایا کہ بچہ جننے کے ساتھ ہی تمہاری عدت گذر گئی اب اگر تمہارا دل چاہے اور اچھا شوہر مل جائے جس سے تم راضی ہو تو نکاح کرلو۔ سبیعہ رضؓ نے اجازت حاصل کرنے کے بعد اپنی قوم کے اُسی جوان سے نکاح کرلیا اور ابوالسنابل بیچارے دیکھتے رہ گئے لیکن اُن کی خوش قسمتی سے کچھ عرصہ کے بعد اُس شخص نے طلاق دیدی اور آخر کو ابوالسنابل نے اُن سے نکاح کرکے اپنی دیرینہ آرزو پوری کی۔ صحابہ میں اگر کبھی حاملہ کی عدت کے بارے میں اختلاف ہوتا تو سبیعہ رضؓ کے پاس جاکر اُن کے نکاح کا قصہ پوچھا کرتے تھے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوگیا کہ دس روز چار ماہ کا حکم اس عورت کے لئے ہے جس کا شوہر مرجائے اور وہ حاملہ نہ ہو اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔ خواہ طلاق کی عدت ہو یا موت کی اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ عدت گذر جانیکے بعد بیوہ کو زینت جائز ہے بشرطیکہ

بدنیتی سے نہو۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کو عورتوں کو ضروری کام کے لئے چادر لپیٹ کر نکلنا جائز ہے اگرچہ علمائے حقانی بوجہ خوف فتنہ واندیشۂ شر اسکو ناپسند کرتے ہیں۔

استفتا۔ اے جناب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مجکو میری زوجہ سے حالت حیض میں کونسی باتیں حلال ہیں

جواب۔ اس کے تہمت (یا پاجامہ) کو باندھکر اوپر کے بدن سے نفع اٹھانے کا تمکو اختیار ہے (موطا ودارمی)

شرح۔ حالت حیض میں زانو سے ناف تک چھوڑکر باقی بدن سے نفع اٹھانا لیٹنا بیٹھنا بدن ملانا جائز ہے اگرچہ درمیان میں کوئی کپڑا آڑ اور حائل نہو البتہ ناف سے زانو تک کپڑا اور حائل ضروری ہے اور جو باتیں پاکی کی حالت میں جائز تھیں وہی اب بھی جائز ہیں لیکن صحبت بالکل حرام ہے۔ اس حالت میں زوجہ کو اپنے بستر سے علیحدہ کر دینا مناسب نہیں کیونکہ اسمیں یہودیوں سے مشابہت ہے۔ حائضہ سے کھانا پکوانا یا اُسکی ہاتھ لگی ہوئی چیزوں کا استعمال کرنا مثلاً اُسکا سانا ہوا آٹا یا بچا ہوا پانی) مکروہ نہیں ہے حائضہ کو مسجد میں داخل ہونا قرآن مجید پڑھنا روزہ رکھنا نماز پڑھنا قرآن مجید کو بدون غلاف کے چھونا حرام ہے۔ کلمہ پڑھنا درود شریف پڑھنا اور سُبحان اللہ والحمد للہ وغیرہ ذکر اللہ کرنا بلاشبہ جائز ہے

استفتا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے شوہر ابوسفیان ایک بخیل آدمی ہیں اہل وعیال کے کہلانے پلانے میں تنگی کرتے ہیں اور مجکو اسقدر نہیں دیتے کہ مجکو اور میری اولاد کو کافی ہوجائے پس اگر میں اُن کے مال سے بلا اُن کی اجازت کے ان کے عیال پر خرچ کروں تو جائز ہے یا نہیں۔

جواب۔ ان کے عیال پر (بقدر ضرورت) عمدہ طور سے خرچ کرنےمیں کچھ مضائقہ نہیں۔ تم اسقدر لے لیا کرو جو تمکو اور تمہاری اولاد کو کافی ہوجائے (مسلم وبخاری شریف)

شرح۔ اولاد اور زوجہ کا نفقہ باپ اور شوہر پر واجب ہے اُسمیں اگر وہ بخل اور تنگی کرے تو عورت کو خفیہ طور سے بقدر ضرورت خرچ کر لینا جائز ہے یعنی غلہ وغیرہ کھانے پینے کی چیزیں حسب ضرورت لیکر خرچ کرلے جیسا آپ نے اس استفتا کے جواب میں ارشاد فرمایا ہے لیکن یہ جائز نہیں کہ فضولخرچی کرکے اُسکے مال کو ضائع کرے اور یہ بھی جائز نہیں کہ روپیہ پیسہ نقد خفیہ طور سے لیکر اس کا غلہ اور چیزیں خرید کر اہل وعیال پر خرچ کرے بلکہ معمولی چیزیں کھانے پینے وغیرہ کی بلا اطلاع خرچ کرسکتی ہے مسماۃ ہندہ جنہوں نے یہ سوال کیا تھا حضرت معاویہ رضہ کی والدہ اور ابوسفیان رضہ کی زوجہ ہیں پہلے ان کو اسلام

سوال [illegible] زوجہ [illegible]

سوال ہندہ زوجہ ابوسفیان رضہ

اور مسلمانوں سے زیادہ دنیا بھر میں کوئی مبغوض اور بُرا نہیں معلوم ہوتا تھا لیکن جس دن سے مسلمان ہوئے ہیں اسلام واہل اسلام سے زیادہ ان کو کوئی محبوب نہ تھا۔ سبحان اللہ مقلب القلوب مسئلہ اگر کسی شخص کا قرض وغیرہ کوئی حق کسی کے ذمہ پر واجب ہو اور نہ دیتا ہو اور اتفاق سے اس کا کچھ مال صاحب حق کے ہاتھ آجائے تو اس کو بلا اسکی اجازت کے بقدر اپنے حق کے رکھ لینا جائز ہے بشرطیکہ وہ مال اُسی قسم کا ہو جیسا واجب تھا مثلاً غلہ اس کے ذمہ واجب تھا اور غلہ ہی مل گیا یا کپڑا واجب تھا کپڑا ملگیا یا چاندی واجب تھی چاندی مل گئی اور اگر دوسری قسم کا ہو تو بلا اسکی اجازت رکھنا جائز نہیں مثلاً روپیہ واجب تھا اور غلہ ملگیا یا کپڑا واجب تھا اور چاندی مل گئی۔ البتہ نقدین میں (یعنی سونا چاندی میں) یہ قید نہیں پس اگر کسی کے ذمہ روپیہ واجب تھا اور وہ نہیں دیتا تھا اور اسکی اشرفیاں صاحب حق کو ملگئیں یا اشرفیاں واجب تھی اور روپیہ ملگیا تو یہاں باوجود اختلاف جنس کے بقدر اپنے حق کے رکھ لینا درست اور جائز ہے۔

فائدہ برائے طلبہ۔ اس سوال وجواب سے اکثر علمائے شافعیہ نے جواز تنفا علی الغائب پر استدلال کیا ہے جو حنفیہ کے نزدیک ناجائز ہے لیکن خود محققین شوافع نے روایات پر نظر فرماکر کہدیا ہے کہ اس سے استدلال صحیح نہیں کیونکہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ اسوقت مکہ میں بلکہ خاص خدمت شریف میں بوقت سوال موجود تھے

استفتا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ اونٹ اور گائے اور بکری کو ذبح کرتے ہیں تو بعض دفعہ اس کے پیٹ میں سے بچہ نکلتا ہے اُس بچہ کو حرام سمجھکر ڈالدیں یا وہ حلال ہے اُسکو کھالیں۔ (سوال حلت جنین مذبوحہ)

جواب۔ اگر دل چاہے تو ذبح کرکے کھالو کیونکہ اس کے ذبح کرنے کا بھی وہی طریقہ ہے جو اس کی ماں کے ذبح کرنے کا ہے (ابوداؤد وترمذی)

شرح۔ اگر پیٹ میں سے مردہ بچہ نکلا ہے تو بالکل حرام[1] ہے اور اگر زندہ نکلا ہے تو ذبح کرکے اُسکا کھانا جائز وحلال ہے۔ جیسا اس استفتا کے جواب میں ارشاد فرمایا گیا ہے اور اگر ذبح سے پہلے ہی مرگیا تو حرام ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ شبہ تھا کہ شاید ایسا ضعیف اور بالکل نیا نکلا ہوا بچہ ذبح کرنا جائز نہو کیونکہ یہ ذرا خلاف رحم معلوم ہوتا ہے۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ بوقت ذبح نکلے ہوئے بچے اور دوسرے جانوروں کے ذبح میں کچھ فرق نہیں۔ **مسئلہ** حمل والے جانور کو ذبح کرنا جائز ہے۔ البتہ جس کے بچہ پیدا

[1] امام شافعیؒ کے نزدیک اگر زندہ نکلے تو ذبح کرنیکی ضرورت نہیں اور اگر مردہ نکلے تو بھی حلال ہے اور امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک بھی مردہ نکلا ہوا حلال ہے بشرطیکہ تمام اعضا پورے بنگئے ہوں ۱۲ شامی ومرقاۃ جلد خامس ؎

سوال ۲ از عظیم

سوال ۳ از فیض آباد

ہونے کی مدّت بہت ہی قریب آگئی ہو اُسکو ذبح کرنا مکروہ ہے **مسئلہ** شیر دار جانور کو ذبح کرنا جائز ہے لیکن بلا ضرورت ایسا کرنا پسندیدہ نہیں۔

استفتا۔ میرے والد پر حج فرض ہوگیا ہے اور وہ اسقدر ضعیف اور بوڑھے ہیں کہ اونٹ پر سوار نہیں ہو سکتے اگر میں ان کی طرف سے حج کروں تو اُن کے ذمہ سے ادا ہو جائیگا یا نہیں۔

جواب۔ ہاں تم اُسکی طرف سے ادا کروگی تو ادا ہو جائیگا۔

استفتا۔ میری والدہ نے نذر کی تھی کہ حج کروں گی حج نہ کرنے پائی تھی کہ انتقال ہوگیا اب اگر میں اُس کی طرف سے حج ادا کردوں تو درست ہے یا نہیں۔

جواب۔ تم اسکی طرف سے حج ادا کردو اُسکے ذمہ سے حج ادا ہو جائیگا۔ دیکھو اگر تمھاری والدہ کے ذمہ قرض ہوتا تو تم ادا کرسکتی تھیں اسیطرح خدا تعالیٰ کا حق بھی ادا کردو کیونکہ اس کے حق کا پورا کرنا زیادہ ضروری ہے (بخاری شریف) **شرح** جب تک خود حج کرنیکی قدرت و طاقت ہو کوئی شخص اپنا فرض حج دوسرے سے ادا نہیں کراسکتا لیکن حالت صحت و قوت میں حج[ف] فرض ہونیکے بعد نہایت ضعیف اور ناقابل سفر ہوگیا۔ یا باوجود قدرت و طاقت کے حج ادا کرنے سے پہلے مرگیا یا نذر کی تھی کہ حج کرونگا اور ادا کرنے سے پہلے ضعیف اور ناطاقت ہوگیا یا مرگیا تو ان سب صورتوں میں دوسرا شخص اُسکی طرف حج ادا کرسکتا ہے۔ حج فرض ہونیکے بعد یا حج کی نذر کرنیکے بعد ادا کرنے سے پہلے اگر کوئی شخص مرجائے اور مال بھی چھوڑ جائے اور وصیت کرجائے کہ میری طرف سے حج فرض ادا کردینا یا میری نذر کو پورا کرادینا تو وارثوں کے ذمہ پر اس کی طرف سے حج فرض ادا کرانا اور نذر کو پورا کرنا لازم ہے (خواہ حج کی نذر ہو یا کسی دوسری عبادت کی) اور اگر مال نہیں چھوڑا یا وصیت نہیں کی تو وارثوں پر ان چیزوں کا ادا کرنا لازم نہیں البتہ مستحب ہے کہ اس کی طرف سے حج فرض اور نذر ادا کرا کر اُسکو بری الذمہ کردیں۔ چنانچہ استفتا پیش کرنیوالی عورت کی والدہ نے بھی بظاہر وصیت نہیں کی تھی مگر اُس کے جوش محبت اور سعادت مندی نے اس پر آمادہ کیا کہ والدہ کے سر پر سے نذر کا بار اُتار کر اُسکو راحت پہنچائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض کی مثال دیکر اُسے سمجھا دیا کہ جیسے حقوق العباد میت کی طرف سے ادا کرسکتی ہو اسی طرح حق اللہ کو ادا کردینا ممکن ہے **مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنا حج فرض ادا کرچکا ہے

[ف] امام ابو یوسف اور محمدؒ کا یہ قول ہے کہ اگر حالت عجز دائمی عذر میں بھی حج فرض ہو تب بھی دوسرے کو نائب بنا کر حج ادا کرانا لازم ہے ۱۲

یا اُس پر فرض ہی نہیں ہوا اور وہ اپنی طرف سے نفل حج ادا کرنا چاہتا ہے تو باوجود اپنی صحت و طاقت کے بھی دوسرے شخص سے ادا کرا سکتا ہے۔ **مسئلہ** اپنے والدین اور دیگر رشتہ داروں وغیرہ کی طرف سے اُنکے مرنیکے بعد حج ادا کر سکتا ہے۔ خواہ زندگی میں اُن پر فرض ہوا ہو یا نہوا ہو اور اُنھوں نے حج کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ **مسئلہ** دوسرے کی طرف سے جو حج کیا جاتا ہے اسکو حج بدل کہتے ہیں اسمیں مناسب اور بہتر یہ ہے کہ ایسا شخص جائے جو پہلے اپنا حج کر چکا ہو۔ اور حج بدل اگر مرد کی طرف سے عورت کرلے یا عورت کی طرف سے مرد تب بھی جائز ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ مرد کا حج بدل مرد کرے اور عورت کا حج بدل عورت **مسئلہ** غیر کی طرف سے حج کرنیوالے کا سفر خرچ حج کرانیوالے کے ذمہ پر ہوتا ہے لیکن اگر اُس کے ساتھ کچھ اُجرت اور مزدوری بھی مقرر کرلی تو حج ادا نہوگا۔

استفتا۔ کوئی چیز اگر راستہ میں پڑی ہوئی پائی جائے تو اسکو کیا کرنا چاہئے۔

جواب۔ اس کا ظرف (یعنی وہ کپڑا یا چمڑہ وغیرہ جس میں وہ چیز بندھی ہوئی ہے) اور سر بند (یعنی بندھن جس سے وہ بندھا ہوا ہے) پہچان رکھو پھر سال بھر اس کی تعریف و شہرت کرتے رہو اس عرصہ میں اگر مالک آجائے اور علامت پتہ نشان بتلائے تو اسکو دیدو ورنہ تم خود خرچ کرلو (بخاری شریف)

استفتا۔ میں نے راستہ میں ایک پڑی ہوئی تھیلی اُٹھائی ہے جسمیں سَو دینار ہیں اب اسکو کیا کروں۔

جواب۔ سال بھر اسکی تعریف کرو۔ سال بھر میں اگر مالک آجائے تو اُسکو دیدو ورنہ تم خرچ کر لینا (بخاری)

شرح۔ پڑی ہوئی چیز کو بہ نظر حفاظت اٹھا لینا جائز ہے اور جس جگہ یہ اندیشہ ہو کہ ضائع ہو جائیگی یا کوئی دوسرا شخص خود اٹھا کر رکھ لیگا وہاں اٹھا رکھنا واجب ہے۔ اُٹھانے کے وقت بہتر یہ ہے کہ کسی کو گواہ بنالے کہ مالک کو دینے کیلئے اٹھاتا ہوں تاکہ کسی کو تہمت اور الزام لگانے کا موقع نہ ملے اور اس کے نفس کی طمع بھی قطع ہو جائے کیونکہ جب گواہ بنالیگا تو خود رکھ لینے کا اور خیانت کا موقع نہ ملیگا۔ اٹھانیکے بعد اُس کے علامات اور پتہ نشان اچھی طرح یاد کرے اور جس جگہ سے اُٹھایا تھا وہاں اور مسجدوں کے دروازوں اور بازار وغیرہ عام مجمع کی جگہ میں اسکی تعریف یعنی عام شہرت اور اطلاع کرتا رہے کہ اس قسم کی چیز ہم کو ملی ہے اگر کسی کی گم ہوگئی ہو تو لے جائے لیکن پورا حال اس چیز کا بیان نکرے تاکہ کسی کو جھوٹا دعوی کرنے کا موقع نہ ملے ہر ایک چیز کی تعریف و تشہیر اُسکی قدر و قیمت کے مناسب کرتا رہے یہانتک کہ یہ خیال ہو جائے کہ اب اسکے مالک نے اسکا خیال چھوڑ دیا ہوگا اور اب اسکو تلاش نکرتا ہوگا۔ مثلاً بڑی قیمتی چیز ہو تو سال بھر تشہیر کرے

اور اگر دو چار روپیہ کی مالیت ہو تو دس پندرہ روز مہینہ دو مہینہ تعریف کرتا رہے اس عرصہ میں اگر کوئی شخص آکر دعویٰ کرے اور صحیح صحیح علامت و نشان بیان کرے جس سے یقین ہو جائے کہ یہی مالک ہے تو اٹھانے والے کو جائز ہے کہ وہ چیز اس کو دیدے اور اگر اس نے گواہ بھی پیش کر دیئے کہ واقعی یہی مالک ہے تو اٹھانے والے پر واجب و لازم ہوگا کہ اس کی چیز واپس کر دے اور اگر اتنے عرصہ میں کوئی نہ آوے اور خیال ہو جاوے کہ بس اب مالک کو اس کی تلاش نہ رہی ہوگی تو اس چیز کو اصل مالک کی طرف سے صدقہ و خیرات کر دے اور اگر اٹھانے والا خود فقیر و مفلس ہو تو اس عرصہ تک تعریف کرنے کے بعد اس کو خود رکھ لینا اور اپنے استعمال و صرف میں لگا لینا بھی جائز ہے۔ اب اگر پھر کبھی مالک آوے اور اس چیز کے صدقہ ہو جانے یا استعمال کر لینے پر راضی ہو جائے تو اس مالک کو نہایت ثواب ہوگا اور اگر وہ اس پر رضامند نہ ہو تو اٹھانے والے کو تاوان ادا کرنا ہوگا اور سب ثواب اس کو حاصل ہو جائیگا کیونکہ تاوان ادا کرنے کے بعد گویا وہ شے اس کی طرف سے صدقہ ہو گئی اِن ہر دو استفتا کے سائلوں کا مفلس و بے مال ہونا چونکہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا اور اٹھائی ہوئی چیز کا بیش قیمت ہونا معلوم تھا لہٰذا سال بھر تعریف کرنے کا حکم فرمایا اور سال بھر کے بعد خود خرچ کر لینے کی اجازت فرمائی **یہاں** شبہ ہوتا ہے کہ سوال دوم کے سائل یعنی اُبیؓ بن کعب مالدار صحابہ میں سے تھے پھر بھی اُن کو آپ نے اپنے صرف میں لانیکی اجازت دی۔ جواب یہ ہے کہ ان کی ملک میں اسوقت تھوڑا سا مال ہوگا ایسے مالدار جب تک نہ ہوں گے کہ لقطہ خرچ کر لینا جائز نہو۔ **مسئلہ** اگر کوئی سڑنے گلنے والی چیز ہو تو تھوڑے عرصہ تک تعریف و تشہیر کرے جب خراب ہونے کا اندیشہ ہو صدقہ کر دے۔ **مسئلہ** اگر کوئی ایسی چیز ہو کہ مالک اس کی پروا نہیں کرتا اور نہ عادتاً اسکو تلاش کرتا ہے (جیسے خرما یا آم کی گٹھلی یا انار کے چھلکے وغیرہ) تو اُٹھانیوالے کو بلا تعریف و تشہیر اپنے مصرف میں لگا لینا جائز ہے۔

استفتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مینڈک کو مار کر دوا میں استعمال کرا دوں تو جائز ہے

سلہ آپ صحابہ رضؓ میں سب سے بڑے حافظ اور ایسے جلیل القدر عالم تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں بھی فتوے دیتے تھے اور آپ کے کاتبان وحی میں داخل تھے۔ آنحضرت انکو سید الانصار کہتے تھے اور عمر رضؓ سید المسلمین کہا کرتے تھے سنہ ۱۹ھ میں مدینہ میں وفات ہوئی رضی اللہ عنہ ۱۲

یا نہیں **جواب** اُسکو نہ مارنا چاہئے اور دوا میں نہیں ڈالنا چاہئے کیونکہ اسکا کھانا جائز نہیں (ابو داؤد)

شرح- بلا ضرورت کسی جانور کو مارنا جائز نہیں خصوصاً مینڈک کا جس کی نسبت دوسرے مواقع میں بھی آپ نے فرمایا ہے کہ ان کو نہ مارا کرو کیونکہ یہ تسبیح کرتے ہیں اور چونکہ حرام و نجس ہونیکی وجہ سے اسکو کھانا اور دوا میں ڈالنا جائز نہ تھا اس لئے آپ نے اُس کے قتل سے منع فرما دیا کہ بلا ضرورت مار کر گناہگار ہوگے۔

استفتا- یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں پر ہماری زوجہ کا کیا حق ہے۔

جواب- زوجہ کا حق تم پر یہ ہے کہ جب تم کھانا کھاؤ تو اسکو بھی کھلاؤ اور جب کپڑا پہنو تو اسکو بھی پہناؤ اور چہرہ پر نہ مارو اور کوئی قبیح اور بُرا کلمہ نہ کہو اور اسکو جدا نہ ڈالو مگر مکان ہی میں (مسند احمد ابو داؤد و ابن ماجہ)

شرح- شوہر کے ذمہ زوجہ کا نفقہ یعنی طعام و لباس و مکان دونوں کے حال اور وسعت کے موافق واجب ہے اگر شوہر بھی مفلس و تنگدست ہے اور زوجہ بھی ایسی ہی ہے تو خاوند کے ذمہ غریبانہ اور مفلسانہ طعام و مکان و لباس واجب ہوگا اور اگر شوہر نہایت مالدار و امیر ہے اور عورت مسکینہ اور مفلسہ ہے یا شوہر مفلس ہے اور زوجہ صاحب ثروت ہے تب اوسط درجہ کا نفقہ واجب ہے اگرچہ امیر و مالدار شوہر کے لئے بھی یہی مناسب ہے کہ جو کچھ خود کھاتا ہے وہی زوجہ کو کھلائے مگر ایسا کرنا واجب نہیں اور اگر دونوں تونگر ہیں تو امیرانہ واجب ہوگا۔ شوہر اگرچہ کتنا ہی مفلس اور فقیر ہو لیکن زوجہ کا نفقہ اسکے ذمہ ہوتا ہے اگر شرارت سے نہ دے یا اُس کے پاس موجود نہ ہو تو ذمہ پر چڑھتا ہے گا یا قاضی و حاکم اُسکے مال کو فروخت کرا کر عورت کا نفقہ دلوا دیں گے۔ اگر زوجہ کم عمر ہے قابل صحبت نہیں یا بلا اجازت شوہر کہیں چلی گئی تو نفقہ واجب نہوگا۔ اگر شوہر کمسن قابل صحبت نہیں اور اسکی ملک میں مال ہے تو نفقہ زوجہ کا واجب ہوگا۔ کھانے کا سامان اور ضروری برتن وغیرہ سب شوہر کے ذمہ ہے اور اگر مرض وغیرہ کی وجہ سے زوجہ پکانیکی طاقت نہیں رکھتی ہے تو پکا ہوا کھانا دینا شوہر کو لازم ہے۔ لباس ہر موسم کے موافق بقدر ضرورت ہر ملک کی عادت اور دستور کے مناسب واجب ہے اور ایسا مکان واجب ہے جسمیں دوسرا شریک نہ ہو (اگر شوہر کی چھوٹی اولاد وہاں رہتی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں) اور اسمیں ایسی مقفل کوٹھری ہو جس کا قفل و کنجی زوجہ کے قبضہ میں ہے مگر یہ سب چیزیں دونوں کی امیری غریبی اور حیثیت و حال کے مناسب واجب ہونگی۔ چنانچہ شروع میں بھی یہی لکھا گیا ہے چہرہ پر مارنیکی ممانعت ہے خواہ

سوال حقوق زوجیت نفقہ کی

اولاد ہو یا نہ ہو یا غلام و خادم۔ چہرہ کے سوا دوسری جگہ مارنا بوقت ضرورت جائز ہے مثلاً شوہر زینت و سنگار کرنے کیلئے کہتا ہے اور زوجہ نہیں مانتی یا شوہر مباشرت کیلئے بلائے اور وہ بلا وجہ شرعی انکار کرے یا نماز نہ پڑھے غسل حیض و جنابت نہ کرے یا کوئی بدکاری کا فعل کرے **قبیح** کلمات کہنا گالی دینا کوسنا طعنے دینا بھی جائز نہیں۔ مکان ہی میں علٰحدہ ڈالنے کا یہ مطلب ہے کہ اگر کسی سخت ناراضی کی وجہ سے بطور تنبیہ کے علٰحدہ کرنا ہو تو اسی مکان میں علٰحدہ بستر پر سونے لگو یہ نہو کہ کسی علٰحدہ مکان میں اُسے ڈالدو یا تم کہیں چلے جاؤ اسی مضمون کو قرآن مجید میں بایں الفاظ بیان فرمایا ہے کہ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ۔ لیکن بڑی خطا اور زیادہ ناراضی پر علٰحدہ مکان میں چھوڑ دینا بھی جائز ہے جو دوسری حدیث سے معلوم ہوا ہے **مسئلہ** چھوٹے بچے کے والد پر اُسکی زوجہ کا نفقہ واجب نہیں۔ البتہ اگر لڑکے کی ملک میں کچھ مال ہو تو اسمیں سے زوجہ کا نفقہ دیا جائے اگر شوہر کی اجازت سے باپ کے مکان پر رہتی ہو تب بھی نفقہ واجب ہے۔ حالت مرض میں بھی نفقہ واجب ہوگا لیکن دوا اور علاج شوہر کے ذمہ واجب نہیں البتہ مناسب ہے کہ علاج معالجہ بھی کرا دے۔ بچہ جنانے والی دایہ کی اُجرت شوہر کے ذمہ پر واجب ہے کہ وہ دایہ کو بلائے اور مقرر کرے۔ خفیف خطا پر ایک ہی بستر پر زوجہ کی طرف سے منہ پھیر کر سو رہنا چاہئے۔

استفتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دو لڑکیاں سعد بن ربیع کی بیٹیاں ہیں ان کے والد آپ کے ہمراہ یوم اُحد میں شہید ہوگئے ہیں۔ ان کے چچا نے تمام مال پر قبضہ کر لیا ہے نہ ان کے لئے میراث چھوڑی نہ کوئی مال اور جب تک مال نہ ہو ان کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ اب آپ انکا حصہ اور حق دلوا دیجئے اور جو کچھ چچا کو پہنچتا ہو اُسکو دیدیجئے۔

جواب۔ کل مال میں سے لڑکیوں کو دو تہائی اور اُن کی والدہ یعنی (سعد کی زوجہ) کو آٹھواں حصہ اور جو کچھ باقی رہے وہ چچا کا (ابو داؤد و ترمذی)

شرح۔ سعد بن ربیع قبیلہ خزرج میں سے جلیل القدر انصاری صحابی ہیں۔ ہجرت کرنے کے بعد جب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار میں مواخات کرا دی تھی یعنی ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصار کا بھائی بنا کر کھانے پینے رہنے میں شریک کر دیا تھا۔ عبد الرحمن بن عوف مہاجر کو اُن کا بھائی بنا دیا تھا انھوں نے کہا کہ تم میرا نصف مال اولاد سب چیزیں لیلو۔ اپنی دو زوجہ میں سے

جس کو تم چاہو طلاق دیدوں تم نکاح کر لینا۔ مگر عبد الرحمن بن عوف نے شکریہ کے ساتھ دعائے برکت دیکر اسے منظور نہیں کیا اور چھوٹی موٹی چیزوں کی تجارت کر کے صاحب ثروت اور مالدار ہوگئے۔ سعد رضؓ شوال ۳ھ میں غزوہ احد کی مشہور لڑائی میں بارہ زخم لگ کر شہید ہوئے اور آخری دم تک اپنی قوم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفاداری اور خدمت و جان نثاری کی وصیت کرتے رہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کے شہید ہونے کے بعد زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق سعد رضؓ کے بھائی نے کل مال پر قبضہ کر لیا کیونکہ زمانہ جاہلیت میں عورتوں کو میراث نہیں ملتی تھی اُنکی زوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں جو مسلمانوں کا ماوا و ملجا اور بیکسوں کے فریادرس تھے اور حال عرض کیا اور کہا کہ جب تک لڑکیوں کے لئے مال نہو اور دستور کے موافق تھوڑا بہت جہیز نہ دیا جائے عزت سے نکاح نہیں ہو سکتا آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ اس کا فیصلہ فرما دیگا اور سعد رضؓ کی زوجہ کو رخصت کر دیا اُس کے بعد يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ سے آخر رکوع تک میراث کا حکم نازل ہوا (جسمیں زوجہ اور بیٹیوں کا حصہ بھی مقرر فرما دیا گیا ہے پارہ ۴ سورۂ نساء رکوع ۲) تب آپ نے لڑکیوں کے چچا سعد رضؓ کے بھائی سے کہلا بھیجا کہ کل مال میں سے لڑکیوں کو دو ثلث دیدو اور آٹھواں حصہ اُن کی والدہ یعنی حضرت سعد کی زوجہ کو اور جو کچھ باقی رہے وہ تمہارا ہے۔ اس صورت میں حسب قاعدۂ فرائض چوبیس ۲۴ سہام ہو کر سولہ ۱۶ دونوں لڑکیوں کو دیئے جائیں گے اور تین ۳ سہام زوجہ کو اور باقی پانچ مرنے والے کے بھائی کو۔ صورت اسکی یہ ہے مسئلہ ۲۴ — زوجہ ۳، دختر ۸، دختر ۸، برادر ۵ — اسلام میں یہ سب سے پہلی میراث ہے جو تقسیم ہوئی

سوال نمبر

اُستفتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) فال کسکو کہتے ہیں۔

جواب۔ فال وہ کلمۂ صالح ہے جس کو کوئی تم میں سے سُنے (یعنی آدمی جو کوئی اچھی بات یا اچھا نام سُنکر خوش ہو جائے یہی فال ہے مثلاً کسی ضروری کام کیلئے دوڑا ہوا جا رہا تھا راستہ میں کسی شخص سے ملاقات ہوئی اُس کا نام پوچھا تو کہا واجد (پانے والا) سُنکر دل خوش ہو گیا کہ خدا کام پورا کر دیگا (بخاری و مسلم)

شرح۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدشگونی لینا جائز نہیں اور نیک فال لینا بہتر ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یا حضرت فال کس کو کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ عمدہ اور پسندیدہ بات اور لفظ ہے جس کو سنکر آدمی خوش ہو جائے جسمیں سے کوئی ایسا اشارہ نکل سکے کہ ہماری مراد پوری ہو گی اور فائز المرام ہونگے یا ہمارا غم دور ہو جائے گا۔ عرب میں دستور تھا کہ اضطراب و تردد کے وقت درختوں پر کنکریاں

مار کر جانوروں کو اڑاتے تھے اگر دائیں طرف کو اڑتا نیک فال سمجھتے بائیں طرف کو اڑتا منحوس اور نشان مضرت سمجھتے اور بدشگونی لیتے اسلام نے اس کی ممانعت فرمادی اور کسی عمدہ لفظ یا کلمہ سے نیک فال لینے کو جائز فرمایا اور بدفال لینے کو اس سے بھی جائز نہ رکھا کیونکہ بدفالی لینے سے کسی قسم کا نفع نہیں ہوتا جو امور مقدر میں ہیں وہ ٹل نہیں سکتے خواہ مخواہ آدمی مبتلائے رنج وغم ہو کر حیران ہوتا ہے نیک فال لینے کے بعد دل شاد ہو کر عمدہ تدابیر میں مصروف ہوتا ہے اسکے بعد وہی پیش آتا ہے جو نیک و بد مقدر ہو چکا ہے دل میں بدشگونی کا خیال آجانے میں کچھ گناہ نہیں لیکن اسکی وجہ سے کام کو چھوڑ دینا اور کسی نفع اور نقصان پہنچنے کا اعتقاد کر لینا گناہ ہے اگر کسی وقت کسی بات سے بدشگونی کا خیال آئے تو اس دعا کو پڑھے اور اللہ تعالیٰ پر توکل رکھے انشاء اللہ ہرگز نقصان نہوگا۔ اَللّٰھُمَّ لَایَاْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا یَدْفَعُ السَّیِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ

سوال ذبح بالحجر

استفتا۔ اگر کسی کو شکار ملجائے اور چاقو اس وقت موجود نہو تو دھار دار تیز پتھر یا لکڑی کی کھپانچ سے ذبح کرنا جائز ہے یا نہیں **جواب**۔ جس چیز سے چاہے خون بہادو اور خدا کا نام لیکر ذبح کرو (ابوداؤد ونسائی) **شرح**۔ جو چیز کاٹنے اور زخم لگانیوالی ہو اس سے ذبح جائز ہے۔ موٹی اور وزن دار چیزوں سے ضرب لگاکر اگر زخم کر دیا تو ذبح جائز نہیں۔ کاٹنے والی چیز خواہ تیز پتھر ہو یا لکڑی یا کوئی گھاس ہو ناخن اور دانت سے ذبح کرنے کی ممانعت دوسری جگہ معلوم ہو چکی **مسئلہ** چونکہ بندوق کی گولی کاٹنے والی نہیں لہذا بندوق سے مارا ہوا جانور حلال نہیں بندوق کی گولی تیزی اور زور کیوجہ سے بدن میں سوراخ کرکے گھس جاتی ہے چاقو اور تلوار کی طرح کاٹتی نہیں ؂

سوال ذبح بالنحر

استفتا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ذبح حلق اور لبہ ہی میں ہوتا ہے دوسری جگہ جائز نہیں۔ **جواب**۔ اگر تم اس کی ران میں بھی نیزہ ماردو تو کافی ہے (ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ) **شرح**۔ ران وغیرہ میں نیزہ مار کر ذبح کرنا صرف اس صورت میں جائز ہے کہ جانور کو پکڑنے اور حلق میں زخم لگاکر ذبح کرنیکی طاقت وقدرت نہو مثلاً کوئی جانور چھوٹ کر بھاگ گیا ہرچند کوشش کرتے ہیں ہاتھ نہیں آتا یا کسی گڑھے اور کنوئیں میں ایسی طرح گر گیا کہ اب زندہ نکالنا ممکن نہیں ایسی صورت میں بسم اللہ کہکر نیزہ یا تیر ماردینے سے جس جگہ بھی زخم لگ جائے حلال ہو جائیگا۔ لبہ کہتے ہیں سر سینہ کو یعنی گردن سے نیچے جہاں گڑھا ہوتا ہے۔ اردو میں بعض لوگ اسکو نحرہ کہتے ہیں۔

عن البراء بن عازب رضہ

استفتا۔ یا حضرت ہماری ایک اونٹنی ہریا[1] ہے وہ ایک شخص کے باغ میں جاگھسی اور بہت کچھ نقصان کر دیا ہم پر اس کا تاوان واجب ہوگا یا نہیں۔

جواب۔ دن کو باغ کی حفاظت اُس کے مالکوں کے ذمہ پر ہے (پس اگر دن کو کوئی جانور جاکر نقصان کر دے تو مویشی کے مالک پر تاوان واجب نہیں اور رات کو مالک کے لئے ضرور ہے کہ اپنے مویشی کو باندھ رکھے لہذا) رات کو جو کچھ مویشی نقصان کر دیں اسکا تاوان مویشی کے مالک کے ذمہ ہوگا (ابو داؤد)

شرح اگر جانور کے ساتھ کوئی شخص ہانکنے اور چلانے والا نہو اور دن کو کسی کا کچھ نقصان کر جائے تو باتفاق علما مالک کے مویشی پر تاوان نہوگا اور اگر کوئی شخص چلانے والا یا ہانکنے والا ساتھ ہے یا کوئی اسپر سوار ہے تو اُس شخص کے ذمہ تاوان لازم ہوگا خواہ دن کو نقصان کرے یا رات کو اسمیں بھی اتفاق ہے لیکن اگر رات کو نقصان کرے اور کوئی شخص ساتھ نہ ہو تب بھی امام ابو حنیفہ رح دوسری احادیث مثل العجماء جرحہا جبار وغیرہ کی وجہ سے فرماتے ہیں کہ اس صورت میں بھی تاوان واجب نہوگا اور امام شافعی صاحب وغیرہ دیگر ائمہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں تاوان واجب ہوگا تفصیل و دلیل کتب عربیہ میں موجود ہے۔

عن ابن بریدہ عن ابیہ بریدہ

استفتا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنی والدہ کو ایک لونڈی دی تھی اب والدہ کا انتقال ہو گیا اور لونڈی مجکو میراث میں ملتی ہے اسکو لینا جائز ہے یا نہیں اور ہے لینے سے میرا ثواب تو باطل نہ ہو جائے گا اور یا رسول اللہ اُس پر ایک مہینے کے روزے بھی واجب تھے کیا اسکی طرف سے ادا کر دوں تو ادا ہو جائینگے یا نہیں اور یا رسول اللہ اُس نے حج بھی ادا نہیں کیا تھا اسکی طرف سے میں حج ادا کر دوں تو ہو سکتا ہے یا نہیں **جواب**۔ لونڈی کے دینے کا تمکو ثواب حاصل ہو گیا اور اب میراث میں تمہارے پاس آگئی (اسکو لے لو لینا جائز ہے ثواب باطل نہوگا) روزے تم اس کی طرف سے کر دو ہو جائینگے اور اس کی طرف سے حج کر دو۔ (ترمذی ابو داؤد مسلم)

شرح۔ چونکہ لونڈی صلہ رحمی اور ثواب کی نیت سے دیگئی تھی ثواب کامل حاصل ہو گیا اب بذریعہ میراث کے اگر دینے والے کے پاس واپس آجائے ثواب میں کمی نہیں اس سے یہ قاعدہ معلوم ہو گیا کہ اپنا دیا ہوا صدقہ وغیرہ اگر کسی حلال طریقہ سے پھر دینے والے کو ملجائے تو لینا جائز ہے مثلاً کسی نے دس۱۰ روپیہ زکوۃ کے اپنے بھائی یا چچا کو دے زکوۃ ادا ہو گئی اب چند روز کے بعد بھائی یا چچا مر گیا اور دس۱۰ روپیہ اُس

[1] ہریا اس گائے بیل وغیرہ کو کہتے ہیں جس کو سبز کھیتی کھانیکی عادت پڑ جائے ۱۲ ش

دینے والے بھتیجے یا بھائی کو میراث مل گئے تو لے سکتا ہے۔ یا مثلاً زید کے کسی رشتہ دار کو کسی جگہ سے صدقہ اور زکوٰۃ کا مال ملا اس رشتہ دار کے مرنے پر وہ مال اگر میراث میں زید کو ملجائے تو لے لینا جائز ہے خواہ زید کتنا ہی مالدار ہو اور اگر اپنی زندگی میں بھی وہ مفلس رشتہ دار اپنی طرف سے وہی صدقہ میں حاصل کیا ہوا مال زید کو دیدے تو جائز ہے۔ روزہ نفل رکھکر یا نماز پڑھکر اگر کوئی شخص کسی کو ثواب پہنچائے تو پہنچ جاتا ہے لیکن فرض وواجب روزہ اور نماز جو کسی شخص کے ذمہ ہو وہ دوسرے کے رکھنے اور پڑھنے سے ادا نہیں ہوسکتا۔ اُس کے ادا ہونے کی صورت یہ ہے کہ ہر روزہ اور ہر نماز کی عوض میں نصف صاع گندم (بوزن انگریزی دو سیر[1] جس کے ۱۶۰ تولہ ہوتے ہیں) مساکین کو دئے جائیں یا اس قدر غلہ کی قیمت دیدیجائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استفتاء کے جواب میں جو روزہ ادا کرنیکا حکم فرمایا ہے اُس کا یہی مطلب ہے کہ اس کے روزہ کے عوض فدیہ اور صدقہ ادا کردو۔ کوئی شخص اگر بدون حج کرنے مرگیا ہو یا عاجز ہوگیا کہ قدرت وطاقت سفر کی نہیں رکھتا تو دوسرے شخص کو اس کی طرف سے حج ادا کر دینا جائز ہے۔ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی والدہ کی طرف سے حج کردو۔

سوال نمبر ۵۰

استفتا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مسلمان ہوا ہوں اور میرے نکاح میں دو عورتیں ہیں جو باہم ایک دوسرے کی بہن ہیں ان کو نکاح میں رکھہ سکتا ہوں یا نہیں۔

جواب۔ ان میں سے جس کو چاہو ایک کو طلاق دیدو (ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ)

شرح۔ اگر دونوں بہنوں سے ایک ہی عقد میں نکاح کیا تھا تو اسلام کے بعد دونوں کو چھوڑ دینا ضروری ہے۔ عدت گذر جانے کے بعد جس سے دل چاہے نکاح کرے اور اگر جُدا جُدا دونوں سے نکاح کیا تھا تو اس کو رکھہ لینا جائز ہے[2] جو اول نکاح میں آئی ہو کیونکہ دو بہنوں کو نکاح میں ساتھہ رکھنا بتصریح قرآن وحدیث ناجائز ہے **مسئلہ** جو عورتیں باہم خالہ بھانجی ہوں یا پھوپھی بھتیجی ہوں اُنکو نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں **مسئلہ** اگر زوجہ کو طلاق دیدی تو جب تک عدت تمام نہو جائے اسکی بہن سے نکاح جائز نہیں۔

[1] بعض عالموں کی تحقیق کے موافق بوزن انگریزی ایک سیر تین چھٹانک یعنی ۹۵ تولہ غلہ کافی ہے مگر احتیاطاً اسی مقدار میں ہے جو احقر نے لکھی ہے۔ اور اکثر علمائے معتبر کا یہی قول ہے ۱۲ [2] یہ قید صرف امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک ہے کہ جس سے اول نکاح ہوا ہو اس کو رکھے دوسرے علما فرماتے ہیں کہ جس کو چاہے رکھے ۱۲ منہ

سوال: امانت کا ضائع ہونا

استفتا قیامت کب آئیگی **جواب** جب امانت ضائع ہو جائے تب قیامت کے منتظر رہو اور امانت ضائع ہونیکی یہ صورت ہے کہ کام ایسے لوگوں کے سپرد ہو جائیں جو اُن کے اہل و لائق نہیں (بخاری)

شرح۔ مثلاً حکومت اس کو دیجائے جو عادل اور لائق نہو وعظ گوئی وہ کریں جو اس کے لائق نہوں مقتدا اور مفتی و عالم ہو جائیں جو اس کے لائق نہیں۔ درویش اور مرشد وہ جاہل و فاسق سمجھے جائیں جن کو تصوّف سے مس نہیں۔ مصنف اور مولف وہ کم استعداد بن بیٹھیں جن میں اسکی اہلیت نہیں۔ ومنہم ہذا الفقیر غفرلہ الکبیر

اس حدیث میں لفظ امر سے خاص حکومت و سلطنت بھی مراد ہو سکتی ہے والاول ولی کما لایخفی علی العلماء

سوال: عقیقہ میں نر و مادہ

استفتا۔ عقیقہ کا کیا حکم ہے (یعنی لڑکے اور لڑکی کیلئے کیا ذبح کرنا چاہئے)

جواب۔ لڑکے کے عقیقہ کے لئے دو بکریاں اور لڑکی کے لئے ایک بکری نر ہوں یا مادہ ہوں اسکا کچھ مضائقہ نہیں (یعنی اگر لڑکے کی طرف سے مادہ بکری ذبح کردے یا لڑکی کے عقیقہ میں بکرا نر ذبح کرے تب بھی کچھ حرج نہیں (ترمذی)

شرح۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عمدہ مستحب طریقہ تعلیم فرمایا ہے اگر لڑکے کے عقیقہ میں بھی ایک ہی بکری ذبح کردیجائے تو سنّت عقیقہ ادا ہو جائیگی۔ نر و مادہ میں کچھ فرق نہیں یعنی لڑکے کی عقیقہ میں خواہ نر جانور ذبح کرو یا مادہ ایسے ہی لڑکی کے عقیقہ میں۔ یہ قید نہیں کہ لڑکے کے لئے نر ہوں اور لڑکی کے لئے مادہ۔ **مسائل** جس شخص کے یہاں بچہ پیدا ہو اُس کے لئے مسنون و مستحب ہے کہ ساتویں روز اُس کا نام رکھے اور اس کا سر منڈائے اور اس کے بالوں کے ہم وزن چاندی یا سونا صدقہ کرے اور ایک بکری یا بکرا ذبح کرے۔ لڑکے کے عقیقہ میں دو ہوں تو بہتر ہے اُسکے گوشت کو پکا کر یا کچا ہی تقسیم کردے اُس کے گوشت کی ہڈیوں کو توڑنے نہ توڑنے کا اختیار ہے۔ یہ کچھ ضروری نہیں کہ ہڈی نہ ٹوٹے۔ یہ جو مشہور ہے کہ نانا دادا وغیرہ بعض رشتہ داروں کو عقیقہ کا گوشت نہ کھانا چاہئے یہ بے اصل ہے۔ اگر ساتویں روز کسی وجہ سے نہو سکے تو چودھویں روز یا اکیسویں روز عقیقہ کردے اگر اور بھی دیر ہو جائے تو سات ہفتہ یا سات مہینے کا حساب لگالے عقیقہ کے جانور میں وہی سب شرطیں ہیں جو قربانی کے جانور میں ہیں اور اُس کے اکثر مسائل قربانی کے مثل ہیں اگر ایک گائے میں چھ شخص قربانی کی نیت سے شریک ہوں اور ساتواں شخص اپنے بچہ کے عقیقہ کے لئے شریک ہو جائے تو جائز ہے ؂

سوال عبد اللہ بن عمر رض

استفتا۔ یا حضرت میں اپنی زوجہ کو نہایت محبوب سمجھتا ہوں اور میرے والد (حضرت عمر رض) اس سے ناخوش ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس کو طلاق دیدو اب آپ جیسا ارشاد فرمائیں وہی کروں۔

جواب۔ تم اس کو طلاق دیدو (ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان باختلاف الفاظ)

شرح۔ اگر زوجہ بے قصور ہو تو والدین کی فرمائش سے اُسکو طلاق دیدینا واجب و لازم نہیں اور ایسی صورت میں والدین کی اطاعت ضروری نہیں لیکن جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ عمر رض جو اعلیٰ درجہ کے عالم و عاقل اور شفیق باپ ہیں اپنے بیٹے کی زوجہ سے بلا وجہ ہرگز ناراض نہ ہوں گے اور بدون کسی مصلحت اور خیر خواہی کے خواہ مخواہ طلاق کا حکم نہیں فرماتے ہونگے لیکن بوجہ غلبۂ محبت و الفت وہ وجہ اور مصلحت ان کے بیٹے کے خیال میں نہیں آتی اس لئے آپ نے طلاق کا حکم فرمادیا۔

سوال حضرت ابو سعید خدری و دیگر اصحاب رض

استفتا۔ اے سید الاولین والآخرین ہم لوگ سفر میں تھے عرب کے ایک قبیلہ پر گذر ہوا وہاں ٹھہر گئے اُن لوگوں سے مہمانداری چاہی تو اُنھوں نے مہمانداری نہ کی۔ وہاں سے ایک عورت نے آکر کہا کہ تم میں سے کوئی شخص منتر جانتا ہو تو چلکر قبیلہ کے سردار پر منتر پڑھ دے کیونکہ اس کو بچھونے کاٹا ہے۔ ہم میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں جانتا ہوں۔ ہم نے اُن سے چند بکریاں ٹھیرالی اور اس ہمارے ساتھی نے سورۂ فاتحہ پڑھکر اُسپر دم ڈالنا شروع کیا وہ اچھا ہوگیا اور ان لوگوں نے حسب وعدہ بکریاں دیدیں یہ ساتھی ان کے لینے سے انکار کرتے تھے لیکن میں نے کہا کہ ان کو ساتھ لے چلو اور جب تک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہ کرلو ان کو ہاتھ مت لگاؤ اب آپ جیسا ارشاد فرمائیں عمل کیا جائے۔

جواب۔ ان کو تقسیم کرلو اور میرا بھی اپنے ساتھ حصہ لگاؤ (بخاری مسلم)

شرح۔ جناب سرور عالم ﷺ نے اپنے تیس ۳۰ صحابہ کو جنمیں ابو سعید رض سردار تھے ایک جگہ دشمن کے مقابلہ کے لئے بھیجا تھا (غالباً واپسی میں) وہ عرب کے قبیلہ پر گذرے اور رات کو وہاں ٹھیرے اور عرب کے دستور کے موافق اُن سے ضیافت چاہی مگر انھوں نے سنگدلی سے انکار کیا اُن لوگوں کو بہت جلد سزا ملی کہ قوم کے سردار کو بچھونے ڈنک مارا۔ ہر قسم کی تدبیریں اور دوائیں جن کا وہاں دستور تھا کیگئی لیکن آرام نہوا تب باہم کہنے لگے کہ ان مسافروں سے جاکر پوچھو شاید کوئی تدبیر یا منتر ان کے یاد ہو چنانچہ انمیں سے ایک عورت (کسی مرد کو ساتھ لیکر) ان کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ ہمارے قبیلہ کے سردار کو بچھونے کاٹ

لیا ہے ہم ہر طرح کی دوڑ دھوپ کر چکے لیکن نفع نہ ہوا۔ ہم نے سنا ہے کہ تمہارے صاحب (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) خدا تعالیٰ کی طرف سے شفا اور نور لیکر آئے ہیں۔ پس اگر تم میں سے کسی کے پاس کوئی تدبیر ہو جس سے اُس کو آرام ہو جائے تو بتلاؤ۔ اُن میں سے ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں ہمارے منتر یاد ہے لیکن باوجود ہمارے کہنے کے تم لوگوں نے ہماری مہمانداری نہ کی لہٰذا جب تک کچھ معاوضہ مقرر نہ کرو گے ہم مفت علاج نہ کریں گے۔ آخر انھوں نے تیس بکریاں دینی قبول کی اور ابو سعید رضی اللہ عنہ نے جا کر الحمد شریف پڑھ پڑھ کر اُس پر دم ڈالنا شروع کیا سات دفعہ پڑھنے میں وہ سردار اچھا ہو گیا۔ ان سب لوگوں کو کھانا کھلایا دودھ پلایا اور تیس بکریاں دیں (تاکہ فی آدمی ایک بکری آ جائے) لینے کے بعد بعض لوگوں نے کہا تقسیم کر لو اور بعض لوگوں کو لینے میں شبہ تھا کہ معلوم نہیں جائز ہے یا نہیں اس لئے ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اِن کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیچلو جو کچھ آپ ارشاد فرما دیں ویسا کرنا۔ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام قصہ سنکر ہنسے اور فرمایا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا تھا کہ یہ رُقیہ یعنی منتر ہے تم نے جو کچھ کیا خوب کیا تقسیم کر لو اور اپنے ہمراہ میرا بھی حصہ لگاؤ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بڑی کرامت ہوئی کہ جن لوگوں نے اُن کی تعظیم نہ کی تھی اُن کو سزا ملی اور اُن کو کھانا وغیرہ بھی ملگیا۔ اور سزا بھی سردار کو دی گئی جس کے سب لوگ تابع تھے اور رئیس بھی تھا۔ اگر کوئی غریب ہوتا تو معاوضہ دینا بھی مشکل ہوتا اس حدیث سے علاج اور منتر وغیرہ پر اُجرت ٹھیرا لینا جائز معلوم ہوا۔ یہ جائز ہے لیکن تراویح میں قرآن سنانیکی یا میت کیلئے پڑھنے کی اجرت ٹھیرانا حرام ہے۔

استفتا۔ اے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ ارشاد فرمائیے کہ شہید کون کون لوگ ہیں۔

جواب۔ جو شخص خدا تعالیٰ کی راہ (یعنی جہاد) میں قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے اور جو شخص خدا کی راہ میں (یعنی جہاد میں اپنی موت سے) مر جائے وہ بھی شہید ہے اور جو شخص طاعون میں مر جائے وہ بھی شہید ہے اور جو شخص پیٹ کے مرض (یعنی ہیضہ و اسہال وغیرہ) سے مر جائے وہ بھی شہید ہے (مسلم)

شرح اوّل قسم اور اعلیٰ درجہ کا شہید تو وہی ہے جو فی سبیل اللہ یعنی جہاد میں قتل کیا جائے یہ دنیا کے احکام میں بھی شہید ہے یعنی بلا غسل و کفن اپنے کپڑوں میں دفن کر دیا جاتا ہے اور آخرت میں بھی اس کے لئے ہزارہا قسم کی نعمتیں اور راحتیں ہیں ایسے ہی شہیدوں کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اُن کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ تو زندہ ہیں خدا کی طرف سے رزق پاتے ہیں خوشحال ہیں۔ دوسری قسم کا شہید وہ ہے کہ احکام

دنیا میں شہید نہ سمجھا جاوے بلکہ غسل وکفن مثل معمولی مردوں کے دیا جائے لیکن آخرت میں اس کے لئے اجر وثواب اور حیات مثل مقتول فی سبیل اللہ کے دیا جائے اگرچہ درجہ اور مرتبہ میں اُن سے کچھ کم ہو اس قسم کی شہادت کی بشارت مختلف احادیث میں کئی قسم کی موتوں پر دیگئی ہے چنانچہ چار قسم کے لوگوں کو اس استفتاء کے جواب میں شہید فرمایا گیا ہے اور دوسری حدیثوں میں ان کے سوا اور قسم کی موت کو بھی شہادت فرمایا گیا ہے اگرچہ ضعیف اور قوی روایات کے موافق اس قسم کی شہادتیں ارسٹھ تک پہونچگئی ہیں (دیکھو مظاہر حق شروع باب الجنائز) لیکن نہایت صحیح وقوی روایات سے جن لوگوں کا شہید ہونا ثابت ہے وہ یہ ہیں اوّل جہاد میں اپنی موت سے بلا قتل مرجائے ۲ طاعون میں مبتلا ہوکر مرجائے ۳ پیٹ کے مرض سے مرجائے ۴ پانی میں غرق ہوکر مرجائے ۵ جل کر مرجائے ۶ ذات الجنب (یعنی درد پہلو) سے مرجائے ۷ دیوار یا مکان وغیرہ کے نیچے دبکر مرجائے ۸ عورت کے پیٹ میں بچہ مرگیا اس صدمہ سے مرگئی یا ولادت کے صدمہ سے اور کسی طرح مرجائے ۹ مرض سل میں مرجائے ۱۰ مال کی حفاظت میں مرجائے (مثلاً چوروں یا قزاقوں سے مقابلہ کرکے ماراجائے) ۱۱ اپنی جان کو بچانے کیلئے مارا جائے ۱۲ اپنے اہل وعیال کو بچانے کیلئے مارا جائے ۱۳ سواری پر سے گرکر مرجائے ۱۴ اپنے حق کی طلب میں اور اُس کی داد وفریاد میں ظلماً مارا جائے ۱۵ جہاد میں کسی جانور کے کاٹنے سے مرجائے۔ ۱۶ غربت یعنی مسافرت میں مرجائے ۱۷ اسلامی ممالک کی سرحد پر پاسبانی کرتا ہوا مرجائے ۱۸ حلق میں لقمہ یا دانہ پانی اٹک کر یا اُچھو ہوکر مرجائے جس کو گلے میں پھندا پڑجانا بھی کہتے ہیں۔ ۱۹ شیر بھیڑیا وغیرہ کوئی درندہ چیر پھاڑ ڈالے ۲۰ صدق دل سے شہادت فی سبیل اللہ کی تمنا رکھتا تھا مگر نصیب نہ ہوئی ویسے ہی مرگیا ۲۱ سانپ بچھو کے کاٹنے سے مرجائے ۲۲ طاعون کے مقام میں صبر وشکر کرکے ٹھہرا رہا اور بچگیا ۲۳ مکان یا پہاڑ وغیرہ بلندی پر سے گرکر مرجائے۔ یہ سب شہادتیں اگرچہ درجہ دوم کی شہادتیں اور شہادت صغریٰ ہیں لیکن ان میں بھی باہم فرق مراتب ودرجات بہت کچھ ہیں۔ ایک اور شہید تیسری قسم کا بھی ہے جو صرف احکام دنیا میں شہید ہے۔ آخرت میں اس کے لئے اَجر وثواب شہیدوں کا نہیں وہ یہ ہے کہ صرف مال غنیمت کے لالچ یا اور کسی قسم کی نیت فاسدہ سے جہاد فی سبیل اللہ کرکے قتل ہوگیا بظاہر اس سے وہی معاملہ ہوگا جو شہید ان قسم اول سے ہوتا ہے یعنی بلا غسل وکفن اپنے کپڑوں میں دفن کردیا جائیگا۔ آخرت میں اجر وثواب شہیدوں کا اسکو حاصل نہ ہوگا ۔

استفتا۔ تمام اعمال میں بہتر و افضل کونسا عمل ہے اور اُسکے بعد کس کا درجہ ہے اور اس کے بعد کس کا

جواب۔ سب سے بہتر عمل اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا ہے اُسکے بعد خدا کی راہ میں جہاد کرنا اُسکے بعد وہ قبول حج جس میں ریا نہو (بخاری و مسلم)

(سوال شخص بروایت ابو ہریرہ رضی)

شرح۔ ایمان کو سب سے اول اور درجہ اول میں اس لئے رکھا کہ بدون اُس کے کوئی عمل و عبادت کارآمد و مقبول نہیں ہوسکتا وہی اصل اُصول ہے جہاد میں بھی چونکہ ایمان کی اشاعت اور متعدی نفع ہوتا ہے اس لئے اُسکو ایمان ہی کے متصل درجہ دوم میں رکھا۔ حج چونکہ ایک بڑی مشکل اور دشوار عبادت اور نہایت اعلیٰ قسم کا عمل ہے اس کو بھی بہتر و افضل عملوں میں شمار کرایا صحابہؓ نے سب سے زیادہ محبوب عند اللہ اور سب سے افضل عمل اور عبادت کی نسبت جب کبھی سوال کیا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض دفعہ اُس کے مناسب حال جواب فرمادیا مثلاً والدین کی خدمت میں اُس سے قصور ہوتا تھا یا نماز میں کچھ ذرا کسل ہوتا تھا اُن کیلئے فرمادیا کہ تمھارے والدین کی خدمت سب سے بہتر عمل ہے اور تمھارے لئے نماز کو پابندی سے وقت پر پڑھنا افضل ہے۔ دوسرے بعض اعمال گو ان سے بھی افضل ہوں اُنکی خوبی کا انکار منظور نہیں اور کبھی وقت و ضرورت کے لحاظ سے مختلف جواب عطا فرمائے جس زمانہ میں جہاد کی نہایت احتیاج تھی وہاں جہاد کو افضل فرمایا اور جب جہاد کی اسقدر ضرورت نہ ہوئی تو دوسرے اعمال کو سب سے افضل اور جہاد کو درجہ دوم و سوم میں رکھا۔ اور فی الحقیقت یہ سب اعمال افضل و محبوب ہیں گو باہم فرق مراتب ہو اختلاف جوابات کے اور بھی وجوہ علمانے بیان فرمائے ہیں۔ بندہ نے بقدر ضرورت بیان پر اکتفا کیا۔

استفتا۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری ہمشیرہ نے نذر کی تھی کہ برہنہ پا برہنہ سر بیت اللہ کی طرف جائے (یعنی حج کرے) اور اب اسطرح کے جانے میں تکلیف و دقت ہوتی ہے)

(سوال عقبہ بن عامر)

جواب۔ اللہ تعالیٰ کو تمھاری ہمشیرہ کی مشقت کی کچھ ضرورت نہیں اُسے چاہیئے کہ سوار ہو جائے (یعنی سوار ہوکر بیت اللہ جائے) اور خمار اوڑھے (یعنی سر ڈھانپے) اور تین روز روزہ رکھے (کیونکہ اُس نے اپنی نذر کو پورا نہ کیا یہ اسکا کفارہ ہے (ترمذی و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ و دارمی)

شرح۔ سر ڈھانپنے کا حکم آپ نے اس لئے فرمایا کہ عورت کو سر چھپانا فرض ہے اور ناجائز باتوں کی نذر کو پورا کرنا لازم نہیں اور سوار ہونے کا حکم اس لئے دیا کہ وہ عورت پیادہ پا سفر کرنے سے معذور تھی طاقت نرکھتی تھی لیکن چونکہ اُس نے اپنی نذر کے خلاف کیا اس لئے اس کے ذمہ قربانی واجب ہوگی جسکا حکم دوسری

احادیث سے معلوم ہوا ہے۔ ادنیٰ درجہ اس میں بکری کی قربانی ہے اور اعلیٰ درجہ اور مستحب اونٹ یا گائے ہے اور چونکہ نذر کو پورا نہیں کیا لہٰذا کفارہ بھی واجب ہوا۔ اور کفارہ یہ غلام آزاد کرنا یا دس مساکین کو کھانا کھلانا یا دس کو کپڑا پہنانا اور جب کچھ بھی نہ ہو سکے تو تین روزے یکے بعد دیگرے متصل رکھنا۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ اور کسی قسم کا کفارہ ادا کرنیکی عقبہؓ کی ہمشیرہ میں وسعت و طاقت نہیں ہے لہٰذا آپ نے روزہ کا حکم فرمایا (ایک یہ بھی احتمال ہے کہ عقبہؓ کی ہمشیرہ میں قربانی کی طاقت نہو اسکی عوض میں آپ نے روزہ رکھنے کا ارشاد فرمایا ہو)۔

سوال بعدی بن حاتمؓ

استفتا۔ ہم لوگ کتے چھوڑ کر شکار کراتے ہیں اُن کا شکار کیا ہوا کس صورت میں جائز ہے اور کب ناجائز اور بعض دفعہ اپنے کتے کے ساتھ شکار پر دوسرا کتا بھی موجود پاتا ہوں ایسے شکار کو کھانا چاہئے یا کہ نہیں۔

جواب۔ جب تم اپنا تعلیم یافتہ کتا (بسم اللہ کہکر) شکار پر چھوڑ دو اور وہ شکار کو مار ڈالے تو اس کو کھاؤ اور اگر مار کر خود کتا بھی اُس میں سے کھالے تو اُس شکار کو نہ کھاؤ اور جب دوسرا کتا شکار پر پاؤ تب بھی اُس کو نہ کھاؤ کیونکہ تم نے بسم اللہ صرف اپنے کتے کو چھوڑتے ہوئے پڑھی تھی نہ دوسرے کو (اور جسکو چھوڑتے ہوئے بسم اللہ نہ پڑھی جائے اُسکا شکار مارنا حلال نہیں) لہٰذا اس کو بھی نہ کھاؤ معلوم نہیں کہ تمہارے کتے نے مارا ہے یا دوسرے نے (بخاری)

شرح۔ کتے کا شکار جو مرنیکے بعد ملا ہو اس میں اگر تین باتیں ہونگی تو حلال ہوگا۔ کتا تعلیم یافتہ ہو مسلمان نے بسم اللہ کہکر چھوڑا ہو خود کتا اسمیں سے کچھ نہ کھائے اگر زندہ ملجائے تو ان شرطوں کی ضرورت نہیں ذبح کرکے کھالینا چاہئے۔ اگر دو کتے شریک ہو کر شکار کریں تو دونوں میں وہ تینوں شرطیں ہونی چاہئیں اگر ان میں سے ایک بھی غیر تعلیم یافتہ ہو یا کافر و مشرک نے چھوڑا ہو تو اس کا مار کر لایا ہوا شکار حلال نہ ہوگا (مفصل حال کتے کے شکار کا اور مسائل وغیرہ اس سے پہلے مذکور ہو چکے ہیں)

سوال از عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ

استفتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا لڑکا ہے میں نے اسے پیٹ میں رکھا پستان سے دودھ پلایا گود میں پرورش کیا اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دیدی اور چاہتا ہے کہ اس کو بھی مجھ سے علیحدہ کرے آپ اس کی نسبت کیا حکم فرماتے ہیں۔

جواب۔ جب تک تو کسی دوسرے سے نکاح نکریگی بہ نسبت باپ کے بچہ کی تو زیادہ حقدار ہے (ابوداؤد و مسند احمد)

شرح۔ بچہ کو پرورش کرنے اور اپنے پاس رکھنے کیلئے والدہ مستحق ہے جب تک کہ بچہ ہوشیار نہو جائے

وجسکی مدت فقہا نے لڑکے کیلئے سات برس مقرر فرمائی ہے اور لڑکی کیلئے حیض آنے تک) لیکن عورت پر اسکے لئے جبر نہیں کیا جائیگا۔ بچہ کا نفقہ اور خرچ ان ایام میں باپ کے ذمہ پر رہیگا اور اگر باپ مالدار ہے تو پرورش کی اُجرت بھی عورت لے سکتی ہے جبکہ شوہر کے نکاح اور عدت میں نہو لیکن اگر والدہ نے کسی ایسے شخص سے نکاح کر لیا جو بچہ کا محرم نہیں یا ایسی جگہ جاکر رہنے لگی کہ وہاں کے رہنے والے بچہ اور اُس کے باپ سے عداوت رکھنے والے ہیں تو اسکا حق پرورش جاتا رہیگا کیونکہ ان صورتوں میں بچہ کی تکلیف وضرر کا اندیشہ ہے اگر والدہ نے کسی ایسے شخص سے نکاح کیا ہے جو بچہ کا محرم ہے تو والدہ کا حق باطل نہو گا۔ مثلاً بچہ کے چچا سے نکاح کر لیا یا چچا کے بیٹے سے نکاح کر لیا اگر ماں پرورش نکرے یا مر جائے یا بچہ کے نامحرم سے نکاح کرلے تو نانی کو اس کے بعد دادی کو اس کے بعد بہن کو اس کے بعد خالہ کو پھر پھوپھی کو پھر دوسری عورتوں اور مردوں کو حق حضانت حاصل ہوتا ہے جسکی تفصیل اس مختصر کتاب کے لائق نہیں مسئلہ اگر ماں فاسقہ فاجرہ ہو تو حق حضانت حاصل نہوگا۔ اگر کسی وجہ سے لاچاری ومجبوری ہو مثلاً والدہ کے سوا بچہ کسی کا دودھ نہیں پیتا تو والدہ کو جبراً پرورش کرنا ہوگا۔ استفتا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے شوہر کے چند غلام بھاگ گئے تھے وہ ان کی تلاش میں نکلے جب قدوم میں پہنچے تو انھوں نے غلاموں کو پایا۔ غلاموں نے انکو قتل کر ڈالا اب اگر اجازت فرمائیے تو اپنے میکے قبیلۂ بنی خدرہ میں چلی جاؤں کیونکہ شوہر جس مکان میں مجکو چھوڑ مرا ہے وہاں نہ رہنے کی ٹھیک جگہ ہے نہ کچھ کھانے پینے کا سامان ہے۔ جواب تم اپنے اُسی گھر میں رہو یہانتک کہ عدت مقررہ اپنی انتہا کو پہنچ جائے (ترمذی ابوداؤد ونسائی وموطا امام مالک)

سوال از فریعہ ہمشیرہ ابو سعید خدری رض

شرح۔ اول اُن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت فرمادی تھی کہ چلی جاؤ لیکن جب وہ واپس ہونے لگیں تو فوراً واپس بلاکر فرمادیا کہ عدت ختم ہونے تک اسی مکان میں رہو اس سے معلوم ہوا کہ معتدہ کے لئے شوہر یا ورثۂ شوہر کیطرف سے مکان سکونت واجب ہے اور یہ کہ مکان وغیرہ کی خرابی اور تھوڑی بہت تکلیف کی وجہ سے زمانہ عدت میں مکان چھوڑنا جائز نہیں بلکہ بوقت وفات شوہر جس مکان میں رہتی تھی وہیں عدت پوری کرے خواہ وہ مکان عورت کا مملوک ہو یا شوہر کا یا کسی دوسرے کا۔ البتہ اگر شوہر کے وارث ظلماً نکال دیں یا اس مکان میں جان ومال ضائع ہوجانے کا اندیشہ ہو یا مکان منہدم ہوجائے یا منہدم ہوجانے کا خوف ہو یا کرایہ کا مکان ہو اور عورت کو کرایہ ادا کرنے کی طاقت نہیں ان سب صورتوں میں مکان چھوڑ دینا جائز ہے مسئلہ اگر اتفاقیہ کسی سے ملنے ملانے کہیں گئی تھی اس کے پیچھے شوہر مر گیا یا اُس نے طلاق دیدی

تو فوراً اپنے مکان میں واپس آجائے اور عدّت گذارے **مسئلہ** موت کی عدّت میں اگر عورت کے پاس کھانے پینے اور گذارہ کا سامان نہ ہو تو دن کو مکان سے نکلنا اور کاروبار کرکے شب کو واپس آکر اُسی مکان میں رہنا جائز ہے لیکن طلاق کی عدّت میں بالکل نکلنا جائز نہیں کیونکہ عدّت تک اسکا خرچ شوہر کے ذمہ ہوتا ہے۔

سوال عقبہ بن حارث رض

استفتا میں نے ابو اہاب کی بیٹی مسماۃ غنیہ سے نکاح کیا تھا اب ایک عورت کہتی ہے (اور میرے خیال میں وہ جھوٹی ہے) کہ عقبہ کو اور اس کی زوجہ کو میں نے اُن کے بچپن میں دودھ پلایا تھا اس صورت میں غنیہ میری زوجہ رہ سکتی ہے یا نہیں۔

جواب تم اپنی اس زوجہ کو چھوڑ دو جب یہ کہا جاتا ہے کہ تم دونوں رضاعی بھائی بہن ہو پھر کیسے تم دونوں شوہر و زوجہ رہ سکتے ہو (بخاری نسائی دارقطنی)

شرح عقبہ رض مکہ معظمہ میں رہتے تھے ان کی زوجہ کا نام زینب اور غنیہ تھا اور ام یحیی اُنکی کنیت مشہور تھی ایک روز ایک سوال کرنے والی سیاہ فام بڑھیا ان کے مکان میں آئی اُس کو بھیک دینے میں انھوں نے دیر کی تو کہنے لگی مجھے کچھ صدقہ خیرات ضرور دیدو خدا کی قسم میں نے تو تم دونوں کو دودھ پلایا ہے اگرچہ اُس نے یہ صدقہ خیرات لینے کے لئے بتلایا تھا لیکن اس سے ان ہر دو شوہر و زوجہ کا بھائی بہن ہونا ثابت ہوگیا عقبہ رض نے کہا کہ تو غلط کہتی ہے اگر سچی ہے تو پہلے سے تو نے کیوں نہ اطلاع کی مگر وہ بڑھیا بات پر قائم رہی۔ زوجہ کے رشتہ داروں اور میکے میں تحقیق کرنے کیلئے آدمی بھیجا تو وہاں سب نے کہا کہ ہم لوگوں کو معلوم نہیں کہ اس نے ہماری لڑکی کو دودھ پلایا ہے۔ تب عقبہ رض سوار ہوکر مسئلہ دریافت کرنے کیلئے مدینہ منورہ میں جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت بابرکت میں حاضر ہوئے آپ نے حال سنکر جدائی کا حکم دیا اور فرمایا کہ جب تم دونوں میں دودھ کے علاقہ سے بھائی بہن کا رشتہ ہوگیا پھر کیسے یکجا رہ سکتے ہو عقبہ رض نے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بدل و جان قبول کرلیا اور اپنی زوجہ ام یحیی کو چھوڑ کر دوسرا نکاح کرلیا۔ یہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تقوی و احتیاط فرمایا تھا ورنہ اس صورت میں زوجہ کو چھوڑ دینا واجب و لازم نہ تھا۔ اور صرف ایک عورت کی شہادت سے علاقۂ رضاع ثابت نہیں ہوتا۔ البتہ احتیاط اور تقوی یہی ہے جس کا آپ نے حکم فرمایا اور عقبہ رض نے عمل کیا۔

سوال عائشہ رض

استفتا۔ اے فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم ابی القعیس کا بھائی افلح ہمارے یہاں آیا تھا میں نے اُس سے پردہ کرلیا تو اُس نے کہا کہ کیا مجھ سے بھی پردہ کرتی ہو میں تو تمھارا چچا ہوں میں نے کہا کہ تم چچا کہاں سے

ہوگئے اُس نے کہا کہ میرے بھائی کی زوجہ نے تمکو دودھ پلایا ہے میں نے کہا کہ مجھے عورتنے دودھ پلایا ہے تم سے کیا علاقہ اب آپ فرمائیے کہ ان سے پردہ کرنا چاہیئے یا واقعی وہ اس علاقہ سے چچا ہوگئے اور پردہ واجب نہیں۔

جواب۔ وہ شہ نما تمھارے چچا ہیں اُن کو آنے دیا کرو اُن سے پردہ نکرو کیونکہ نسب سے جو رشتے ثابت ہوتے ہیں وہی رضاع سے ہوتے ہیں (بخاری)

شرح۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دودھ پلانے والی کے شوہر کے علاقہ سے بھی وہی رشتے ثابت ہوجائیں گے جو نسب میں باپ کی طرف سے ہوتے ہیں مثلاً نسبی باپ کے بھائی سے پردہ واجب نہیں اور نکاح حرام ہے اسی طرح رضاعی باپ کے بھائی سے بھی نکاح حرام ہے اور پردہ واجب نہیں کیونکہ وہ رضاعی چچا ہے چنانچہ یہ شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رضاعی والدہ کے دیور یعنی شوہر کے بھائی تھے جنکے سامنے ہونے کی آپ نے عائشہ رض کو اجازت دی اور فرمایا کہ تمھارے چچا ہیں۔ افلح کی نسبت اختلاف ہے کہ یہ ابوالقیس کے بیٹے ہیں یا بھائی مگر زیادہ معتبر یہی ہے کہ بھائی تھے۔ عائشہ رض کے اور بھی ایک چچا رضاعی تھے مگر وہ دوسرے علاقہ سے چچا ہوتے تھے یعنی ابوبکر رض کے دودھ شریک بھائی تھے۔ عرب میں چونکہ والدہ کے سوا دوسری عورتوں کا دودھ اکثر بچوں کو پلاتے تھے اس لئے رضاعت کے علاقے بکثرت ہوتے تھے ہندوستان میں بھی ایسے علاقے اور رشتے ہوتے ہیں نکاح کے وقت لوگوں کو علماء سے تحقیق کرلینا چاہیے تاکہ حرام میں مبتلا نہ ہوجائیں۔

استفتا۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ارشاد فرمائیے کہ بعض دفعہ کوئی شخص کچھ عمل خیر کرتا ہے اُسپر لوگ اُس کی تعریفیں کرتے ہیں اس سے اُس کو کچھ مضرت پہنچیگی یا نہیں اور ثواب میں کچھ نقصان آئیگا یا نہیں

جواب۔ یہ تعریف تو مومن کی جلد ملنے والی خوشخبری ہے (مسلم شریف)

عمل خیر پر تعریف اور ثواب

شرح۔ جواب کا مطلب یہ ہے کہ یہ تعریف اس شخص کیلئے کچھ مضر نہیں بلکہ یہ تو نقد اور جلد ملنے والی بشارت ہے کہ اس کو یہاں ملگئی جس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس بندہ سے راضی ہیں اور اس کو محبوب رکھتے ہیں اُسی کی رضا اور محبت کا اثر ہے کہ دنیا کے لوگ بھی محبوب سمجھتے اور تعریف کرتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو محبوب رکھتے ہیں تو اہل آسمان کو اطلاع کیجاتی ہے کہ وہ بھی دوست رکھیں اُس کے بعد بتدریج اہل زمین کے قلوب میں بھی اُس کی محبت و عظمت بٹھلا کر اُس کو مقبول بنا دیا جاتا ہے۔ الحاصل یہاں کی تعریف آئندہ کے فلاح و بہبود اور عالم آخرت کی بشارت و سرور کی علامت ہے

جو اس کو وہاں حاصل ہونے والی ہے اور اُن بیش بہا اجر و ثواب اور نعماے آخرت کا پیش خیمہ ہے جو اس کے لئے عالم باقی میں مہیا کئے گئے ہیں۔

سوال صدقہ کو خریدنا

استفتا۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے ایک گھوڑا فی سبیل اللہ یعنی ثواب کی نیت سے خدا تعالےٰ کے واسطے یا جہاد کرنے کے لئے) ایک شخص کو دیدیا تھا مگر اُس نے اُس کی کچھ خدمت نہ کی اور لاغر و دُبلا کرکے بالکل بیکار کردیا۔ اب وہ شخص فروخت کرتا ہے غالباً مجھکو کسی قدر کم قیمت کو دیدے گا میں اُس کو خرید لوں یا نہیں۔ **جواب** اس کو ہرگز نہ خرید و اپنے صدقہ کو واپس نہ لو اگرچہ وہ تم کو ایک درہم کے بدلے میں بھی دینے لگے اس لئے کہ جو شخص صدقہ دیکر واپس لے لے وہ ایسا ہے جیسے کتا اپنی قے کو دوبارہ چاٹ لیتا ہے (بخاری و مسلم)

شرح۔ گھوڑا (جس کا نام عمر رضہ نے ورد رکھا تھا) چونکہ بہت لاغر و بیکار ہوگیا تھا اس وجہ سے کم قیمت کو مل جانے کا گمان تھا اور اس لئے کہ خاص ان کے ساتھ زیادہ رعایت کرے گا کیونکہ وہ ان کا عطا کیا ہوا تھا اگرچہ اس قسم کی بیع جائز و حلال ہے لیکن چونکہ فی سبیل اللہ دینے کے بعد اب اُس سے ایک قسم کی رعایت حاصل کرنا نامناسب ہے اب وہ جس قدر رعایت کرے گا گویا اُس قدر ان کا عطیہ واپس آگیا لہذا یہ فعل تقویٰ و احتیاط کے خلاف اور کسی قدر مکروہ ہے اس لئے جناب سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمر رضہ کے لئے اس کو پسند نہ فرمایا اور ممانعت فرمادی اور پھر صدقہ کو واپس لینے کی سخت مذمت ایک مثال بیان کرکے ظاہر فرمادی ؎

سوال عورتوں کا خاوند وغیرہ کے مال سے بلا اجازت خرچ کرنا

استفتا۔ اے سرور عالم ہم (یعنی عورتیں) اپنے باپوں اور بیٹوں اور شوہروں پر نہایت بار (اور گراں) ہیں (ہمارا خرچ جو اُن کے ذمہ ہوتا ہے وہ ان کو بہت ناگوار ہوتا ہے) پس ان لوگوں کے مال میں سے (ہمکو بلا اجازت) کیا لے لینا حلال ہے۔

جواب۔ اُن کے مال میں سے تر چیز لیکر کھانا بھی حلال ہے اور ہدیہ دینا بھی (ابو داؤد)

شرح۔ جن ملکوں میں عورتیں کچھ روزی کا شغل نہیں کرتیں وہاں اکثر مردوں پر اُن کے اخراجات کا بار نہایت گراں گذرتا ہے (گو بعض دفعہ بوجہ غایت تعظیم یا محبت کے وہ ناگواری معلوم نہ ہو) اب وہ اجازت اور خوشی سے تو جو کچھ دیدیں ان کی عنایت ہے لیکن بلا اجازت کس قدر تصرف کرنا جائز ہے اس کو سوال کرنیوالی نے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تر چیزیں مثلاً پکا ہوا کھانا

یا دودھ وغیرہ جو چیزیں جلد خراب ہو جاتی ہیں اور اُن کا ذخیرہ نہیں ہوسکتا ان کو بلا اجازت لیکر کھا لینا یا کسی قدر بطور ہدیہ یا خیرات کسی کو دیدینا جائز ہے دوسرے مال اور غلہ وغیرہ قابل ذخیرہ چیزوں میں ایسا تصرف جائز نہیں اگر شوہر نہ دیتا ہو تو اپنی اولاد کیلئے کھانا وغیرہ ضروری چیزیں بالکل بلا اجازت لے لینا بھی جائز ہے۔ لیکن ہدیہ وصدقہ وغیرہ اُسی صورت میں دینا جائز ہے کہ شوہر کی اجازت اور رضا بطور عرف وعادت کے معلوم ہو اور وہ تھوڑی سی چیز دینے دلانے سے ناراض نہ ہوتا ہو بلکہ اگر غلہ اور نقد وغیرہ میں بھی شوہر کے طرز وطریقہ سے اجازت معلوم ہو جائے تو خرچ کرنا دینا دلانا جائز ہے لیکن ہر حالت میں بے موقعہ اس کے مال کو ہرگز نہ خرچ کرے اور فضول خرچی کی عادت اختیار کرکے شیطان کی بہن نہ بنے

استفتا۔ زمین پر سب سے پہلے کونسی مسجد بنائی گئی اور اس کے بعد کونسی ؟

سوال اول از بخاری

جواب۔ اول مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) بنائی گئی اُس کے بعد مسجد اقصیٰ (یعنی مسجد بیت المقدس جس کو سلیمان علیہ السلام نے بنائی تھی) (بخاری ونسائی)

شرح۔ اسمیں ہرگز کچھ شبہ نہیں کہ تمام عالم میں سب سے اول جو جگہ عبادت گاہ قرار دیگئی وہ مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے کہ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ یعنی سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے عبادت خانہ مقرر کیا گیا وہ مسجد مکہ میں ہے (یعنی خانہ کعبہ) اور نہ اس میں شک ہے کہ مسجد اقصیٰ اُس کے بعد بنائی گئی ہے لیکن بعض روایتوں میں ہے کہ سائل کے دریافت کرنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کی بنیاد میں چالیس برس کا فاصلہ ہے حالانکہ تاریخ سے واضح ہوتا ہے کہ ان میں ہزار برس سے بھی زیادہ فصل ہے کیونکہ خانہ کعبہ کو ابراہیم علیہ السلام نے بنایا ہے اور مسجد اقصیٰ کو سلیمان علیہ السلام نے لہذا خوب سمجھ لینا چاہئے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فاصلہ کو بیان فرمایا ہے جو ان دونوں کی سب سے پہلے بنیاد اور اصل بناؤں میں واقع تھا کیونکہ خانہ کعبہ کے اصلی بانی ابراہیم علیہ السلام ہیں نہ مسجد اقصیٰ کے موجد سلیمان علیہ السلام بلکہ حضرت آدم علیہ السلام نے بامر خداوندی یکے بعد دیگرے دونوں مسجدوں کی بنا ڈالی تھی اور انھیں بنیادوں میں چالیس برس کا فصل تھا جس کو مخبر صادق (روحی فداہ) نے بیان فرمایا ہے۔ زمانہ دراز اور مدتہائے مدید کے بعد جب دونوں کی علامتیں مٹ مٹا کر بے نشان ہوگئیں بارشاد واطلاع خداوندی سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کو قدیم

بنیادوں پر تعمیر کیا اور ان کے پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ کی سابقہ بنیادوں کو ابھار دیا (ان دونوں تعمیروں میں تقریباً چالیس سال کا فرق ہوگا) پھر مدت کے بعد داؤد علیہ السلام نے نہایت عمدگی اور استحکام سے مسجد اقصیٰ کی تعمیر شروع کرائی اور ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند رشید اور لائق و عالیقدر جانشین سلیمان علیہ السلام نے اختتام کو پہنچایا اور وہی اس کے بانی مشہور ہوئے لیکن خاص تعلقات کی وجہ سے بیت اللہ کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی مشہور رہے گو خانہ کعبہ بھی آپ کے بعد کئی مرتبہ تعمیر ہوا۔ بیت اللہ کی تعمیرات کا کسی قدر حال فقیر مؤلف نے جواہر التبیین میں اور زیادہ الصالحات کے حاشیہ پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں لکھا ہے۔

سوال متعلق جہاد و حج زوجہ بدون محرم

استفتا۔ یا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میرا فلاں جگہ جہاد پر جانے والوں میں نام لکھا گیا ہے اور میری زوجہ حج کو چلی ہے (حالانکہ عورتوں کا بدون کسی محرم یا شوہر کے تنہا جانا منع ہے اور ادھر جہاد میں جانا بھی ضروری ہے کیا تدبیر کروں)

الجواب۔ تم اپنی زوجہ کے ہمراہ جاکر حج کر لو (جہاد کیلئے جانا ملتوی کردو) (بخاری شریف)

شرح۔ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بدون ہمراہ ہونے شوہر یا کسی محرم کے کوئی عورت سفر نہ کرے جس سے معلوم ہوگیا کہ عورت کیلئے فرض حج ادا کرنے کیلئے بھی بدون ہمراہ ہونے شوہر یا کسی محرم کے سفر جائز نہیں اس لئے سائل نے اٹھکر استفتا پیش کیا۔ غالباً ان کی زوجہ پر حج فرض ہوگیا ہوگا اور ان پر فرض نہ ہوگا لیکن چونکہ ان کے نفل حج کی وجہ سے زوجہ کا حج فرض ادا ہوتا تھا اور بدون ان کے ساتھ جانے کے وہ بالکل رہجاتا کیونکہ دوسرا کوئی ساتھ جانے والا نہ تھا اور تنہا جانا حرام تھا لہذا ان کو جہاد چھوڑ کر حج کرنیکا حکم دیا گیا۔ کیونکہ جہاد تو ان کی عدم موجودگی میں بھی ہو جائیگا لیکن عورت کا حج بالکل فوت ہو جاتا۔ **مسئلہ** چونکہ دوسری احادیث سے معلوم ہوگیا ہے کہ تنہا سفر کی ممانعت اسی حالت میں ہے جبکہ تین روز کا سفر ہو (جس کی مقدار ہندوستان میں اڑتالیس ۴۸ میل انگریزی ہوتی ہے) پس اگر کوئی عورت مکہ معظمہ سے قریب رہتی ہو کہ تین روز کے سفر (یعنی ۴۸ میل) کا فاصلہ نہ ہو تو اس کو تنہا جاکر حج کرآنا بھی جائز ہے لیکن بہتر ہر حال میں یہی ہے کہ کوئی محرم ساتھ ہو۔

سوال متعلق ہدیہ

استفتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دو ہمسایہ ہیں (اگر میں ہدیہ دینا چاہوں اور صرف ایک ہی شخص کو دینے کے قابل چیز ہو تو) ان میں سے کس کو ہدیہ دوں۔

جواب۔ جس کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہو (بخاری)

شرح۔ ہمسایہ کے گھر میں جو کچھ چیز آتی ہے قریب دروازہ والا اکثر اسکو دیکھ لیتا ہے اور بعض دفعہ اُس چیز کی طرف رغبت اور خواہش پیدا ہو جاتی ہے پس غایت مروّت کی وجہ سے اُسی کو ہدیہ و تحفہ دینے کا حکم فرمایا اور اس لئے بھی اس کا حق زیادہ ہے کہ وہ حاجت اور ضرورت کے وقت اس کا مددگار رہتا ہے اور اوقات غفلت میں حفاظت کرتا ہے۔ باایںہمہ مصالح قریب دروازہ والے کو دینا صرف مستحب اور افضل ہے اگر اپنی کسی مصلحت وغیرہ سے بعید دروازہ والے کو دیدے تب بھی جائز و درست ہے۔ نیز یہ حکم اسوقت ہے کہ صرف ایک ہی کو دینا منظور ہے یا وہ ہدیہ قلیل القدار ہے کہ ایک ہی کو دے سکتا ہے ورنہ اگر مقدور ہو تو بہتر یہی ہے کہ دونوں کو ہدیہ دے۔ قریب دروازہ والے کو بھی اور بعید کو بھی ہمسایہ کی مروّت و اعانت و خیر خواہی میں بہت احادیث وارد ہیں۔ اُسکو ستانا ایذا پہنچانا اُسکی مستورات کو تاکنا جھانکنا نہایت گناہ ہے۔ حقوق ہمسایہ اخلاق و آداب کی کتابوں میں مفصل مذکور ہیں۔

استفتا۔ اے جناب سرورِ عالم میری والدہ آئی ہیں جو مشرکہ ہیں اور اسلام سے ناخوش و بیزار ہیں مجھو اُن کی خدمت اور صلہ رحمی کرنا جائز ہے یا نہیں۔ سوال اسماء دختر ابوبکر رضی اللہ عنہا

جواب۔ تم اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی (در سلوک و احسان) کرو (مسلم شریف)

شرح۔ ابوبکر رضؓ نے زمانہ جاہلیت میں اپنی ایک زوجہ سماۃ قُتیلہ کو طلاق دیدی تھی جس سے ابوبکرؓ کے دختر اسماء (زوجہ زبیرؓ) پیدا ہوئی تھیں مدینہ کو ہجرت کرنے کے بعد جس زمانہ میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار قریش سے چند شرطوں پر صلح کر رکھی تھی (جسکو صلح حدیبیہ اور عہد قریش بھی کہتے ہیں) یہ عورت اپنے بیٹے حارث کو ہمراہ لیکر (جو دوسرے شوہر مدرک سے پیدا ہوا تھا) مکہ معظمہ سے چلکر اپنی بیٹی اسماء رضؓ کے پاس مدینہ منورہ میں پہنچی اور کچھ گھی کشمش وغیرہ تحفہ لائیں لیکن اسلام سے متنفر اور بیٹی کے مسلمان ہو جانے سے نہایت ناراض تھیں۔ یہاں مدتوں سے ابوبکر رضؓ کا گھر نورِ اسلام سے منور ہو چکا تھا۔ عورت و مرد سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر جان دیتے تھے اور آپ کی بلا اجازت کوئی کام ہی نہ کرتے تھے۔ **اسماء** رضی اللہ عنہا نے نہ تحفہ قبول کیا اور نہ والدہ کی خاطر و مدارات کی بلکہ ہادی برحق کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر حال عرض کیا۔ آپ نے جواب میں والدہ ہونے کے علاقہ کو ظاہر فرما کر ان کی محبت کو تازہ کر دیا اور اجازت عطا فرمائی کہ والدہ ہونے کے علاقہ سے تم اُن کی خدمت و تعظیم اور

سلوک واحسان کرو اگرچہ وہ مسلمان نہو۔ آپ کے ارشاد سے معلوم ہوگیا کہ باوجود مشرک و کافر ہونے کے والدین کا حق خدمت و تعظیم زائل نہیں ہوتا اور خداتعالیٰ نے جو والدین کے ساتھ احسان وبھلائی کا حکم فرمایا ہی وہ ملت و الدین خواہ مسلمان ہوں یا نہوں اور خلاف مذہب رشتہ دار و قریب جو مسلمانوں کے درپئے آزار نہوں اُن سے سلوک واحسان شرعًا ممنوع نہیں اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ اسلام کس قدر فراخ دل اور نیکی پسند مذہب ہے۔ مخالفین مذہب جب تک ایذا نہ پہنچائیں ان کے ساتھ مراعات و نفع رسانی تعظیم و خدمت کو جائز رکھتا ہے **مسئلہ** اگر جہاد میں کافر باپ مسلمان بیٹے کے مقابلہ میں آجائے اور قتل کرنے کا موقعہ ہو تو مستحب یہ ہے کہ خود قتل نہ کرے کسی دوسرے کو آگے بڑھادے

سوال قیس بن حارث الاسدی

استفتا اے حضرت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں مسلمان ہوا ہوں اور میرے پاس آٹھ زوجہ ہیں اُن سب کو رکھہ سکتا ہوں یا نہیں۔

جواب چار (جو نکاح میں پہلے آئی ہیں) چھانٹ کر رکھہ لو (اور چار کو چھوڑ دو) (ابوداؤد)

شرح مسلمان کے لئے چار زوجہ سے زیادہ ایک حالت میں بتصریح قرآن وحدیث ہرگز جائز نہیں۔ اگر مسلمان ہونیکے وقت چار سے زائد موجود ہوں تو زائد کو چھوڑ دینا ضروری ہے لیکن اُن زوجات کو چھوڑنا چاہئے جن کا نکاح پیچھے ہوا ہے اور اگر پیچھے والی کو رکھنا چاہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ اول سب کو طلاق دیدے اور پھر جس جس سے دل چاہے نکاح کرے **مسئلہ** اگر کسی شخص کے نکاح میں تین زوجہ موجود ہیں اور چوتھی کو طلاق دیدی ہے تو جب تک چوتھی زوجہ کی عدت نہ گذر جائے شوہر کو کسی اور عورت سے نکاح کرنا حلال نہیں ؂

سوال شخصے از آنحضرت صلعم [illegible]

استفتا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کو کس عمر میں نماز پڑھنی چاہیئے۔

جواب جب دائیں بائیں میں فرق کرنے لگیں (یعنی ہوشیار ہوجائیں) تب ہی نماز پڑھنے لگیں (ابوداؤد)

شرح نماز روزہ وغیرہ احکام شرعیہ فرض وواجب اُسی وقت ہوتے ہیں کہ آدمی بالغ ہو اور مجنون نہو لیکن چونکہ نماز فرائض خداوندی میں نہایت اہم اور خلاصہ عبادات ہے لہذا عادت ڈالنے اور سکھلانے کے واسطے بچوں کو سات ہی برس کی عمر میں نماز پڑھانی چاہئے اور جب دس برس کی عمر ہوجائے اور زبانی فرمایش وتاکید سے نہ پڑھیں تو سزا دیکر اور مارکر نماز پڑھوانی چاہئے چنانچہ ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ میں ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اپنی اولاد کو (لڑکا ہو یا لڑکی) نماز کا حکم کرو جبکہ اس کی عمر سات برس کی ہو

اور نماز نہ پڑھنے پر اُن کو مارو جبکہ ان کی عمر دس برس کی ہو (کیونکہ اب بالغ ہونیکے قریب ہیں اس وقت تاکید کی زیادہ ضرورت ہے اور دس برس کی عمر میں) لڑکے اور لڑکیوں کا بستر جدا جدا کر دو (یعنی بہن بھائی کو علٰحدہ علٰحدہ سلاؤ) لیکن قمچی لاٹھی اور کوڑے وغیرہ سے نہ پیٹنا چاہئے بلکہ ہاتھ سے مارنا چاہئے اور تین ضرب سے زیادہ نہ مارے اور سر پر نہ مارے نماز کی طرح روزے کا حکم بھی اسی عمر میں کرنا چاہئے اور دوسرے احکام شرعیہ کی بھی پابندی کرنی چاہئے تاکہ بے قید رہکر شتر بے مہار نہ ہو جائے اور آیندہ خرابی میں مبتلا ہو

سوال آب بحر و جواز حلت مردار آن

استفتا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم لوگ دریا پر سفر کرتے ہیں اور اپنے ہمراہ تھوڑا سا شیریں پانی لیجاتے ہیں اگر اُس سے وضو کرلیں تو پیاس سے مرجائیں پس کیا دریا (سمندر) کے شور پانی سے وضو کرلیا کریں **جواب** سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا میتہ بھی حلال ہے (پس اُس سے وضو کرلیا کرو)

(ابوداؤد نسائی ابن ماجہ دارمی)

شرح۔ چونکہ سمندر کے پانی کا مزہ بدلا ہوا ہوتا ہے اور بعض جگہ رنگ بھی دوسرا ہوتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سمندر کے پانی کی نسبت یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ تو آگ ہے اس لئے صحابہ کو شبہ ہوا کہ شاید اس سے وضو کرنے میں کچھ کراہیت ہو۔ آپ نے اس کی طہارت کو بیان فرماکر وضو اور غسل وغیرہ کی اجازت فرمائی۔ اور جب آپ کو یہ معلوم ہوا کہ ان لوگوں کو دریا کے پانی میں شبہ ہے اس لئے یہ بھی فرمادیا کہ دریائی مردہ بھی حلال ہے۔ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اس سے خاص مچھلی مراد ہے اور دریائی جانور نہیں صرف وہی حلال ہے بعض علما کے نزدیک تمام دریائی جانور حلال ہیں۔ پوری تفصیل شروح حدیث میں موجود ہے ؎

سوال از اعم...

استفتا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی عورت ہوں کہ اپنے سر کی مینڈھیاں نہایت سخت باندھتی ہوں غسل جنابت میں سر پر پانی پہنچانے کے لئے اُن کو کھولنا ضروری ہے یا نہیں۔

جواب۔ نہیں کھولنے کی کچھ ضرورت نہیں تمکو یہی کافی ہے کہ اپنے سر پر پانی کی تین لپیں بھر کر ڈال لیا کرو اور پھر تمام بدن پر پانی بہالیا کرو بس اتنا ہی کرنے سے تم پاک ہو جاؤ گی (ترمذی و مسلم و ابوداؤد)

شرح۔ غسل میں تین فرض ہیں۔ کلی کرنا یعنی اندر سے پورا منہ دھونا ناک میں پانی دینا۔ باقی تمام بدن پر پانی بہانا اس قاعدہ سے لازم ہوا کہ سر اور داڑھی وغیرہ کے تمام بال بھی دھوئے جائیں اور تر کئے جائیں لیکن عورتوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صرف بالوں کی جڑوں کو تر کرلینا کافی ہے۔ سر کے بالوں کو کھولکر دھونا اور پورے بالوں کو تر کرنا ضروری نہیں البتہ تمام سر پر پانی گذر جانا

اور بالوں کی جڑوں کا تر ہو جانا ضروری ہے لیکن یہ حکم صرف گندھے ہوئے بالوں کا ہے اور عورتوں کے لئے خاص ہے پس اگر کسی عورت کے بال قبل از غسل کھلے ہوئے ہوں تو پورے بالوں کا دھونا فرض ہے۔ اسی طرح مرد کیلئے تمام بالوں کو تر کرنا ضروری ہے خواہ گندھے ہوئے بال رکھتا ہو یا کھلے ہوئے۔ اگر عورت کے گندھے ہوئے بالوں کی جڑوں میں پانی نہ پہنچ سکے تب بھی کھول کر تمام بالوں کو دھونا فرض ہے ؎

سوال ۱۰۔ افضل الناس

استفتا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کونسا شخص بہتر ہے۔

جواب۔ جو شخص اپنے جان و مال سے جہاد کرے (یعنی جہاد میں جان و مال صرف کردے) اور جو شخص پہاڑ کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں رہ کر اپنے پروردگار کی عبادت کرے اور لوگوں کو تکلیف نہ پہنچائے (بخاری)

شرح۔ جہاد کرنے والے سے یہ مراد نہیں کہ صرف جہاد کرتا ہو۔ دوسرے فرائض و واجبات ادا نہ کرتا ہو بلکہ وہ شخص مراد ہے جو تمام ضروریات دین کو بھی ادا کرے اور فی سبیل اللہ جہاد کرے۔ یہ شخص سب سے افضل اس سئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری دیگر اعمال و افعال سے کرتے ہوئے اب جان و مال بھی خدا کی راہ میں صرف کر دیا جو سب سے زیادہ عزیز اور محبوب و قابل قدر چیزیں ہیں اور اس کے فعل جہاد کا نفع ایسا متعدی ہے کہ تمام عالم اس سے فیض پانے والا ہے کیونکہ جہاد ہی سے نور اسلام لوگوں تک پہنچتا ہی مخالفین زیر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کا نام بلند ہوتا ہے جس سے تمام عالم قائم ہے۔ سب سے علیحدہ گوشہ نشین ہو کر پہاڑ کی گھاٹیوں میں رہکر خداوند ذوالجلال کی عبادت کرنے والا بھی افضل ہے مگر درجہ دوم میں۔ کیونکہ لوگوں سے ملنے اور ساتھ رہنے میں اکثر معاصی بھی سرزد ہو جاتے ہیں کسی کو تکلیف بھی پہنچ جاتی ہے عبادت میں بھی خلل پڑتا ہے یہ سب سے علیحدہ ہے نہ ملیگا نہ ایذا رسانی کی نوبت آئیگی نہ معصیت سرزد ہوگی نہ ریا کرے گا نہ مکر و فریب خالص دل سے عبادت الٰہی میں مصروف رہے گا لیکن اس کا نفع اور اجر و ثواب اسی کی ذات تک محدود ہے دوسروں تک پہنچنے والا نہیں اسی لئے درجہ دوم میں رکھا گیا۔ **علما**ء ربانی نے فرمایا ہے کہ جناب سرور عالم نے دو زمانوں کے مناسب دو عملوں کو بیان فرمایا ہے یعنی زمانہ میں جب تک کسی قدر خیر اور بھلائی ہے اور وعظ و نصائح جہاد وغیرہ سے ترقی اسلام اور دوسروں کو نفع رسانی ممکن ہو تب تک لوگوں سے ملا رہنا اور جس طرح ممکن ہو ان کی اصلاح اور خیر خواہی میں رہنا بہتر ہے اور جب زمانہ میں

؎ ابوداؤد میں بروایت ثوبان رضؓ اس کی تصریح ہے ۱۲

ہر طرف شر پھیل جائے بھلائی کا نام نہ رہے اُس وقت گوشہ گزینی اور تنہائی بہتر ہے موجودہ زمانہ کی نہایت فساد اور کثرت شر کو دیکھکر بعض حضرات تو یہی فرماتے ہیں کہ یہی زمانہ لوگوں سے جدائی اور علیحدگی کا ہے لیکن راجح اور حق اُن بزرگوں کا قول ہے جو فرماتے ہیں کہ ابھی کچھ خیر و بھلائی موجود ہے اصلاح و بہبودی کی سعی بالکل رایگاں نہیں جاتی وہ زمانہ ابھی نہیں آیا اگرچہ بہت قریب ہے۔

سوال ام العلاء انصاریہ رض

استفتا۔ میں نے خواب میں عثمان بن مظعون رضہ کے لئے ایک جاری چشمہ دیکھا ہے

جواب۔ یہ اُن کا عمل ہے (جس کا ثواب بعد موت بھی) اُن کے لئے جاری ہے (بخاری شریف)

شرح۔ خواب میں اشغال دنیاوی کے چھوٹ جانے اور حواس ظاہری کے معطل ہو جانے کے بعد جب روح انسانی عالم بالا کی طرف متوجہ ہوتی ہے تو اُس کو حسب استعداد و قابلیت وہاں کی چیزیں نظر آتی ہیں یعنی اگر روح صاف و لطیف ہے تو مفصل حالات اور پورے واقعات دکھلائے جاتے ہیں اور اگر روح کثیف اور آلائش دنیاوی میں زیادہ آلودہ ہے تو کچھ مشتبہ اور مبہم امور ظاہر ہوتے ہیں (جیسے آئینہ اگر صاف شفاف ہوتا ہے تو پورا عکس پڑتا ہے اور اگر دھندلا اور میلا ہوتا ہے تو ادھورا عکس پڑتا ہے اور بھٹی ہوئی صورتیں معلوم ہوتی ہیں) مگر عالم بالا میں ہر چیز کی نئی صورت اور جُدی شکل مقرر ہے۔ نماز کی کچھ اور صورت ہے روزہ کی کچھ اور۔ موت کی علیحدہ شکل ہے اور حیات کی دوسری۔ اعمال خیر کی اور حالت ہے اور عمل شر کی اس سے مختلف لیکن باوجود دنیا سے کسی قدر بے تعلق ہو جانے اور حواس بیکار ہو جانے کے پھر بھی وہ طاقت حاصل نہیں ہے کہ انسان اُن اصلی صورتوں کو دیکھ سکے کیونکہ اُس کے تمام قوی تو ہر چیز کو کسی دوسری دنیاوی شکل میں دیکھنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ اس لئے محسوسات ظاہری میں سے کسی شکل میں لاکر خواب میں وہ چیزیں دکھلائی جاتی ہیں۔ خیر و برکت علم وغیرہ دودھ کی صورت میں دکھلائے جاتے ہیں۔ گمراہی و بدراہی کو شراب کی صورت عطا کیجاتی ہے۔ موت کیلئے بکرے کی صورت بیان کیجاتی ہے۔ دشمنی و مرض۔ ہاتھی و شیر کی صورت میں نظر آتے ہیں وعلی ہذا القیاس مُعبِّر (یعنی تعبیر دینے والے) کا کام یہی ہے کہ ان صورتوں میں سے اصلی شے کو پہچانے اور بیان کر دے (یہ نہایت ہی مشکل علم ہے مگر نبی اور خصوصًا خاتم الانبیاءؐ سے زیادہ ماہر کون ہو سکتا ہے) لہذا آپ نے اُم العلاء کے خواب کی تعبیر میں فرمادیا کہ یہ عثمان بن مظعونؓ کا وہ عمل خیر ہے جو ان کی موت کے بعد جاری ہے اس کو چشمہ جاری اور صاف پانی کی صورت میں دکھلایا گیا ہے **عثمان** بن مظعون رضؓ وہ عالی مقام صحابی ہیں جنکا مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آنیوالے صحابہ میں سب سے پہلے انتقال

ہوا ہے انصار یعنی مدینہ کے رہنے والے مسلمانوں نے ایک ایک دو دو مہاجرین کو اپنے گھروں میں رکھ لیا تھا تاکہ طعام ولباس وغیرہ تمام چیزوں میں ان کو اپنا شریک رکھیں اور ہر طرح ان کی مدارات وخدمت کریں عثمان بن مظعون رضؓ حضرت زید بن ثابت (کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے حصہ میں آئے تھے ان کے مکان پر رہتے تھے اور زید کے اہل وعیال ان کے طرز وطریقہ سے نہایت خوش اور ان کی سچی بزرگی وتقدس کے معتقد تھے عثمان رضؓ کی وفات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بڑا رنج ہوا اور حضرت زید کے متعلقین کو تو ایسا صدمہ ہوا جیسا اپنے خاص عزیزوں کی موت سے ہوتا ہے انھیں ایام میں زید بن ثابت کی زوجہ ام العلاء نے یہ خواب دیکھا جس کا اس استفتاء میں ذکر ہے ؛

سوال گھی میں چوہا گرنا

استفتا۔ گھی میں چوہا گر کر مر گیا ہے اب اس گھی کو کیا کیا جاوے اُس کا کھانا حلال ہے یا نہیں۔

جواب۔ اگر جما ہوا ہے تو اس چوہے کو اور اس کے گرد سے گھی کو گرا دو اور اپنے باقی گھی کو کھالو اور اگر بہتا ہوا ہے تو اس کے قریب مت جاؤ (مسلم وبخاری ونسائی وجملہ کتب احادیث)

شرح۔ اگر جما ہوا گھی نہیں بلکہ بہتا ہوا ہے تو بالکل ناپاک ہو جائے گا اس کو کھانا جائز نہیں البتہ خریدنا اور فروخت کرنا جائز ہے لیکن خریدار کو مطلع کر دینا چاہیے ورنہ سخت گناہ ہوگا کہ دوسرے کو فریب دیا اور نجس گھی کھلا دیا اور چراغ میں جلا لینا بھی جائز ہے لیکن مسجد میں جلانا جائز نہیں یہی حکم گھی کے سوا دوسری چیزوں کا ہے اگر جمی ہوئی اور بستہ ہیں تو چوہے وغیرہ کو اور چار طرف سے تھوڑی سی اس شئی کو نکال ڈالنا چاہیے باقی پاک ہے اور اگر رواں اور بہنے والی چیزیں ہیں (جیسے تیل وغیرہ) تو کل ناپاک ہو جائیگی

مسئلہ اگر ناپاک گھی میں اس کے برابر پانی ڈالکر اتنا جوش دیں کہ سب پانی جلکر ختم ہو جائے تو پاک ہو جائیگا یہی طریقہ شہد اور تیل کے پاک کرنے کا ہے لیکن تیل کو جوش دینا ضروری نہیں بلکہ پانی ڈالکر جب تیل اوپر آ جائے اس کو کسی ترکیب سے علٰحدہ کر لیا جائے البتہ بہتر یہ ہے کہ اس ترکیب سے تین دفعہ پاک کریں:۔

سوال شراب شہد

استفتا اہل یمن شہد کی شراب بنا کر پیتے ہیں جسکو تبع کہتے ہیں وہ حلال ہے یا حرام۔

جواب۔ ہر ایک شراب جو نشہ لائے وہ حرام ہے (چونکہ تبع میں بھی نشہ ہے لہذا یہ بھی حرام ہے پینا جائز نہیں (بخاری ومسلم)

شرح۔ قرآن شریف میں چونکہ خمر کو حرام فرمایا گیا ہے اور خمر کہتے ہیں لغت عرب میں خاص انگور کی شراب کو اس لئے دوسری قسم کی شرابوں میں صحابہ کو شبہ ہوتا تھا کیونکہ نشہ لانے میں وہ مثل شراب

انگوری کے تھی مگر لغت میں خمر نہیں کہتے بلکہ ہر قسم کے دوسرے نام تھے چنانچہ شہد کی شراب کو تبع اور جو اور جوار کی شراب کو مزر کہتے ہیں اس لئے صحابہ رضی آپ سے دریافت کیا کرتے تھے کہ فلاں قسم کی شراب حرام ہے یا نہیں خصوصًا دوسرے ملکوں کے رہنے والے صحابہ جہاں دوسری قسم کی شراب اکثر ہوتی تھی دریافت کرتے رہتے تھے آپ نے ایک نہایت جامع اور عام حکم اور قاعدہ کلیہ ارشاد فرمایا کہ جن چیزوں سے نشہ آئے وہ سب شراب انگوری اور خمر ہی کے حکم میں ہیں اور حرام ہیں خواہ کسی چیز سے بنائی جائیں اور کسی نام سے مشہور ہوں ؛

استفتا یا حضرت بعض دفعہ نماز پڑھتے ہوئے پیٹ میں قراقر ہو کر ایسا شبہ ہوتا ہے کہ شاید ریح نکل گئی ہو ایسی شک کی حالت میں نماز توڑ دے یا نہیں۔

سوال عبد الرحمن بن زید بن عاصم الانصاری رضی اللہ عنہم

جواب۔ جب تک آواز یا بدبو نہ آجائے نماز سے نہ پھرے (بخاری ومسلم وابو داؤد)

شرح۔ مقصود یہ ہے کہ جب تک آواز سنکر یا بدبو سونگھ کر یا خاص بدن پر ریح نکلنے کا اثر معلوم ہو کر ریح نکلنے کا یقین نہ ہو جائے وضو نہیں ٹوٹے گا لہذا نماز کو نہ چھوڑے ۔ اس حدیث سے یہ قاعدہ معلوم ہوا کہ ہر چیز کا حکم اپنی اصلی حالت پر رہے گا جب تک کہ اُس کا خلاف یقینا معلوم نہ ہو جائے ۔ مثلاً ایک کپڑے یا پانی کے پاک ہونے کا ہم کو یقین تھا اب کسی وجہ سے شبہ ہو گیا کہ شاید ناپاک ہو گیا ہو تو اس شبہ کا کچھ اعتبار نہیں پانی اور کپڑا اپنی حالت کے موافق پاک سمجھا جائیگا۔ ہاں جب ناپاک ہونا یقین سے معلوم ہو جائے تو ناپاک ہونے کا حکم دیا جائیگا یا آپ کو وضو کرنا پختہ طور سے یاد ہے لیکن یہ شبہ ہے کہ شاید ٹوٹ گیا ہو اس شبہ کا کچھ اعتبار نہیں وضو باقی ہے

فائدہ چونکہ سوال میں خاص نماز کی حالت کا ذکر ہے اس لئے امام مالک صاحب رح اور حسن بصری رح کا ایک قول یہ ہے کہ اگر نماز کے اندر ایسا شبہ ہو جائے تو بیشک وضو نہیں ٹوٹتا لیکن اگر نماز سے باہر ایسا خلجان ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر یہ قول معتبر نہیں اس لئے کہ مسلم شریف میں جو روایت ہے اس سے معلوم ہو گیا کہ حکم عام ہے نماز کے اندر ایسا خلجان پیش آوے یا نماز سے باہر دونوں حالتوں میں وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسائل متعلقہ اگر نماز میں قضائے حاجت کی ضرورت تھوڑی سی معلوم ہو تو نماز کو پوری کرے اور اگر اسقدر غلبہ ہو گیا کہ نماز کیطرف خیال نہیں رہا اُسی طرف مشغول ہے تو نماز توڑ دے اگر پہلے سے اس قسم کی ضرورت پیش آرہی ہو تو نماز شروع کرنا مکروہ ہے فراغت کرکے نماز پڑھے۔ ریح یعنی ہوا نے زور کیا لیکن باوضو شخص نے اُس کو دباکر روک دیا تو وضو نہیں گیا ؛

سوال حضرت زینب زوجہ عبداللہ بن مسعود و زینب انصاریہ از نبی صلعم

استفتا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو عورتیں دروازہ مبارک پر حاضر ہیں اور دریافت کرتی ہیں کہ وہ اگر اپنی طرف سے صدقہ اپنے شوہروں اور اُن یتیموں کو دیدیں جو ان کی پرورش میں ہیں تو جائز ہے یا نہیں۔

جواب (اُن لوگوں کو صدقہ دینا جائز ہے اور) اُن عورتوں کو دو اجر و ثواب حاصل ہوں گے ایک قرابت سے ملنے کی صلہ رحمی اور خبرگیری کا اور دوسرا صدقہ دینے کا (بخاری مسلم باختلاف الفاظ)

شرح ایک دفعہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وعظ اور نصیحت میں عورتوں کو صدقہ کرنے کی تاکید فرمائی۔ عبداللہ بن مسعود رضہ کی زوجہ زینب رضہ وہاں سے واپس ہو کر اپنے شوہر کے پاس آئیں اور کہا کہ تم غریب آدمی ہو اور ہمکو حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ دینے کا حکم فرمایا ہے۔ اب تم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک میں جاکر دریافت کرآؤ اگر تم کو دینے سے بھی میرا صدقہ ادا ہو جائے اور مجکو ثواب حاصل ہو جائے تو آپ ہی کو دیدوں اور اگر تمکو دینا جائز نہ ہوا اور میرا صدقہ ادا نہ ہو تو کسی اور شخص کو دوں۔ عبداللہ بن مسعود رضہ کو خود جانے میں کچھ حیا و لحاظ آیا اور زینب سے کہا کہ تم ہی خود جاکر دریافت کرآؤ یہ در دولت پر حاضر ہوئیں تو دیکھتی ہیں کہ انصار کی عورتوں میں سے ایک عورت ان سے پہلے وہاں کھڑی ہے اور یہی مسئلہ دریافت کرنا چاہتی ہے چونکہ جناب سید العالمین کی جلالت شان اور رعب سے کوئی شخص بلا اجازت (خصوصاً عورتیں) مکان کے اندر نہیں جا سکتا تھا اس لئے یہ وہیں کھڑی رہی آپ کے خادم موذن سیدنا بلال رضہ باہر نکلے تو انھوں نے کہا کہ ہمارا یہ استفتا پیش کرکے جواب لادو مگر یہ نہ بتلانا کون عورتیں ہیں بلال رضہ نے جاکر عرض کیا کہ دو عورتیں یہ بات دریافت کرتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کون عورتیں ہیں (اب حضرت بلال رضہ کو بتلانا پڑا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کا جواب اور ارشاد کی تعمیل واجب ہے) بلال رضہ نے عرض کیا کہ ایک عورت انصار میں کی ہے اور دوسری زینب (چونکہ زینب بہت سی عورتوں کا نام تھا اس لئے) آپ نے فرمایا کہ کونسی زینب بلال رضہ نے عرض کیا کہ عبداللہ رضہ کی زوجہ۔ تب آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے شوہروں اور یتیموں کو صدقہ دلیکتی ہیں **واضح** ہو کہ یتیم بچے اگر اپنی اولاد (جیسے پوتا پوتی نواسا نواسی) نہوں اور اُنکی ملک میں بقدر نصاب مال نہو تو اُن پر صدقات واجبہ مثل زکوۃ وغیرہ بھی صرف کرنا جائز ہے مثلاً اپنی زوجہ کی اولاد جو دوسرے شوہر سے پیدا ہوئی ہے کسی مرد کی پرورش میں ہو تو وہ اُسپر صدقات و زکوۃ خرچ کرسکتا ہے اسی طرح اگر اپنے شوہر کی اولاد جو دوسری زوجہ کے بطن سی تھی اگر کسی عورت کی پرورش میں ہو تو اُس کو اپنا صدقہ و خیرات واجبہ دلیکتی ہے اور نفلی صدقات کو اُن یتیموں پر بھی صرف کرنا جائز ہے بلکہ افضل و بہتر ہے جو اپنی

اولاد ہوں (مثلاً بیٹا نواسہ پوتا وغیرہ) **اسی طرح** (علاوہ حقوق واجبہ کے) اگر ضرورت کے موقعہ پر شوہر زوجہ کو اور زوجہ شوہر کو صدقات نفل دیگر مدد کرے تو جائز اور دوچند ثواب کا باعث ہے اور غالباً ان عورتوں نے صدقات نفل ہی کی نسبت سوال کیا ہوگا لیکن واجب صدقات (مثلاً زکوۃ) امام ابوحنیفہ کے نزدیک نہ شوہر زوجہ کو دے سکتا ہے نہ زوجہ شوہر کو۔ البتہ امام ابویوسف و امام محمد شاگردان امام اعظم رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ زوجہ اگر اپنے مسکین شوہر کو زکوۃ وغیرہ دیدے تو جائز ہے ادا ہو جائیگی لیکن اس بات کو یہ دونوں صاحب بھی جائز نہیں رکھتے کہ شوہر اپنی زکوۃ اور صدقات واجبہ اپنی زوجہ کو دیدے اور فرماتے ہیں کہ اس صورت میں زکوۃ وغیرہ ادا نہ ہوگی ؂

سوال نمبر ۶ سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

استفتا۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمکو بیت المقدس کی نسبت فتوی دیجئے (یعنی اسکے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے) **جواب**۔ وہاں جاؤ اور اس میں نمازیں پڑھو اور اگر جاکر نماز نہ پڑھ سکو[1] تو وہاں کے لئے تیل بھیجدو کہ اُس کے قندیلوں میں جلایا جائے (ابوداؤد)

شرح ملک شام میں ایک نہایت متبرک مقام کا نام بیت المقدس ہے اُس کو مسجد اقصٰی بھی کہتے ہیں وہاں سب سے پہلے آدم علیہ السلام نے بامر خداوند تعالیٰ عبادت گاہ قائم کی اُسکے بعد وہ جگہ خراب و خستہ ہوکر نشانات مٹ گئے یعقوب علیہ السلام نے اصلی بنیاد پر عمارت بنائی اُس کے بعد داؤد علیہ السلام نے ایک عالیشان مسجد اور نہایت مستحکم عمارت اُسی جگہ شروع کرائی اور اُن کے بعد سلیمان علیہ السلام نے جنات وغیرہ سے اس کو سرانجام کو پہونچایا اور انھیں کے نام سے مشہور ہوگئی چنانچہ اس کو مسجد سلیمان علیہ السلام بھی کہتے ہیں یہ بہت بابرکت اور مکرم و معظم مسجد ہے بیت اللہ اور مسجد نبوی کے بعد اسی کا درجہ ہے یہ جگہ بعض انبیا کی ولادت کی جگہ ہے اور بہت سے انبیا یہاں مدفون ہیں۔ جناب خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب صحابہ میں اختلاف ہوا کہ آپ کو کس جگہ دفن کیا جائے تو بعض حضرات کی یہ بھی رائے تھی کہ آپ کو بیت المقدس میں لیجاکر دفن کیا جائے لیکن ابوبکر رضؓ نے حدیث نبوی سنکر فیصلہ کردیا کہ اللہ تعالیٰ انبیا کو جس جگہ دفن کرانا پسند کرتا ہے اُسی جگہ اُن کو وفات دیتا ہے چنانچہ آپ حجرۂ مبارک میں دفن ہوئے جس جگہ آپکی وفات ہوئی تھی (غرض بیت المقدس قابل تعظیم جگہ ہے ہر مسلمان پر بقدر طاقت اس کی تعظیم ضروری ہے اگر آسانی سے ممکن ہو تو بعد ادائے حج و زیارت روضۂ مطہرہ اس مسجد کی زیارت کو جائے اور نمازیں پڑھے یا تیل (یا موم کی بتیاں یا قیمت) بھیجے کہ وہاں

[1] یہ اس لئے فرمایا تھا کہ اُس زمانہ میں ملک میں امن نہ تھا جا بجا جدال و قتال کا بازار گرم تھا۔ ۱۲

جلایا جائے لیکن وہاں جانا یا تیل وغیرہ بھیجنا صرف مستحب ہے کچھ ضروری نہیں کہ دینی امور فرد یہ کا حرج کرکے وہاں تیل بھیجے یا خود جائے **اس حدیث** سے بھی یہ معلوم ہوا کہ مسجد میں چراغ روشن کرنا جائز اور باعث ثواب ہے **جناب** سرور عالم کی مسجد مبارک میں سب سے پہلے آپ کے صحابی حضرت تمیم داری نے چراغ روشن کیا ہے آپ اُسے دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ تم نے اسلام کو روشن کیا خدا تعالیٰ تمہارا دل روشن کردے اور فرمایا کہ میرے اگر کوئی کنواری بیٹی ہوتی تو تم سے نکاح کردیتا ایک شخص نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں اپنی بیٹی سے انکا نکاح کردوں۔ آپ نے اجازت دی اور نکاح ہوگیا (ملاحظہ فرمایئے علم الادیان

سوال ایمان وقوت ایمانیہ

استفتا یا رسول کریم اگر میں فرض نمازیں پڑہتا رہوں اور رمضان کے روزے رکھتا رہوں اور حرام کو حرام سمجھتا رہوں اور حلال کو حلال جانتا رہوں کیا میں جنت میں داخل ہوجاؤں گا۔

جواب ہاں داخل ہوجاؤگے (مسلم)

شرح سائل نے جو یہ کہا کہ حرام کو حرام سمجھتا رہوں اسکا مطلب یہ تھا کہ اُسکی حرمت پر اعتقاد لاکر اُس سے بچتا رہوں گا اور حلت وحرمت کی نسبت احکام خداوندی کو قبول کرونگا پس وہ ایماندار شخص جو حرام سے پرہیز کرنے والا ہو اور فرائض خداوندی کو پوری طرح ادا کرنے والا ہو اُس کے جنت میں داخل ہونے میں کیا شک ہے کیونکہ معاصی اور گناہ اول تو اُس سے سرزد ہی نہ ہونگے اور اگر کچھ ہوں گے بھی تو اُس کے اعمال حسنہ نماز روزہ وغیرہ کی وجہ سے معاف ہوجائیں گے اور اگر بالفرض کوئی گناہ معاف بھی نہ ہوا تو اُس کی سزا پانے کے بعد جنت میں ضرور داخل ہوجائیگا۔ غرض ایسے شخص کا جنت میں داخل ہونا بموجب قول مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم یقینی ہے۔ زکوۃ کا ذکر اس لئے نہ کیا کہ اُس کے پاس مال نہ تھا اور حج اُسوقت تک مسلمانوں پر فرض ہی نہ ہوا تھا ۔

سوال روزہ سفر

استفتا یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں اکثر متواتر (نفل) روزے رکھا کرتا ہوں اور مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ سفر میں بھی روزے رکھ سکوں پس اگر میں سفر میں (فرض) روزہ رکھوں تو کچھ گناہ تو نہ ہوگا۔

جواب سفر میں افطار کرنا خدا تعالیٰ کی طرف سے رخصت ہے پس جو کوئی شخص رخصت کو اختیار کرے یہ بھی اچھا ہے اور جو شخص روزہ رکھنے کو محبوب سمجھے (اور روزہ رکھے) اسپر بھی کچھ گناہ نہیں (بخاری ومسلم ترمذی والبوداؤد باختلاف الفاظ)

شرح نفل روزے کے رکھنے نہ رکھنے کا ہر حالت میں اختیار ہے۔ سفر میں ہو یا مقیم ہو جب دل چاہے رکھے

اور جب چاہے نہ رکھے البتہ رمضان کے روزے کو بعض علماء نے سفر میں ناجائز اور بعض نے ناپسندیدہ اور مکروہ فرمایا ہے کیونکہ بعض احادیث میں جناب سرورِ عالم سے سفر کے روزے کی نہایت سختی سے ممانعت ثابت ہے لیکن زیادہ صحیح و معتبر اور اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ سفر میں دونوں امر جائز ہیں روزہ رکھنا بھی اور نہ رکھنا بھی کیونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات سفر میں روزہ رکھا ہے اور بعض دفعہ افطار فرمایا ہے اور آپ کے ہمراہ بعض صحابہ روزہ رکھتے تھے اور بعض صحابہ نہیں رکھتے تھے۔ ایک دوسرے پر طعن نہیں کرتا تھا کیونکہ سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال سے دونوں باتوں کو جائز سمجھتے تھے چنانچہ اس استفتا کے جواب میں بھی آپ نے دونوں باتوں کا اختیار دیا ہے لیکن جس شخص میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو اور روزہ سے کسی قسم کا حرج بھی نہ ہوتا ہو تو اس کے لئے بہتر و افضل یہی ہے کہ روزہ رکھے۔ احادیث میں جو سفر میں روزے کی ممانعت آئی ہے وہ ایسے موقعوں کیلئے ہے جہاں افطار کی ضرورت ہو اور افطار نہ کرنے میں دینی و دنیاوی حرج و نقصان اور تکلیف پیش آوے اور روزہ رکھنے والوں کی جو مذمت ثابت ہوتی ہے وہ انہیں لوگوں کے لئے ہے جو سفر میں روزہ رکھ کر تکلیف و مشقت اٹھاویں ساتھیوں کو حیران کریں مگر اللہ تعالیٰ کی عطا فرمودہ رخصت کو قبول کرکے سفر میں روزہ چھوڑنا ناگوار کریں چنانچہ ایک دفعہ سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک شخص درخت کے سایہ میں اسی طرح پڑے ہیں جیسے کوئی درد وغیرہ کا بیمار پڑا رہتا ہے اور لوگ گرد جمع ہیں آپ نے دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ روزے کی سختی سے ایسا حال ہو رہا ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی کا کام نہیں (یعنی ایسی محنت و شدت برداشت کرنا اور باوجود سخت ضرورت کے روزہ رکھنے سے باز نہ آنا ثواب کی بات نہیں **مسائل متعلقہ**۔ ۱ سفر میں اگر کسی کے روزہ رکھنے سے اس کے رفیقانِ سفر کو دشواری اور تکلیف ہوتی ہو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ روزہ نہ رکھے ۲- جو سفر اڑتالیس میل انگریزی سے کم ہو اس میں روزہ چھوڑنے کی اجازت نہیں ۳ جس روز سفر کیلئے وطن سے روانہ ہوتا ہے اس دن روزہ رکھنا ضروری ہے البتہ اگر صبح صادق ہونے سے پہلے سفر کر لیا تو اس روز بھی روزہ چھوڑ سکتا ہے ۴۔ اگر وقت زوال (یعنی ٹھیک دوپہر سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے) کوئی مسافر وطن میں پہونچ گیا اور اب تک کوئی کام ایسا نہیں کیا جو روزے کے خلاف ہو تو اس دن روزہ رکھنا واجب ہے اور اگر کھانا پینا وغیرہ کوئی کام ایسا کر لیا ہے جو روزہ میں جائز نہیں تو شام تک کھانے پینے وغیرہ سے رکا رہنا واجب ہے، ۵ سفر ختم ہونے کے بعد جب مقیم ہو تو قضا رکھنا لازم ہے ۶۔ اگر قضا نہیں کیا اور موت آگئی تو واجب ہے کہ وارثوں کو وصیت کر جائے

کہ ہر روزہ کے عوض دو سیر گندم بوزن انگریزی مساکین کو دیں۔ ۷ اگر کسی غافل نے وصیت نہ کی یا موقعہ ہی نہ پایا تب بھی وارث اس کی طرف سے فدیہ مذکورہ دے سکتے ہیں جس سے انشاء اللہ تعالیٰ وہ بری الذمہ ہو جائیگا۔ ۸ جس شخص نے سفر میں روزے نہیں رکھے اور اسی سفر میں مرگیا یا وطن پہنچنے کے بعد فوراً مرگیا اُس کے ذمہ پر کچھ لازم نہیں کیونکہ ان لوگوں کو سفر کے بعد ادا کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ ۹ اگر بہت سے روزے سفر میں نہیں رکھے اور وطن پہنچکر صرف چند روز زندہ رہا تو صرف اسقدر روزوں کا صدقہ اسکی طرف سے دینا واجب ہوگا جتنے دنوں وطن میں آکر تندرست اور زندہ رہا ہے (روزے کے مسائل اور متعلقات فقیر راقم نے مختصر رسالہ فرحۃ الصائمین میں نہایت صاف صاف بیان کئے ہیں۔

استفتا۔ اے نبی کریمؐ فرمایئے کہ اگر کوئی شخص آکر میرا مال لینا چاہے تو کیا کروں۔ اگر مجھسے قتل و قتال کرنے لگے تو کیا کروں اگر مجھکو مار ڈالے تو کیا ہوگا۔ اگر میں اس کو مار ڈالوں تو اسکے لئے کیا ہوگا۔

جواب۔ تم اُسے اپنا مال نہ دو (حتی الوسع مال کی حفاظت کرو۔ لڑنے لگے تو) تم بھی مقابلہ کرو اور لڑو اگر وہ تم کو مار ڈالے گا تو تم شہید ہوگے۔ اگر تم اُسے مار ڈالوگے تو وہ جہنم میں جائیگا (مسلم)

شرح۔ اس حدیث سے اپنی جان و مال (واہل و عیال) کی حفاظت کا حکم اور فضیلت ثابت ہوئی اور معلوم ہوگیا کہ اپنا مال و جان بچانے کیلئے اگر کوئی شخص چور یا رہزن وغیرہ کو مار ڈالے یا زخم لگا دے تو اسپر مواخذہ نہیں ہوگا لیکن کم قیمت اور حقیر چیزوں کے بچانے کیلئے چور کو بالکل مار ڈالنا نہ چاہئے اور اس کیلئے جہنم میں جانیکا حکم آپ نے اس لئے فرمایا کہ وہ غیر کا مال بلا حق لینے آیا تھا جو بہت بڑی معصیت اور گناہ ہے اور ظاہر ہے کہ توبہ کرنے سے پہلے مارا گیا پس اس گناہ کی اور اپنے سابقہ گناہ کی سزا پانے کے لئے دوزخ میں جائیگا۔ لیکن اگر ایماندار ہے تو سزا پانے کے بعد بالآخر جنت میں جائیگا۔

استفتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مردار کی چربی کشتیوں پر لگائی جاتی ہے چمڑے پر ملی جاتی ہے اور لوگ اسے چراغ میں جلاتے ہیں اس کا کیا حکم ہے۔

جواب۔ ایسا ہرگز نہ چاہئے وہ تو حرام ہے کمبخت یہودیوں پر خدا تعالیٰ نے چربیوں کو حرام کردیا تو وہ اس کو گلا کر بیچ ڈالتے تھے اور اسکی قیمت کام میں لاتے تھے۔ (نسائی)

شرح۔ مردار اور حرام جانوروں کی چربی اور گوشت بالکل حرام ہے اس کو کھانا ناجائز ہے اور نہ اور کسی طرح سے اُس سے نفع اٹھانا جائز ہے نہ چراغ میں جلا سکتے ہیں نہ موم بتی بنا سکتے ہیں نہ کشتی وغیرہ

سوال مقتول و دفاعِ اہل و مال
سوال نفع حرام چربی و گوشت

پر مل سکتے ہیں اور نہ خرید و فروخت کر سکتے ہیں۔ یہودی لوگ جو نہایت سرکش قوم تھے اور احکام الٰہی میں طرح طرح کے حیلے حوالے نکالا کرتے تھے اُن پر خدا تعالیٰ نے حلال جانوروں کی چربی کو حرام فرما دیا تھا وہ اس کو آگ پر گلا کر جما لیتے اور اُسکا دوسرا نام رکھ دیتے اور پھر فروخت کر کے اُس کی قیمت کو خرچ کرتے اور کہتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے چربی حرام فرمائی ہے ہم تو اس کی قیمت کھاتے ہیں چربی نہیں کھاتے حالانکہ اس کی خرید فروخت اور قیمت وغیرہ سب حرام تھی۔ چربی کے ذکر پر جناب سرور عالم کو ان لوگوں کا حال یاد آگیا اور بددعا دیکر آپنے وہ حال بیان فرمایا۔ البتہ حرام جانوروں کا چمڑا اور ایسے حلال جانوروں کا چمڑا جو بلا ذبح کئے ہوئے مر گئے ہوں دباغت دینے کے بعد بالکل پاک ہو جاتا ہے ایسے چمڑے کی خرید فروخت دباغت سے پہلے ناجائز ہے جن جانوروں کا گوشت حلال ہے اور وہ ذبح بھی کئے گئے ہوں اُن کا چمڑا قبل از دباغت بھی پاک ہوتا ہے اور خرید و فروخت بھی جائز ہے **مسئلہ** مرجانے یا کٹ کر علٰحدہ ہو جانے کے بعد انسان کے کسی عضو اور جزو سے نفع اٹھانا ناجائز نہیں اور اس کی جلد دباغت دینے سے پاک نہیں ہوتی **مسئلہ** چھوٹے چھوٹے جانور جیسے چوہا گلہری وغیرہ جنکی جلد[لہ] قابل دباغت نہیں اور خنزیر کی جلد دباغت دینے سے پاک نہیں ہوتی **مسئلہ** پاک تیل گھی اور چربی وغیرہ اگر ناپاک ہو جائے تو اس کو کھانا جائز نہیں لیکن کشتی وغیرہ پر مل دینا یا اور کسی کام میں لگا دینا یا چراغ میں جلا لینا جائز ہے لیکن ایسے چراغ کو مسجد میں جلانا جائز نہیں **مسئلہ** ناپاک شدہ تیل وغیرہ کی خرید و فروخت بھی حلال ہے بشرطیکہ خریدار کو مطلع کر دے۔

استفتا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجکو ایسا عمل تبلا دیجئے جو مجکو جنت سے قریب کر دے اور دوزخ سے دور کر دے (یعنی کوئی ایسی بات اور تدبیر فرمایئے جس سے جنت میں داخل ہو جاؤں اور دوزخ سے نجات پاؤں **جواب** اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہو کسی کو اُس کے ساتھ شریک نہ کرو اور فرض نماز کو قائم رکھو (یعنی پابندی و احتیاط سے ادا کرتے رہو) اور فرض زکوٰۃ دیا کرو اور رمضان کے روزے رکھا کرو اور صلہ رحمی کیا کرو (مسلم و بخاری)

سوال العمل الی دوزخ بروایت ابو ایوب

شرح۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں اپنی اونٹنی پر سوار کھڑے تھے ایک جنگل کے رہنے والے شخص نے (جس کو اعرابی اور بدوی کہتے ہیں) آکر آپ کے ناقہ کی مہار پکڑ لی اور یہ

[لہ] سانپ کے اوپر سے جو سپید کینچلی اترتی ہے پاک ہوتی ہے مگر کھانا جائز نہیں ۱۲

سوال پیش کیا۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو نہایت عمدہ سوال کی توفیق عطا فرمائی ہے اور اس کے سوال کا آپ نے ایسا جامع اور مفید جواب دیا جس سے بہتر جواب ممکن نہیں ایسا عمل بتلایا جس سے بڑھکر کوئی تدبیر ہی نہیں کیونکہ شرک سے بچکر عبادت اللہ پر قائم رہنا اور فرائض خداوندی اور ضروریات اسلام کو ادا کرنا ہی دخول جنت کی عمدہ تدبیر ہے جو کبھی خطا نہیں کرتی۔ عبادت اللہ پر قائم رہنے کا حکم دینے کے ساتھ شرک کو چھوڑنے کی خاص طور سے اس لئے تاکید فرمادی کہ عرب کے کفار خدا تعالیٰ کی عبادت بھی کرتے تھے اور جھوٹے معبودوں کو خدا تعالیٰ کا شریک سمجھتے تھے اسی عقیدہ کا باطل کرنا آپ کو منظور تھا۔ جواب ختم ہونیکے بعد آپ نے فرمایا کہ بس اب ناقہ کی مہار چھوڑ دو۔

استفتا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آج کے دن (نماز عید کے بعد بوجہ کثرت کے) گوشت کی کچھ قدر نہیں ہوتی اس لئے میں نے جلدی کرکے نماز سے پہلے ہی اپنی قربانی کو ذبح کر لیا ہے تاکہ اپنے اہل وعیال اور ہمسایوں کو گوشت کھلاؤں۔ میری قربانی ادا ہوئی یا نہیں۔

جواب جو بکری تم نے نماز سے پہلے ذبح کی ہے وہ قربانی کیلئے نہ ہوئی (بلکہ معمولی) گوشت کیلئے ہوگئی اب اس کی جگہ دوسری ذبح کرو (بخاری ومسلم وترمذی وغیرہ)

شرح جب آپ نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے یہ جواب ارشاد فرمایا تو انھوں نے عرض کیا کہ یا حضرت میرے پاس سال بھر سے کم عمر کا ایک چھوٹا[1] بکری کا بچہ ہے جو گوشت والی دو بکریوں سے بھی اچھا ہے آپ نے فرمایا کہ اچھا تم اسی کو ذبح کر دو (لیکن اور کسی کیلئے تمھارے سوا یہ جائز نہیں اور اس کے بعد آپ نے یہ عام قاعدہ فرمادیا کہ جس شخص نے نماز سے پہلے ذبح کیا وہ اپنے لئے ذبح کرتا ہے یعنی قربانی ادا نہ ہوگی بلکہ گوشت اس کے کام آئیگا اور جو شخص نماز کے بعد ذبح کرے اس کی قربانی پوری ہوئی اور اس نے مسلمانوں کے طریق (یعنی ذبح بعد الصلوۃ) پر عمل کیا) **قربانی** کے لئے اونٹ پانچ سال سے کم عمر کا جائز نہیں اور گائے بیل بھینس دو سال سے کم اور بکری بھیڑ اور دُنبہ سال بھر سے کم عمر کی جائز نہیں۔ البتہ بھیڑ کا بچہ (مینڈھا) جو پورے چھ مہینہ کا ہوچکا ہو اور ایسا فربہ اور قوی ہو کہ اگر ایک سال کے عمر والے بچوں میں ملادیں تو تمیز نہ ہوسکے کہ یہ کم عمر ہے اسکی قربانی جائز ہے لیکن بکری سال بھر سے کم عمر کسی طرح جائز ہی نہیں چنانچہ آپ نے ابو بردہ رضی کو خصوصیت سے بکری کے بچہ کی قربانی کی اجازت دیکر

[1] حدیث میں لفظ عناق لکھی دارد ہی جسکی یہ معنی ہیں کہ سال بھر سے کم عمر والا جو دودھ پیتا ہو یا ابھی دودھ چھوڑا ہو ۱۲

مطلع فرما دیا کہ تمہارے سوا اور کسی کیلئے جائز نہیں **مسائل** ۱- عید کی نماز سے پہلے قربانی ناجائز ہونیکا مسئلہ جو اس حدیث سے معلوم ہوا وہ صرف شہر کے لئے ہے ایسے چھوٹے گاؤں میں جہاں عید و جمعہ کی نماز نہیں ہوتی بعد طلوع صبح صادق قربانی جائز ہے **حیلہ** اگر کسی مصلحت سے قربانی بہت جلد کرنے کی شہر والے کو ضرورت ہو تو اپنی قربانی کا جانور شہر سے دور جنگل میں یا کسی ایسے چھوٹے گاؤں میں بھیجدے جہاں نماز عید نہیں ہوتی وہاں اس کا خادم و ملازم دسویں تاریخ کو طلوع فجر کے بعد ذبح کر دے اور پھر شہر میں لے آوے ۳ اگر نماز عید کے بعد خطبہ سے پہلے ذبح کر لیا تو جائز ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ خطبہ ختم ہونیکے بعد ذبح کرے ۴ اگر دسویں تاریخ کو نماز عید کسی وجہ سے نہ پڑھی گئی تو اس روز جب نماز کا وقت گذر جائے (یعنی زوال کے بعد) ذبح کرنا جائز ہوگا- ۵ اگر عید الاضحی کی نماز گیارہویں یا بارہویں تاریخ[1] کو ادا کیگئی تو نماز کے قبل ذبح کرنا بھی جائز ہے ۶ اگر شہر میں ایک مقام پر عید ہو چکی ہو لیکن دوسری جگہ ابھی نماز نہیں ہوئی تب بھی ذبح جائز ہے ۷ ذبح کرنا اگرچہ بارہویں تاریخ تک جائز ہے لیکن بہتر پہلا دن یعنی دسویں تاریخ ہے ۸ رات کو ذبح کرنا جائز ہے مگر مکروہ ہے ۹ مرغ یا بط وغیرہ قربانی کی نیت سے ذبح کرنا سخت مکروہ ہے[2] ۱۰ گائے بیل وغیرہ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں مستحب یہ ہے کہ سب شریک ہو کر جانور خریدیں ۱۱ اگر ایک نے خرید لیا پھر دوسرے لوگوں نے بھی اس میں شرکت کر لی تب بھی جائز ہے ۱۲ اگر ایک گائے میں چار یا پانچ شریک ہوں اور سب کا حصہ برابر ہو تب بھی جائز ہے اور یہ بھی درست ہے کہ ایک شخص دو تین حصہ کا خریدار ہو جائے اور باقی لوگ ایک ایک حصہ کے خریدار رہیں ۱۳ اگر گائے کے ساتویں حصہ کی قیمت اور بکری کی قیمت برابر ہو اور گوشت بھی برابر ہے تو بکری خریدنا افضل ہے ۱۴ بھیڑی سے بکری افضل و بہتر ہے ۱۵ بکریوں اور اونٹوں میں مادہ کی قربانی نر سے بہتر و افضل ہے- علی ہذا القیاس بیل سے گائے بہتر ہے ۱۶ جس قربانی کی قیمت زیادہ ہو وہ بہتر ہے اور اگر دو جانور قیمت میں برابر ہوں لیکن ایک کا گوشت زیادہ ہے تو وہی بہتر و افضل ہے ۱۷ اگر دو لاغر بکریاں بھی اتنی ہی قیمت کو آتی ہیں اور ایک موٹی تازی بھی اسی قیمت کو تو ایک فربہ خریدنا افضل و بہتر ہے ۱۸ عیب دار جانور کی قربانی جائز نہیں لیکن اگر ذبح کے وقت تڑپنے کودنے سے عیب دار ہو گیا تو کچھ مضائقہ نہیں ۱۹ ایک تہائی گوشت صدقہ کر دینا مستحب ہے لیکن عیالدار اور قبیلہ دار شخص کیلئے

---

[1] بارش وغیرہ کے عذر سے گیارہویں بارہویں تاریخ کو نماز عید الضحی جائز ہے ۱۲ [2] اس سے قربانی ادا ہی نہیں ہوتی۔

یہی بہتر ہے کہ صدقہ نکرے اپنے اہل وعیال کیلئے تمام گوشت رہنے دے ٭ ۲ میت کی طرف سے قربانی جائز ہے لیکن اگر اپنی طرف سے اس کے ثواب پہنچانے کیلئے کرتا رہے تب تو اسکا وہی حکم ہے جو اپنی قربانی کا یعنی جس قدر چاہے صدقہ کرے جس قدر چاہے رکھ لے اور اگر میت کی وصیت کی وجہ سے کرتا ہے تو اس میں سے کھانا جائز نہیں بلکہ کل گوشت وغیرہ صدقہ کرنا چاہیے - علی ہذا القیاس اگر نذر مانی تھی کہ قربانی کرونگا اسکے پورا کرنے کیواسطے جو قربانی کرے گا اسمیں سے کھانا بھی جائز نہیں سب کو صدقہ کردے **فائدہ** برائے طلبہ بعض روایات میں ہے کہ ھذا الیوم اللحم فیہ مقروم یعنی آج کے روز لحم نہایت مرغوب ہوتا ہے اور بخاری شریف میں ہے ھذا الیوم یشتھی فیہ اللحم ان روایتوں کا یہ مطلب ہے کہ یہ ایسا دن ہے کہ بوجہ عادت کے ہر شخص کا دل گوشت کو چاہتا ہے اور مکروہ کی روایت جس کا احقر نے ترجمہ کیا ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ بعد نماز کے گوشت کی کچھ قدر نہیں رہتی ہر شخص خود قربانی کرتا ہے یا دوسری جگہ سے ہر کسی کو ملجاتا ہے اس لئے میں نے نماز سے پہلے ذبح کر لیا تاکہ لوگ خوشی سے لیکر پکائیں +

سوال ابوذر یا ہانی بن مرثد بروایت عبداللہ بن عمرو رض

استفتا - اے ہادی برحق یہ فرمائیے کہ اسلام کی کونسی خصلت (وعمل) بہتر ہے -

جواب - یہ خصلت اسلامی عمدہ ہے کہ تم لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر شخص کو سلام کرو جس سے شناسائی ہو اس کو بھی اور جس سے نہ ہو اس کو بھی (بخاری ومسلم)

شرح اسلامی خصائل بہت سی ہیں لیکن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کے مناسب حال اور لائق سمجھکر یہ خصلت اور طریقہ تعلیم فرمایا - ضرورت اور حاجت میں لوگونکو کھانا کھلانا بھی اعلیٰ درجہ کا عمل ہے کیونکہ مال خرچ کرنا نفس پر بہت شاق ہے اور سلام کرنے سے باہم مسلمانوں میں محبت بڑھتی ہے جس سے بہت سے فوائد دینی ودنیوی حاصل ہوتے ہیں لیکن آپ نے ارشاد فرمایا کہ سلام کرنے میں اپنے شناسا اور اجنبی کا لحاظ نہ کرو بلکہ حق اسلامی سمجھکر انکو سلام کرو خواہ واقف ہوں یا ناواقف - اگرچہ یہاں مطلقاً اسلام کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ فاسق فاجر بلکہ کافر کو بھی سلام کرنا چاہیے لیکن دوسرے دلائل شرعیہ واحادیث سے معلوم ہوگیا کہ ان لوگوں کو سلام جائز نہیں اور بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں ہر شخص کو سلام کرنیکا حکم تھا تاکہ لوگوں کو اسلام سے الفت اور مسلمانوں سے محبت پیدا ہو جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوی فرما دیا تو کافر مشرک کو سلام کرنا ممنوع ہوگیا اور فاسق فاجر کو سلام کرنا مکروہ ہوا

سوال نواس بن سمعان الکلابی رض

استفتا - یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر (یعنی بھلائی) کیا ہے اور اثم (یعنی گناہ کیا ہے)

جواب - بِرّ حسن خلق ہے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور اس بات کو ناپسند کرتے ہو کہ لوگ اس پر مطلع ہوں - (مسلم)

شرح لفظ بِرّ کے چند معنی ہو سکتے ہیں صلہ رحمی اور سلوک و احسان اور بھلائی کو بھی کہتے ہیں اور نیکی اور طاعت و فرمانبرداری کو بھی کہتے ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حُسنِ خُلق ایسا جامع لفظ فرما دیا جس کا ان تمام مواقع میں ظہور ہے بلکہ فی الحقیقت یہ سب حسن خلق ہی کے نتائج ہیں جب خداداد ملکات و اخلاق طبعی اچھے ہوتے ہیں تو رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور مسلمانوں کے ساتھ سلوک و احسان و بھلائی و مروت سب ہی کچھ صادر ہوتے ہیں اور حقیقی مالک و منعم کی عبادت و طاعت اور ظاہری آقا و محسن کی فرمانبرداری بھی دل سے کرتا ہے غرض جب اخلاق میں حسن ہو گا تو افعال بِرّ ظاہر ہوں گے اثم یعنی گناہ کی نسبت جو یہ ارشاد فرمایا گیا کہ گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے یعنی اس کے کرنے میں دل میں خلجان پیدا ہوا ور ناجائز ہونے کا خوف پیدا ہو اور اس کی نسبت انشراح صدر نہ ہو یعنی دل نہ کھلے کہ بلا خطرہ کر گذرے فی الحقیقت گناہ کی یہی علامت ہے اور بلاشبہ قلب کو صانع بیچوں نے ایسا ہی بنایا ہے کہ وہ معاصی سے تنگ ہوا کرے اور گناہ کے وقت دل کو ایسی کشادگی و فرحت و طمانیت کبھی حاصل نہ ہو جیسی امور خیر و مباح کے وقت ہوتی ہے چنانچہ دوسری حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ بِرّ وہ ہے کہ جس کی طرف نفس و قلب مطمئن ہو جائے اور اثم وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور قلب اسکی طرف مائل ہونے اور اس کے ارتکاب میں متردد ہو لیکن یہ سب باتیں جب ہی تک ہیں کہ قلب اپنی حالت و فطرت پر باقی ہے شامت اعمال سے جب اس پر خباثت کا زنگ اور معاصی کا زنگ چڑھ جاتا ہے تب تو وہ بڑے سے بڑے گناہ میں بھی نہیں جھجکتا اور کچھ بھی خلجان و تردد پیش نہیں آتا بالکل بے باک ہو جاتا ہے اسی لئے علما نے فرمایا ہے کہ یہ جواب و علامت اُن قلوب کی نسبت ارشاد فرمائی گئی ہے جو قلوب سلیم اور صافی ہوں (وہی جو اصلی حالت و فطرت پر باقی ہوں) دوسرے قلوب کا اعتبار نہیں جیسا کہ ارشاد نبوی اِسْتَفْتِ نَفْسَكَ (یعنی دل سے فتویٰ پوچھو) میں بھی وہی قلوب خاص مراد ہیں قلوب عوام کا اعتبار نہیں - علیٰ ہذا القیاس گناہ کو چھپانے اور لوگوں کے مطلع ہونے کو مکروہ سمجھنے کا زمانہ بھی جب تک ہے کہ کچھ حیا باقی ہو ورنہ جب اعلیٰ درجہ کے فسق و فجور کی نوبت آجاتی ہے تو نہ خدا تعالیٰ کا خوف رہتا ہے نہ آدمیوں سے شرم اَللّٰهُمَّ لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ **تنبیہ** لوگوں کے مطلع ہونے کو مکروہ سمجھنا جب کسی دوسری مصلحت سے ہو تو علامت گناہ نہیں مثلاً مال کو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے کہ حفاظت

رہے مکان خریدنے کے ارادہ کو پوشیدہ رکھتا ہے کہ کوئی دوسرا خریدار پیدا نہ ہو جائے یا بطرز طالبعلانہ یوں کہیں کہ یہ خاتمہ نہیں صرف علامت ہے ۔

استفتا - یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہم اپنے نر کو جفتی کرنیکے لئے کرایہ پر دیں تو جائز ہے یا نہیں۔

جواب - ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے - (ترمذی)

استفتا - یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنا نر مادہ پر چھوڑ دیتے ہیں پھر مادہ کا مالک ہمکو کچھ نذرانہ اور تحفہ دیدیتا ہے یہ لینا جائز ہے یا نہیں۔ **جواب** - اس کو لے لینے کی اجازت ہے (ترمذی)

شرح بعض لوگ مختلف قسم کے قوی نر مثلاً گھوڑا اونٹ بیل وغیرہ پال لیتے ہیں لوگ عمدہ تخم لینے اور نسل بڑھانے کیلئے مالکوں سے اُجرت طے کرکے اپنی مادہ کو اُس نر پر چھوڑتے ہیں حضرت سید الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت فرمادی (کیونکہ یہ معاملہ فی الحقیقت اُس نطفہ غیر معلوم المقدار کی بیع ہے جو بائع کے اختیار وقبضہ میں نہیں ہی) پس اس قسم کی اُجرت مکروہ تحریمی ہوئی جب یہ مسئلہ معلوم ہوگیا تو سائل نے دوسری صورت عرض کی کہ بعض دفعہ محض رعایۃً بلاکسی معاوضہ مقرر کرنیکے نر اس کام کیلئے مستعار دیدیا جاتا ہے پھر اُسی وقت یا دوسرے موقعہ پر وہ لوگ بطور انعام کے نر کے مالکونکو کچھ نقد یا کوئی چیز دیدیتے ہیں اس طرح لینا جائز ہے یا نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسطرح لے لیا کرو جائز ہے۔ کیونکہ اسمیں کوئی عقد اور معاوضہ مقررہ نہیں بلکہ بطور هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۔ کچھ دیدیا جاتا ہے جو شریعت میں پسندیدہ ہے۔

استفتا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایئے کہ اگر میں دوبارہ حاضر ہوں اور آپ کو نہ پاؤں (یعنی اُس وقت تک آپ کی وفات ہو جائے) تو کیا کروں۔

جواب اگر مجکو نہ پاؤ تو ابوبکر رضؓ کے پاس جانا (بخاری و مسلم)

شرح اس عورت نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ باتیں دریافت کی تھیں آپ نے فرمایا کہ پھر آنا اس وقت تمکو جواب دیں گے (یا اس نے کسی چیز کا سوال کیا تھا اور آپ نے فرمایا کہ اس وقت موجود نہیں پھر آوگی تو دیں گے) غالباً یہ کسی دور جگہ رہتی تھی اور تھی عقلمند اس لئے یہ بھی دریافت کر لیا کہ اگر اتفاقاً آپ اسوقت تک اس عالم میں موجود نہ رہیں تو میری مقصد برآری کون کریگا آپ نے فرمایا کہ ابوبکر رضؓ جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے اقوال وافعال سے ابوبکر رضؓ کے خلیفہ اور جانشین ہونیکی

طرف اشارہ پایا جاتا ہے ایسے ہی اس حدیث سے بھی اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ ابو بکر رضہ آپ کے نائب اور قائم مقام ہونگے

روایتِ عجیبہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بدوی سے چند اونٹ قرض خریدے کہ قیمت فلاں وقت ادا کرینگے۔ علی رضی اللہ عنہ نے بدوی سے کہا کہ جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرلے کہ اگر میں آپ کی وفات کے بعد آؤں تو میری قیمت کون ادا کریگا اس نے جا کر عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ ابو بکر رضہ ادا کریگا بدوی نے جا کر علی رضہ سے خبر کی تو انھوں نے فرمایا کہ پھر جا کر دریافت کر کہ اگر ابو بکر رضہ کی وفات کے بعد آؤں تو قیمت کہاں سے پاؤں گا۔ اُسنے جا کر یہی سوال کیا تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر رضہ ادا کریگا۔ بدوی نے علی رضہ سے آکر بیان کیا تو آپنے فرمایا کہ اس مرتبہ جا کر پوچھ کہ عمر رضہ کی وفات کے بعد آؤں تو کون ادا کریگا اسکا جواب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیا کہ عثمان رضہ ادا کریگا بدوی نے آکر پھر علی رضہ سے خبر کی تو آپنے فرمایا کہ پھر جا اور عرض کر کہ اگر عثمان رضہ کی وفات کے بعد آؤں تو قیمت کون دیگا اُسنے حاضر ہو کر یہ پوچھا تو حضرت سرورِ عالم نے فرمایا کہ جب ابو بکر و عمر و عثمان مرجاویں تو اگر ہوسکے تو تو بھی مرجانا (یعنی جب ایسے ایسے حضرات دنیا سے اٹھ جاویں تو تیرے زندہ رہنے میں کیا فائدہ ہے تو بھی مرجانا۔ یا یہ کہ اتنی مدت تو کہاں زندہ رہیگا مرہی جائیگا۔ غرضکہ اس مرتبہ بار بار سوال کرنے کے سبب سے آپنے خفگی سے ایسا جواب دیا) رواہ اسمٰعیل فی معجمہ +

استفتا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں کون لوگ جائیں گے +

جواب نبی جنت میں جائیں گے۔ شہید جنت میں جائیں گے۔ چھوٹے بچے جنت میں جائیں گے اور زندہ گاڑی ہوئی لڑکیاں جنت میں جائیں گی (ابو داؤد)

شرح انبیا کے جنتی ہونے میں تو کچھ کلام ہی نہیں اور شہدا بھی حسب بشارت و وعدۂ خداوندی جنت میں جائیں گے۔ **صغیرسن** مرجانیوالے بچوں کی نسبت بعض علما کا یہ قول ہو کہ مومنین کے بچے جنت میں اور کافروں کے بچے دوزخ میں جائیں گے اور اکثر علما کا قول جو وسعتِ رحمت اور خدا تعالیٰ کے رحم و کرم کے زیادہ مناسب ہے یہ ہے کہ خواہ مومنین کے بچے ہوں یا کافروں کے سب جنت میں جائیں چنانچہ اس حدیث میں بھی کفر و ایمان کی تفصیل نہیں بلکہ عام طور سے چھوٹے بچوں کیلئے جنت میں داخل ہونیکی بشارت دیگئی ہے۔ امام ابو حنیفہ نے اس مسئلہ میں **توقف** فرمایا ہے یعنی مومن کا بچہ ہو یا کافر کا کسی کی نسبت یہ حکم قطعی طور سے نہیں دیسکتے کہ یہ جنتی ہے یا دوزخی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ کتب احادیث کی شروح میں یہ بحث مفصل موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ تمام علما نے اپنے قول کی تائید احادیث نبویہ سے کی ہے

لیکن امام ابوحنیفہؒ کا مسلک تمام احادیث کے موافق اور سب قوال سے بہتر اور نہایت رقیق ہے۔
زندہ گاڑی ہوئی لڑکیوں کی موت چونکہ نہایت قابل رحم و افسوس ہوتی ہے اور اکثر وہ صغیر سن ہی مار ڈالی جاتی ہیں اس لئے رحمت خداوندی نے اُن مظلوم و معصوموں کیلئے آخرت میں جنت کی بشارت دیدی۔
عرب میں دستور تھا کہ پیدا ہونے کے ساتھ ہی لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیا کرتے تھے اور اگر اتفاق سے کوئی لڑکی بچ بھی جاتی تو پھر موقع پاکر باپ اسکو زندہ درگور کر دیتا کیونکہ ان کو اپنی بیٹی کو کسی کی زوجہ بنانے اور کسی شخص کو اپنا داماد بنانے سے نہایت عار آتی تھی۔ دین اسلام نے متواتر احکام نازل فرماکر اس سخت اور پرظلم رسم کو بالکل مٹادیا اور بتلادیا کہ یہ باتیں قابل عار نہیں عار کے لائق دوسری باتیں ہیں جن کو خداتعالیٰ نے حرام فرمادیا ہے۔

سوال حجاج بن حجاج اسلمی

استفتا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی کونسی بات ہے جس سے دودھ پلانیوالے کا حق میرے ذمہ سے ادا ہو جائے **جواب** کوئی عمدہ غلام یا لونڈی (مرضعہ کو دیدو تو حق ادا ہو جائے)
(ترمذی و ابوداؤد و نسائی)

شرح مرضعہ یعنی دودھ پلانیوالی چونکہ نہایت ہی بڑی خدمت کرتی ہے گویا اپنا وہ خون بچہ کو پلاتی ہے جو قدرت رزاق مطلق سے دودھ بنگیا ہے لہذا اسکا حق بھی بہت بڑا ہے اور اہل عرب اس کا پورا لحاظ رکھتے تھے جب اُن کے بچوں کی شیر خواری کی مدت تمام ہو جاتی تو اُجرت مقررہ کے علاوہ کچھ انعام بھی ضرور دیتے اور مرضعہ کو خوش کر دیتے اور جس سے خود دودھ پیتے اس کا بھی ہمیشہ خیال رکھتے اور حق ادا کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ حضرت سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی مرضعہ کو چادر مبارک بچھا عزت سے بٹھلایا اور بہت کچھ دیا تھا (ملاحظہ ہو مرضعۃ الرسولؐ مؤلفہ احقر) استفتا پیش کرنیوالے صاحب نے اپنے بچہ کی مرضعہ کیلئے انعام وغیرہ کی نسبت سوال کیا تھا کہ کوئی ایسی چیز ارشاد فرمایئے جس سے بچہ کی مرضعہ کا حق پوری طرح ادا ہو جائے (اور ظاہر الفاظ حدیث کی تائید سے یہ بھی قوی احتمال ہے کہ خود اپنی مرضعہ کی نسبت سوال کیا ہو کہ کونسی خدمت ایسی ہے جس سے اسکا شکریہ احسان کامل ادا ہو جائے) آپ نے ایک نہایت مناسب خدمت بیان فرمادی یعنی کوئی اچھا غلام یا لونڈی دیدو تاکہ جو آرام و خدمت تمکو اس سے حاصل ہوا تھا اسکو بھی حاصل ہو جائے۔ آپ کے ارشاد سے یہ مقصود نہیں کہ بس ایک دفعہ غلام دیکر پھر کبھی کچھ خدمت نکرنا بلکہ یہ مدعا ہے کہ ادائے حق کیلئے یہ خدمت کافی ہے گو جس قدر زیادہ خدمت

خدمت ہو سکے بہتر ہے ؛

استفتا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک میرے چچا کا بیٹا ہے جب میں اس کے پاس جاکر کچھ مانگتا ہوں تو نہ مجکو کچھ دیتا ہے اور نہ صلہ رحمی کرتا ہے (اور جب اسکی بدسلوکی اور نامہربانی دیکھکر میں قسم کھالیتا ہوں کہ اب ہرگز کبھی نہ اس کو کچھ دونگا اور نہ صلہ رحمی کرونگا تو) پھر وہ میرے پاس آکر کچھ مانگتا ہے ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے۔ **جواب** جو امر خیر و بہتر ہے اُسے کرو (یعنی اُس کے سوال کو پورا کرو اور صلہ رحمی کرو) اور اپنی قسم کا کفارہ دیدو (نسائی و ابن ماجہ)

سوال بحضرت مالک بن فضلہ

شرح ایسے بے مروّت عزیز و قریب سے اول تو طبعًا احسان و مروت کرنیکو دل نہیں چاہتا دوسرے بڑی دشواری یہ تھی کہ قسم کھالینے کی وجہ سے مجبور تھا لیکن جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی اعلیٰ درجہ کے خلق و مروّت کا حکم فرمایا جس کا ارشاد خداتعالیٰ نے بایں الفاظ فرمایا ہے کہ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَۃَ اور جو اسلامی خصوصیت ہے کہ تم اس کی سنگدلی اور بے اعتنائی کی سزا نہ دو بلکہ برائی کی عوض نیکی اور بھلائی کرو اور اس کی ہمدردی و امداد سے دریغ نکرو اور قسم توڑنے کی اجازت دیکر قسم کی مجبوری کو رفع فرمادیا کہ قسم توڑکر اُسکا کفارہ اداکردو لیکن قسم کو پوراکرنے سے بہتر اور اولیٰ جو کام ہے (یعنی صلہ رحمی و مروت) اُسکو نہ چھوڑو۔ یہی حکم دوسرے مواقع میں بھی فرمایا گیا ہے کہ جب کسی بات پر قسم کھائی ہو اور قسم کے خلاف کرنے سے دینی بھلائی ہو تو قسم کو توڑ ڈالو یعنی اس کے خلاف بہتر کام کرلو اور قسم کا کفارہ اداکردو **کفّارہٗ** قسم یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کردے یا دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلادے یا دس مساکین کو کپڑے پہنا دے ان تینوں چیزوں میں سے جسکو چاہے اداکردے اگر ان میں سے کسی کو بھی اداکرنے کا مقدور نہیں رکھتا تو تین دن متواتر روزہ رکھے **مسائل**۔ ا کھانا ایسا ہونا چاہئے جو عمومًا متوسط درجہ کے لوگ کھاتے ہوں مثلًا روٹی مع سالن شوربہ وغیرہ (اگرچہ نان گندم کے ہمراہ سالن دینا ضروری نہیں) ۲ جن مساکین کو صبح کو کھلایا تھا اُنہیں کو دوسرے وقت کھلائے اگر دوسروں کو کھلاویگا تو کفارہ ادا نہ ہوگا ۳ کھانا دینے میں یہ جائز نہیں کہ پکا ہوا کھانا ہر شخص کی خوراک کے موافق دس مساکین کو دونوں وقت دیدے بلکہ وہیں بٹھلاکر کھلادے جس قدر کھانا چاہیں کھالیں خواہ زیادہ خوراک والے ہوں یا کم ۴ اگر غلہ دینا ہو تو ہر مسکین کو نصف صاع گندم دیدے۔ ۵ اگر ایک ہی مسکین کو دس روز تک ہر دو وقت کھانا کھلادیا تب بھی کفارہ ادا ہوجائیگا ۶ اگر ایک ہی مسکین کو دس روز تک نصف

صاع (بوزن انگریزی پونے دو سیر اور احتیاطاً پورے دو سیر) گندم دیتا رہے تب بھی درست ہے
۷ اگر اسی قدر غلہ کی قیمت دس مساکین پر تقسیم کر دے تب بھی جائز ہے۔ ۸ کپڑے اگر دینا چاہے تو
ہر مسکین کو ایک پاجامہ اور کرتا یا پاجامہ اور چادر یا تہمت و کرتا دیدے۔ ۹ نیا کپڑا ہونا ضروری
نہیں بلکہ ایسا ہونا چاہئے جس کو عموماً کم از کم تین مہینے پہن سکے ۱۰ روزہ میں یہ شرط ہے کہ متواتر یکے
بعد دیگرے متصل رکھے ۱۱ اگر مرض یا حیض وغیرہ کی وجہ سے درمیان میں ناغہ ہو جائے تو از سر نو رکھنے
پڑینگے (مفصل حالات و مسائل کفارہ و قسم کے احقر نے رسالہ مفید الحالفین عرف قسم نامہ میں لکھے ہیں)

سوال نمبر ۱۶۳ عن عبداللہ بن مسعود رض

استفتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑا گناہ کون ہے اور اس کے بعد کونسا پھر کونسا۔

جواب (سب سے بڑا گناہ) یہ ہے کہ خدا کیلئے کوئی مثل اور مقابل ٹھیرلے حالانکہ خدا تعالیٰ نے تجھ پر یہ احسان
کیا کہ تجھکو پیدا کیا۔ پھر یہ کہ اپنے بچے کو مار ڈالے اس خوف سے کہ وہ تیرے ساتھ کھائیگا۔ پھر یہ کہ اپنے
ہمسایہ کی زوجہ (کو راضی کر کے اُس) سے زنا کرے (بخاری و مسلم)

شرح سب سے بڑا جرم کفر و شرک ہے کیونکہ یہ اپنے اصلی منعم و محسن کا بالکل انکار ہے یا اُس کی ساتھ
ایسی چیزوں کو شریک بنانا ہے جو خود اُسی کے مخلوق ہیں اور اُس ذات عالی سے کچھ بھی مماثلت و مشابہت
نہیں رکھتے۔ اسلام سے پہلے اہل عرب لڑکیوں کے پیدا ہونیکو نہایت منحوس سمجھتے تھے اور اس عار کے
اندیشہ سے کہ اُن کی وجہ سے کوئی شخص ہمارا داماد بنیگا اُن کو زندہ در گور کر دیتے تھے۔ اور بعض لوگ اس اندیشہ
سے بھی اولاد کو مار ڈالتے تھے کہ ان کی وجہ سے خرچ بڑھیگا۔ خورد و نوش میں ہماری شریک ہونگی اسلام نے ان سب
طریقوں کو ناجائز و حرام کر دیا۔ اگرچہ اولاد کا مار ڈالنا مطلقاً حرام ہے خواہ کسی وجہ سے ہو لیکن چونکہ عموماً لڑکے
فقر و فاقہ کے خوف سے مارے جاتے تھے اُسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ذکر فرمادیا جیساکہ قرآنمجید میں بھی
یہی فرمایا گیا ہو کہ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً
كَبِيْرًا ۱۵ یعنی فقر و فاقہ کے خوف سے اولاد کو نہ مارو ہم تمکو بھی رزق دینگے اُن کو بھی (ایک کا رزق دوسرا
نہیں چھین سکتا) تحقیق ان کا مار ڈالنا بہت بڑی خطا ہے زنا اگرچہ فی نفسہ بھی بہت بڑا گناہ اور اعلیٰ
درجہ کے کبیرہ گناہوں میں سے ہے لیکن ہمسایہ جو ہر طرح رعایت و حفاظت کا مستحق ہو اسکی زوجہ سے شناسائی
پیدا کر کے روسیاہ ہونا اور بھی زیادہ خباثت و فسق ہے زنا بھی ہوا اور ہمسایہ کو ایذا بھی شدید پہنچی ؂

سوال نمبر ۱۶۴ عن ام سلمہ رض

استفتا یا رسول اللہ صلی اللہ کیا عورت بلا تہمت صرف کرتے اور اوڑھنی میں نماز ادا کر سکتی ہے ؂

جواب ہاں ادا کر سکتی ہے بشرطیکہ کرتہ اتنا نیچا ہو کہ قدموں کی پشت کو ڈھانپ لیوے (ابو داؤد)

شرح عورت کیلئے چہرہ اور پہنچے تک دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے سوا تمام بدن کو چھپا کر نماز پڑھنا ضروری ہے کرتے اور تہمت وغیرہ کی خصوصیت نہیں پس اگر ایک کرتا ہی اتنا بڑا نیچا ہو کہ پاؤں پر لٹکتا رہے اور سر پر خمار رہے جس سے گردن اور بال اور کان سب چھپے رہیں تو بلا شبہ نماز ادا ہو جائیگی گو نیچے پاجامہ یا تہمت نہ ہو۔ دونوں قدموں کا چھپانا اگرچہ واجب و فرض نہ تھا لیکن کرتے کے اسقدر نیچا ہونے کی تاکید اس لئے فرمائی کہ اگر اونچا ہوگا اور کھڑے ہونیکی حالت میں قدموں کو نہ چھپائیگا تو سجدہ وغیرہ میں پنڈلی کھل جائیگی جس سے نماز فاسد ہوگی **فائدہ** عورت کے قدموں کی نسبت بعض فقہائے حنفیہ کہتے ہیں کہ اُن کا چھپانا فرض نہیں صاحب ہدایہ وغیرہ نے اسی قول کو صحیح فرمایا ہے بعض فرماتے ہیں کہ چھپانا فرض ہے (مولانا عبدالحئیؒ لکھنوی اسی کو ترجیح دیتے ہیں) امام طحاوی وغیرہ کا یہ ارشاد ہے کہ نماز میں چھپانا فرض ہے نماز سے باہر فرض نہیں ؛

استفتا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہاں موجود نہیں تھا میرے پیچھے میری والدہ کا انتقال ہوگیا اور ان کو کچھ بولنے کی نوبت نہیں آئی اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ کلام کرنے کا موقع پاتی تو ضرور صدقہ کرتی اب اگر میں اُن کی طرف سے کچھ صدقہ دوں تو اُن کو کچھ نفع دیگا یا نہیں ؛ سوال از ابن عباس رضؓ

جواب ہاں اگر تم ان کی طرف سے صدقہ کروگے تو ان کو نفع ہوگا (بخاری شریف)

استفتا یا فخر عالم میری والدہ ام سعد کا انتقال ہوگیا اب ان کی طرف سے کونسا صدقہ بہتر و مناسب ہے

جواب پانی کا صدقہ افضل ہے (ابو داؤد)

شرح حضرت سعد بن عبادہ رضؓ انصار میں قبیلۂ خزرج کے سردار اور بڑے رئیس اور مشہور صحابہ اور مقدم الاسلام لوگوں میں تھے ۱۵ھ ہجری میں ملک شام میں وفات ہوئی غسل خانہ میں مردہ پائے گئے تمام بدن سبز ہوگیا تھا مشہور ہوگیا تھا کہ ان کو جنات نے مار ڈالا ہے ان کی والدہ صاحبہ کا نام عمرہ بنت مسعود تھا یہ جناب سرور عالم سے بیعت ہو چکی تھیں ۵ھ ہجری میں جب آپ غزوۂ دومۃ الجندل[ع] کے لئے تشریف لیگئے تو حضرت سعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چلے گئے ان کے پیچھے مدینہ منورہ میں یہ بیمار ہوئیں۔ لوگوں نے کہا کہ کچھ صدقہ خیرات کردو انہوں نے فرمایا (اور صحیح فرمایا) کہ مال جو کچھ ہے سوال سعد بن عبادہ انصاری سردار قبیلہ خزرج رضؓ

عسہ ملک شام کے قریب ایک شہر کا نام ہے ۱۲ منہ

وہ سعد کا ہے (ان کی عدم موجودگی میں کیسے صدقہ کروں) اس کے بعد ان کو بولنے کی طاقت نہ رہی اور انتقال ہوگیا جب دومۃ الجندل سے واپس ہوکر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مع سعد بن عبادہؓ و دیگر ہمراہیان مدینہ میں تشریف لائے تو اُن کے انتقال کا حال معلوم ہوا آپ نے ان کی قبر پر کھڑے ہوکر دعا فرمائی۔ اور حضرت سعد رضؓ نے ان کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اب انکی طرف صدقہ کرنے میں نفع ہے یا نہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ نفع ہے تب حضرت سعدؓ نے اپنا ایک باغ ان کی طرف سے صدقہ کر دیا اور اسی سوال کے وقت یا کسی دوسرے موقع پر وہی حال وفات والدہ ذکر کر کے عرض کیا کہ بہتر و مناسب صدقہ کیا ہے چونکہ عرب میں پانی کی قلت تھی شیریں پانی مدینہ میں کمیاب تھا اس لئے آپ نے فرمایا کہ بہتر صدقہ پانی کا ہے سعد رضؓ نے اُنکی طرف سے ایک کنواں بنوا دیا اور کہا کہ یہ ام سعد کیلئے ہے یعنی اس کا اجر و ثواب ان کو پہنچتا رہے **حضرت** سعد رضؓ کے استفتا و سوال و جواب سے چند امور معلوم ہوئے **اول** میت کی طرف سے صدقات و خیرات کرنے سے اسکو ثواب پہنچتا ہے **۲** بہتر و افضل صدقہ وہ ہے جسکی زیادہ ضرورت ہو اور نفع عام ہو **۳** امور خیر اور صدقات و خیرات میں اپنے مقتدا اور بزرگوں سے مشورہ لینا بہتر ہے **۴** بعض ضرورتوں کی وجہ سے صدقہ کو ظاہر کر دینے میں کچھ مضائقہ نہیں ہر جگہ پوشیدہ کر کے صدقہ کرنا ضروری نہیں **۵** والدین کے انتقال کے بعد انکی طرف سے امور خیر کر کے ان کو ثواب پہنچانا نہایت پسندیدہ ہے **۶** والدین کی زندگی میں ان سے اجازت لیکر جہاد و سفر میں جانا جائز ہے۔

استفتا یا رسول اللہؐ اگر کوئی شخص خدا کی راہ میں جہاد کا ارادہ کرے اور اُسے اُسمیں دنیا کا فائدہ مقصود ہے تو اسکو ثواب ہوگا یا نہیں۔ **الجواب** اسکو کچھ اجر نہیں ملے گا (ابوداؤد)

شرح اگر صرف دنیاوی فائدہ مثلاً شہرت عزت یا اجرت یا مال غنیمت مقصود ہے تو اُس شخص کو جہاد کا ثواب کچھ بھی نہیں ملیگا۔ کیونکہ اُس نے نیت ثواب اور رضائے خداوندی کے لئے جہاد نہیں کیا۔ اور اگر رضائے مولی اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کرتا ہے لیکن مال وغیرہ کا خیال اور طمع بھی ساتھ لگی ہوئی ہے تو ثواب حاصل ہوگا لیکن ان لوگوں سے بہت کم اور ناقص جو محض لوجہ اللہ بلا کسی غرض کے جہاد کرتے ہیں۔

استفتا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم

بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ یعنی امن صرف انھیں لوگوں کیلئے ہے اور ہدایت پر صرف وہی لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کو کسی ظلم (گناہ) سے نہیں ملایا۔ بھلا ہم میں ایسا کون ہے جس سے کوئی ظلم (گناہ) سرزد ہی نہو۔

جواب جیسا تم گمان کرتے ہو ایسا نہیں (یعنی اس آیت میں ظلم سے مراد مطلق گناہ نہیں) بلکہ وہ ایسا ہے جیسا لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا تھا کہ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ (اے بیٹے خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا تحقیق شرک بہت بڑا ظلم ہے یعنی اس آیت میں بھی ظلم سے شرک ہی مراد ہے جیسا لقمان علیہ السلام نے شرک کو ظلم فرمایا ہے) (بخاری و مسلم)

شرح چونکہ ظلم عام ہے شرک کو بھی ظلم کہہ سکتے ہیں اور دوسرے معاصی کو بھی اسلئے صحابہ کو نہایت دشوار معلوم ہوا اور گھبرا گئے کہ امن و ہدایت جب صرف انھیں لوگوں کا حصہ ہے جو کسی قسم کی معصیت کے مرتکب نہ ہوں تو شاید ہی کوئی امن پانیوالا ہو کیونکہ کوئی نہ کوئی گناہ ہر شخص سے ہو ہی جاتا ہے۔ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشفی فرمادی کہ یہاں مطلق ظلم نہیں مراد ہے جیسا کہ تم لوگوں نے خیال کیا ہے بلکہ ظلم کی ایک خاص فرد اور وہ ظلم مقید مراد ہے جو لقمان علیہ السلام کے قول میں مذکور ہے یعنی شرک **حاصل** جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ہدایت اور امن والے وہی لوگ ہیں جو ایمان لائیں اور ایمان کو ظلم عظیم یعنی شرک کی آمیزش سے پاک رکھیں یہ مقصود نہیں کہ کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ سرزد ہی نہو۔ **فائدہ** یہ امر تو ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہو گیا کہ ظلم سے اس آیت میں شرک مراد ہے اور یہ بات بلاچون وچرا مسلم اور نہایت حق ہے لیکن قرینہ اور وجہ شرک مراد ہونے کی کلام نبوی علیہ السلام سے معلوم نہیں ہوئی ہاں علماء و شارحان حدیث نے فرمادیا ہے کہ لشرک میں تنوین کو تحقیر و تنکیر کے لئے سمجھ کر صحابہ نے شبہ پیش کیا تھا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنوین کو تعظیم کیلئے قرار دیا اور ظلم عظیم کی تعیین دوسری آیت سے فرمادی حضرات علما کی وجہ نہایت درست وصحیح ہے لیکن اسمیں ذرا یہ شبہ ہوتا ہے کہ صحابہ باوجود اہل لسان ہونے اور کلام باری کے اعلیٰ ماہر ہونے کے خلاف مقصود سمجھے۔ دوسرے یہ کہ تنوین کو تعظیم کیلئے لینا اس موقع میں کسی قدر اسلوب کلام کے مناسب اور ذوق سلیم کے موافق نہیں۔ البتہ احقر مولف کے استاذ الاستاذ

حضرت قطب العالم مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو ایک بسیط تقریر میں اس موقع پر ظلم سے شرک مراد ہونیکی وجہ تحریر فرمائی ہے اُس میں کوئی شبہ نہیں رہتا اور اہل علم کی روح وجد میں آجاتی ہے اور قلب مطمئن ہوجاتا ہے خلاصہ توجیہ حضرت ممدوح کا یہ ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ لبس سے یہ سمجھا کہ یہاں شرک مراد ہے کیونکہ دوسرے معاصی میں اور ایمان میں لبس ممکن نہیں لبس و خلط اُسی وقت ہوسکتا ہے کہ ایمان اور ظلم کا ظرف متحد ہو۔ دوسرے معاصی جو افراد ظلم ہیں چونکہ افعال جوارح ہوتے ہیں امور قلبیہ نہیں اس لئے ایمان کے ساتھ اُن کا لبس صادق نہیں آتا گو معیت و اجتماع ہوسکتا ہے ہاں شرک کا ظرف بھی چونکہ قلب ہے اُس میں اور ایمان میں لبس ہوسکتا ہے صحابہؓ نے لفظ لم یلبسوا پر خاص طور سے غور نہیں کیا تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو وحی و کلام الٰہی کے مطالب صحیح اور واقف رموز خفی و جلی تھے آپ کی نظر سے یہ نکتہ مخفی نہ رہا اور فہم مقصود میں دشواری نہ ہوئی **آیت** کی تفسیر میں یہ بھی اقوال ہیں کہ یہ حکم خاص مہاجرین کے لئے ہے۔ یا لم یلبسوا سے لم ینافقوا مراد ہے یا مرتد ہوجانا اور ایمان کو کھودینا مراد ہے لیکن ان کو ہمارے نقل کردہ استفتا سے علاقہ نہ تھا اس لئے چھوڑ دیئے گئے۔

سوال نمبر ۲ کی حدیث عبداللہ بن عمروؓ

استفتا مجکو یہ قاعدہ معلوم نہیں تھا کہ سر منڈانا ذبح کرنے کے بعد ہوتا ہے میں نے ذبح کرنے سے پہلے ہی سر منڈالیا اب میرے لئے کیا حکم ہے **جواب** اب ذبح کرلو اور اس بے ترتیبی سے تمکو کچھہ گناہ نہیں ہوا (بخاری)

استفتا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سے واقف نہ تھا کہ پہلے رمی کرتے ہیں اُسکے بعد ذبح کرتے ہیں میں نے رمی سے پہلے ہی ذبح کردیا پس میرے لئے کیا ارشاد ہے **جواب** اب رمی کرلو اور (ناواقفیت کی وجہ سے خلاف ترتیب کرنے سے) تمکو کچھ گناہ نہیں ہوا (بخاری شریف)

شرح ان دونوں سوالوں کے سائلوں کا نام بڑے بڑے علماء کو باوجود تحقیق و تلاش کے معلوم نہیں ہوا مگر اسقدر معلوم ہے کہ یہ جنگل کے رہنے والے لوگ تھے چار طرف سے آتے تھے اور سوالات کرتے تھے آپ سب کے جواب عطا فرماتے تھے یہ اُس حج کا واقعہ ہے جو آپ نے اخیر عمر شریف میں ۹ سنہ ہجری میں فرمایا تھا جسمیں بموجب بعض روایات ایک لاکھہ تیس ہزار آدمی مرد و عورت حج کیلئے آپ کے ہمراہ تھے سب کی نظر آپ پر تھی جو کچھ آپ فرماتے تھے اُسپر بلا شبہ عمل کرتے تھے اور جب کوئی بات پیش آتی تھی آپ سے

دریافت کرتے تھے سبحان اللہ کیا اچھا زمانہ تھا اس موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرفات اور مزدلفہ سے واپس ہونیکے بعد ناقہ پر سوار ہو کر رمی جمرہ کر رہے تھے (یعنی جمرہ پر کنکریاں مار رہے تھے) اس حالت میں بہت سے لوگوں نے استفتا کرکے جواب حاصل کیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ عالم اور مفتی اگر کسی عبادت میں مشغول ہو یا کہیں راستہ میں کھڑا ہو تو ضروری مسئلہ دریافت کرلینے اور جواب دیدینے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور ایک عمدہ مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ جمعہ اور عیدین وغیرہ تعطیل کے دن میں علم کا شغل منع نہیں کیونکہ سوال و جواب عید ہی کے دن واقع ہوئے تھے منجملہ افعال حج کے دسویں تاریخ ذی الحجہ کو یہ چار چیزیں بھی ضروری ہیں اول مقام منیٰ میں جمرہ عقبہ کی رمی کرنا اس کے بعد اونٹ یا دنبہ وغیرہ ذبح کرنا اس کے بعد سر منڈانا یا کسی قدر بال کتروانا اس کے بعد مکہ معظمہ میں جاکر خانہ کعبہ کا طواف کرنا اگر لاعلمی اور ناواقفیت سے ترتیب بدل جائے جو چیزیں پہلے ادا کرنی تھی انکو پیچھے کردے اور جو پیچھے ہونی لازم تھی ان کو پہلے کردے تو کچھ گناہ نہیں ہوتا جیسا کہ آپ نے استفتا کے جواب میں صاف فرما دیا لیکن اس بے ترتیبی کا جبر نقصان کرنیکے لئے دم واجب ہوگا یعنی بکری وغیرہ ذبح کرنی پڑیگی چنانچہ ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ جو شخص امور حج کے افعال میں سے کسی کو آگے پیچھے کردے اسکو خون بہانا (یعنی قربانی کرنا) چاہئے البتہ اگر قصداً اس ترتیب کا خلاف کریگا تو ذبیحہ واجب ہونیکے علاوہ گناہ بھی ہوگا۔

استفتا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خادم کی خطا ہر روز کتنے مرتبہ معاف کرتا رہوں۔

جواب ہر روز ستر مرتبہ معاف کیا کرو (ترمذی)

شرح چونکہ معاف کرنا ہر دفعہ بہتر اور پسندیدہ ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سوال کو سنکر خاموش ہو رہے لیکن جب سائل نے دو تین مرتبہ یہی عرض کیا تو فرمایا کہ ستر مرتبہ معاف کرو یعنی بہت دفعہ نہایت کثرت سے معاف کیا کرو جسقدر زیادہ معاف کروگے اسیقدر اچھا ہے بعض روایات کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل نے آپکا حال دریافت کیا تھا کہ آپ کتنی مرتبہ معاف فرماتے ہیں آپنے فرمایا کہ ستر مرتبہ یہ روایت ترمذی اور تاریخ بخاری میں عبد اللہ بن عمرو کے ذریعہ سے مروی ہے اور ابو داؤد وغیرہ میں عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت سے مروی ہے

استفتا اے رحمۃ للعالمین کیا ہم لوگوں کو چوپاؤں[1] کی خدمتیں (مثلاً کھانا پانی دینے میں) بھی ثواب

---

[1] روایت میں لفظ بہائم مذکور ہے خاص چار پایہ حیوانات کو بھی بہائم کہتے ہیں اور تمام جاندار چیزوں کو بھی کہتے ہیں ۱۲

حاصل ہوتا ہے **جواب** ہر ایک تر جگر رکھنے والی (یعنی جاندار) چیز کے احسان وسلوک میں اجر و ثواب ہے (بخاری)

شرح حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا کہ زمانۂ سابق میں ایک شخص مکہ معظمہ کے راستہ میں میدان میں چلا جا رہا تھا جب نہایت سخت پیاس لگی تو ایک کنویں کے اندر اتر کر پانی پیکر سیراب ہوا باہر نکل کر دیکھتا ہے کہ ایک کتا شدت تشنگی سے زبان نکالے ہوئے کنویں کے گرد کی تر مٹی کو چاٹ رہا ہے نیچے جاکر پانی نہیں پی سکتا وہ شخص یہ خیال کرکے کہ پیاس کی تکلیف سے جو کچھ مصیبت مجھپر پڑ رہی تھی اُسمیں یہ بھی مبتلا ہے۔ کنویں میں اترا اور چونکہ اور کوئی برتن موجود نہ تھا اپنے موزہ میں پانی بھر کر اس کو منہ میں پکڑ کر اوپر چڑھا (کیونکہ کنویں میں دونوں ہاتھ لگا کر بمشکل چڑھنا اُترنا ہوتا تھا) اور کتے کو پانی پلاکر سیراب کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے اس عمل خیر کو مقبول فرماکر اُسکی مغفرت فرمادی اور جنت میں داخل فرما دیا۔ اس قصہ کو سُنکر صحابہ رضؓ نے عرض کیا کہ یا حضرت کیا ایسے حیوانات کی خدمت بھی موجب ثواب ہے آپنے فرمایا کہ انھیں پر کیا موقوف ہے تمام ذی روح اور جاندار چیزوں کی راحت رسانی میں اجر حاصل ہوتا ہے لیکن یہ ارشاد انھیں جانوروں کی نسبت ہے جو موذی نہیں اور شریعت میں ان کے مار ڈالنے کا حکم نہیں جو جانور موذی ہیں اور شریعت میں ان کے مار ڈالنے کا حکم ہے جیسے سانپ بچھو چوہا وغیرہ انکی نسبت یہ ارشاد نہیں بلکہ انکو اسی طرح مار ڈالنا چاہیے کہ سخت ایذا نہ ہو۔

استفتا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دونوں کو راستہ میں نماز کا وقت ہو گیا اور پانی نہیں تھا ہم نے تیمم کرکے نماز پڑھ لی پھر پانی مل گیا اور نماز کا وقت باقی تھا۔ ہم میں سے ایک نے وضو کرکے دوبارہ نماز پڑھ لی اور ایک (اُسی پہلی نماز کو کافی سمجھا) اور دوبارہ نماز نہ پڑھی ارشاد فرمایئے کہ کس کا فعل درست ہوا

جواب جس نے نماز نہیں لوٹائی اُس نے قاعدہ اور طریقۂ شریعت کو پالیا اور نماز کافی ہو گئی۔ اور جس نے دوبارہ نماز پڑھی اسکو دو دفعہ اجر ہوا (ابو داؤد دارمی نسائی)

شرح۔ تیمم سے نماز پڑھنے کے بعد اگر پانی میسر ہو گیا اور نماز کا وقت باقی ہے تو قاعدہ یہ ہے کہ پہلی نماز کافی ہے دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں اس لئے آپ نے ایک صحابی کی نسبت فرمایا کہ تم نے اصل قاعدۂ شرعیہ پر عمل کیا۔ دوسرے صاحب نے جو دوبارہ نماز پڑھی وہ نفل ہو گئی اس لئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمکو دو مرتبہ اجر حاصل ہوا ایک فرض کا ثواب اور ایک نفل نماز کا لیکن جب قوی امید ہو کہ نماز کا عمدہ اور بہتر وقت ختم ہونے سے پہلے پانی میسر ہو جائیگا تو بہتر اور پسندیدہ یہ ہے کہ اول وقت پر تیمم سے نماز

نہ پڑھے بلکہ اسوقت تک انتظار کرے اگر پھر بھی نہ ملے تو تیمم کرکے نماز ادا کرلے۔ اگر تیمم سے نماز پڑھنے کیحالت میں پانی میسر ہوگیا (مثلاً ملازم پانی لے آیا۔ یا کوئی پانی فروخت کرنے والا آگیا) تو نماز کو توڑ دے اور وضو کرکے از سر نو نماز پڑھے اگر کوئی شخص پانی فروخت کرنیوالا آجائے اور خریدنے کی طاقت ہو تو تیمم درست نہیں خرید کر وضو کرے اگر حد سے زیادہ گراں قیمت کو پانی ملتا ہو تو خریدنا واجب نہیں جنگل میں اگر اسباب میں پانی موجود تھا مگر اس کا خیال نہ رہا تیمم کرکے نماز ادا کرلینے کے بعد یاد آیا تو نماز ادا ہوگئی دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں اور اگر آبادی اور بستی میں ایسا موقعہ پیش آوے تو لوٹانا ضرور ہے (تیمم کے آسان اور کار آمد مسائل رسالہ طہور المسلمین میں ملاحظہ فرمائیے)۔

سوال حضرت سعد رض

استفتا۔ میری والدہ کے ذمہ پر ایک نذر تھی اسکو پورا کرنے سے پہلے ان کا انتقال ہوگیا کیا میں انکی طرف سے اس نذر کو پورا کرسکتا ہوں؟ **جواب** ادا کردو (بخاری وغیرہ بہ اختلاف الفاظ)

شرح اسمیں اختلاف ہے کہ سعد رض کی والدہ صاحبہ نے کس بات کی نذر کی تھی غلام آزاد کرنے کی یا روزوں کی یا مطلق نیت بلا کسی قید کے۔ مگر یہ معلوم ہوگیا کہ میت کی طرف سے اُس کے وارث اگر نذر کو پورا کردیں تو صحیح ہے مفصّل ذکر میت کے حج و نذر کا سابقاً گذر چکا ہے۔

سوال سفیان بن عبد اللہ ساکن طائف رضی اللہ عنہ

استفتا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھکو اسلام میں کوئی ایسی جامع اور عمدہ بات بتلا دیجئے کہ آپ کے بعد پھر کسی سے دریافت کرنے کی ضرورت نہو۔ **جواب** اٰمنت باللہ کہو اور پھر اسی پر مستقیم رہو (مسلم ترمذی نسائی ابن ماجہ)

شرح یہ جامع اور پر معنی قول حضرت افصح العرب والعجم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کے اس ارشاد سے لیا ہے[۱] اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا[۲] فی الحقیقت ان چند الفاظ میں ایمان و اسلام کی تمام ضروریات کو جمع فرما دیا ہے کیونکہ ایمان و توحید خداوندی کا اعتقاد واقرار اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ سے سمجھا گیا اور باقی جس[۳] قدر ضروریات اسلام ہیں وہ سب استقامت

[۱] ترمذی میں قل ربی اللہ ثم استقم ہے ۱۲ [۲] یعنی جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے پھر اسی پر ثابت قدم رہے اُن کے پاس (موت کے وقت یا قبر میں) فرشتے آکر کہتے ہیں کہ کچھ خوف و رنج نہ کرنا ہم تمھارے ہر طرح مددگار ہیں ۱۲ [۳] ایمان بر انبیا و ملائکہ وغیرہ فی الحقیقت ایمان باللہ کے تحت میں داخل ہے اور استقامت میں بھی داخل ہوسکتا ہے ۱۲

کے لئے ضروری ہیں مستقیم رہنا جب ہی صحیح ہو سکتا ہے کہ سرِ مو جادۂ شریعت سے انحراف نہو اور کسی ارشاد کی تعمیل میں تقصیر نہ ہو۔ یہ بہت ہی بڑا درجہ اور نہایت دشوار امر ہے جسکی اللہ تعالیٰ خاص اعانت فرمادے اُسی کو نصیب ہو سکتا ہے۔ [1]

استفتا لے جناب سیّد عالم مرے ہوئے جانور کا چمڑا پاک ہے یا ناپاک اور اُس کا استعمال جائز ہے یا نہیں۔ **جواب** دباغت دینے سے پاک ہو جاتا ہے (مسلم ولنسائی باختلاف)

شرح جو حلال جانور ذبح کرلئے جائیں ان کا چمڑا تو خود ہی پاک ہے لیکن جو حلال جانور ذبح نہ کئے گئے ہوں بلکہ کسی طرح مرگئے یا مار ڈالے گئے ان کا چمڑا دباغت دینے سے پاک ہو جاتا ہے اسی طرح خنزیر کے سوا تمام مردار جانوروں کا چمڑا بھی دباغت سے پاک ہو جاتا ہے **دباغت** اُن تمام چیزوں سے جائز ہے جن سے چمڑے کی رطوبت وغیرہ خشک ہو کر چمڑا صاف ہو کر سڑنے گلنے سے محفوظ ہو جائے جیسے پھٹکڑی اور ببول کی چھال انار کا پوست اور مازو وغیرہ۔ دھوپ میں خشک کر لینے سے بھی دباغت ہو جاتی ہے اور صحیح یہی ہے کہ پھر پانی وغیرہ میں تر ہونے سے نجس نہیں ہو جاتا۔ انسان کے بال دانت ہڈی جلد وغیرہ کو استعمال میں لانا حرام ہے اور اس کی جلد دباغت سے پاک نہیں ہوتی[2]:۔

استفتا بعض دفعہ کسی شدید ضرورت سے) ہم لوگ گھر میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور پھر مسجد میں آکر دیکھتے ہیں کہ نماز باجماعت شروع ہوئی ہے اُس میں بھی شریک ہو جاتے ہیں لیکن دل میں شبہ رہتا ہے کہ معلوم نہیں اس طرح شریک ہونا درست ہے یا نہیں:۔

جواب شریک ہو جانا چاہئے اور کچھ شبہ دل میں نہ لانا چاہئے کیونکہ اس صورت میں شریک ہونے والیکو جماعت کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے (ابوداؤد)

---

[1] حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہو کر عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ سورۂ ہود اور اسی قسم کی دوسری سورتوں نے مجھ کو بوڑھا کر دیا۔ غالباً پہلی امتوں کے عذاب و تباہی کے حالات جو ان سورتوں میں مذکور ہیں ان کے غم اور اپنی امت کے حال کے خوف سے آپ بوڑھے ہو گئے ہوں گے آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ سورۂ ہود کی اس آیت نے مجھ کو بوڑھا کر دیا کہ فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَن تَابَ مَعَكَ (یعنی آپکو جس طرح حکم کیا گیا ہے اسی پوری طرح مستقیم رہیں اور آپ کے ساتھ ایمان لانیوالے یعنی امتی بھی) آپ کا ثابت قدم رہنا کچھ دشوار نہ تھا لیکن آپکو امت ضعیفہ کا فکر و غم ہوا کہ یہ لوگ کیسے مستقیم رہیں گے ۱۲

[2] دباغت وغیرہ کے بعض مسائل ص۳۳ و ص۳۴ پر ملاحظہ ہوں ۱۲

شرح دوبارہ جو نماز پڑھی یہ نفل شمار ہوگی اس کا بھی ثواب ہوگا اور اتنا اجر حاصل ہوگا کہ گویا فرض باجماعت ادا کئے ہیں لیکن دوسری احادیث واقوال صحابہ رضؓ سے معلوم ہوگیا ہے کہ یہ حکم صرف ظہر اور عشا کے لئے ہے۔ فجر عصر مغرب میں اگر ایسا اتفاق پیش آئے تو جماعت میں شریک نہونا چاہئے۔

استفتا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے اور بہت مال چھوڑ گئے ہیں اور (صدقہ وخیرات وغیرہ کی) کچھ وصیت نہیں کی اب اگر میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں تو یہ اُنکے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا (اور میرے اس صدقہ سے ان کو کچھ نفع پہنچیگا) یا نہیں۔

سوال آنحضور سے دریافت از ام سعد رض

جواب ہاں تمہارا صدقہ اُن کے لئے باعث کفارۂ سیئات ہوجائیگا (اور تمہاری خیرات سے اُن کو ضرور نفع ہوگا) (مسلم شریف)

شرح اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کے ایصال ثواب کے لئے صدقہ وخیرات کرنا جائز بلکہ مستحب ومسنون ہے اور ان چیزوں کا ثواب میت کو پہنچ جاتا ہے (اگر وہ عذاب میں گرفتار ہوتا ہے تو تخفیف ہوجاتی ہے ورنہ مراتب ودرجات بلند ہوجاتے ہیں) مگر ایسے صدقہ وخیرات وارثوں کے ذمہ پر لازم وواجب نہیں صرف مستحب ہے بشرطیکہ وسعت ہو اور دیگر حقوق مثل دین وغیرہ اگر میت نے مال چھوڑا ہے تو اس مال سے ادا کیا جانا واجب ولازم ہے خواہ اُس نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو اور اگر مال نہیں چھوڑا تو ورثاء کو اختیار ہے کہ اپنے مال سے اُسکے ذمہ پر واجب شدہ حقوق کو ادا کرکے اُسکو بری الذمہ کریں یا نہ کریں۔ **غرض** میت کی طرف سے صدقہ وخیرات کرنا اُس کے لئے آخرت میں نہایت نافع اور موجب کفارۂ معاصی ہے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ بِحُرْمَةِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْاَخْيَارِ

ملہ ہدیۃ المفتدین کا صفحہ ، ملاحظہ ہو ۱۲ منہ۔

حصہ دوم فتاوی محمدی

فتویٰ حضرت سیدنا عمر بن الخطاب خلیفہ دوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

استفتا میری پھوپھی مغیرہ بنت حارث جو یہودیہ تھی ملک یمن میں انتقال کر گئی ہے۔ اب اُسکے ترکے اور میراث کا مستحق کون ہے میں ہوں یا اس کے یہودی رشتہ دار **جواب** اُس کے اُن رشتہ داروں سے جو اس کے ہم مذہب (یعنی یہودی) ہیں وہ شخص وارث ہوگا جو اس کا سب سے زیادہ قریب رشتہ دار اور عزیز ہو (دارمی شریف)

شرح محمد بن الاشعث رہ یمن کے رہنے والے تھے جب ان کی پھوپی نے انتقال کیا تو یمن سے سوار ہو کر مدینہ منورہ میں اس بابرکت خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا جانشین اور مسلمانوں کا خیر طلب مقبول بندہ تھا۔ جواب سے معلوم ہوگیا کہ کافر کی میراث (خواہ کافر آتش پرست و مجوسی ہو یا یہودی و نصرانی) کے مستحق مسلمان نہیں ہوتے بلکہ وہی وارث حقدار ہونگے جو کفر میں اس کے شریک ہوں۔ اسیطرح مسلمان کے کافر وارث میراث سے محروم رہیں گے صرف اُنھیں ورثا کو دیجائیگی جو مسلمان ہوں (امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اگر میراث تقسیم ہونے سے پہلے کوئی کافر مسلمان ہو جائے تو میراث سے محروم نہ رہیگا۔

استفتا۔ یا امیر المومنین جراد (یعنی ٹڈی و ملخ) حلال ہے یا نہیں

جواب (حلال ہی) میرا دل چاہتا ہے کہ میرے پاس ان کی ایک ڈلیا بھری ہوئی ہو اور کھاؤں (موطا)

شرح جیسے مچھلی خواہ زندہ ملے یا مردہ ہر طرح حلال ہے اسی طرح ٹڈی بھی مردہ ہو یا زندہ ہر طرح حلال ہے ذبح کرنیکی نہ مچھلی میں حاجت ہے نہ ٹڈی میں البتہ مچھلی کی ایک قسم حرام بھی ہے یعنی وہ جو پانی کے اندر مر جائے اور تیرنے لگے۔ ٹڈی کسی قسم کی حرام ہی نہیں۔

فتویٰ حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب امیر المومنین علی بن ابیطالب رض

استفتا اے امیر المومنین میں کوفہ کے پیچھے اونٹ چرا رہا تھا اُن میں سے ایک اونٹ گڑھے میں گر گیا (اور قریب المرگ ہو گیا) مجھے اندیشہ ہوا کہ شاید نکالنے اور ذبح کرنے سے پہلے مر جائے لہذا میں نے ایک تیز لوہا لیکر (بسم اللہ کہکر) اُس کے پہلو میں گھسا دیا (اور زخم لگا کر خون بہا دیا پھر جب جان نکل گئی تو اُسکے

سوانح عمری ان مفتیان

[illegible]

اعضا کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنے رشتہ داروں کو تقسیم کر دیئے اب وہ اس گوشت کے کھانے سے انکار کرتے ہیں آپ ارشاد فرمایئے کہ اس کو کھائیں یا نہ کھائیں۔

جواب (وہ حلال ہے) اسکو کھاؤ اور مجھے بھی اسمیں سے کھلاؤ (رواہ ابن ابی شیبۃ و نقلتہ من فتح الباری)

شرح بوجہ بھاگنے اور قابو میں نہ آنیکے یا کسی گڑھے وغیرہ میں گر جانے کے جہان سے زندہ نکلنے کی امید نہ ہو جب ذبح کرنا ممکن نہ ہو تو اس طرح زخم لگا دینے سے ذبیحہ حلال ہو جاتا ہے (مفصل مسائل اس قسم کے پہلے گذر چکے ہیں) جناب علی رضی اللہ عنہ نے اتباع سنت سید المرسلین کے خیال سے سائل کا شبہ زائل کرنے اور دل خوش کرنے کیلئے خود بھی گوشت طلب فرمایا۔

فتویٰ خادم و متبع سنت صاحب مقام محمود حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ المعبود

استفتا ہم دونوں نے مغرب کی نماز میں امام کے ساتھ ایک رکعت پائی تھی امام کے سلام کے بعد ہم دونوں اپنی فوت شدہ رکعتوں کو ادا کرنیکے لئے کھڑے ہوئے مسروق ایک رکعت پڑھکر التحیات پڑھنے کیلئے بیٹھے (اور پھر ایک رکعت کے بعد دوسری مرتبہ التحیات پڑھکر تمام کی) لیکن جندب صرف اخیر رکعت پڑھکر بیٹھے اب فرمایئے کہ کس کا فعل درست تھا۔ **جواب** تم دونوں نے بہتر کیا (یعنی نماز دونوں کی ادا ہوگئی) لیکن میں اسے پسند کرتا ہوں کہ مسروق کے مانند نماز پڑھوں (یعنی ہر رکعت کے بعد التحیات پڑھوں) سوال مسروق و جندب تا گزاردن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم

شرح دو رکعت کے بعد چونکہ بیٹھنا واجب ہے لہذا ایک رکعت امام کے ساتھ اور ایک تنہا پڑھ لینے کے بعد التحیات کیلئے بیٹھ جائے اور پھر تیسری رکعت پڑھکر بیٹھے لیکن اگر ایک رکعت تنہا ادا کرنے کے بعد نہ بیٹھا بلکہ صرف اخیر ہی میں بیٹھا جیسا کہ صورت مسئولہ میں جندب نے کیا تھا تب بھی نماز ادا ہو جائیگی اور سجدۂ سہو لازم ہوگا

استفتا اے مخدوم و مکرم استاد میں نے اپنی زوجہ کو طلاق دی تھی دو دفعہ حیض آنیکے بعد اسکو حیض آنا موقوف ہو کر اٹھارہ مہینے تک نہ آیا اسی حالت میں اسکی وفات ہو گئی مجکو اسکی میراث میں سے حصہ لینا جائز ہے یا نہیں **جواب** خدا تعالیٰ نے اس عورت کی میراث کو تمہارے لئے روک دیا حصہ لیکر کام میں لاؤ (موطا) سوال بحضرت علقمہ تا گزاردن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ

شرح طلاق کے بعد جب تین بار حیض آجائے تو عدت گذر جاتی ہے اور نکاح کا علاقہ باقی نہیں رہتا۔ تین دفعہ حیض آنا شرط ہے خواہ کتنی ہی مدت میں آئے اگر سائل کی زوجہ تیسری دفعہ بھی حیض سے فارغ ہو جاتی تو شوہر کو میراث سے حصہ نہ ملتا کیونکہ کچھ علاقہ ہی نہ رہا ہوتا لیکن ان کے مقدر نے یاوری کی تیسری بار حیض آنے میں دیر ہوئی اور اسی حالت میں وفات ہو گئی ان کو حصہ ملگیا کیونکہ عدت میں اگر زوجہ

مرجائے تو شوہر اس کے مال سے حصہ پاتا ہے اسی لئے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ نے جواب میں فرمایا کہ اس کی میراث کو خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے ردکردیا اس سے معلوم ہوا کہ طلاق کی عدت میں تین دفعہ حیض آنیکا اعتبار ہے مہینوں کا شمار نہیں البتہ اگر عورت ساٹھ یا پچپن برس کی عمر کو پہنچکر حیض سے بالکل مایوس ہو جائے تو اس کیلئے طلاق کی عدت صرف تین مہینے ہیں اسیطرح ایسی چھوٹی لڑکی جسکو حیض نہ آتا ہو طلاق میں تین مہینے کی عدت گذارے۔

فتویٰ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضؓ افضل الفقہاء ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

استفتا حائضہ عورت اگر آیت سجدہ کسی سے سنے تو سجدہ ادا کرے یا نہیں۔

جواب سجدہ نکرے اسلئے کہ سجدہ تلاوت بھی گویا ایک قسم کی نماز ہے (دارمی شریف)

شرح۔ قرآن مجید میں چودہ موقع ایسے ہیں کہ اس آیت کو پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ لازم ہو جاتا ہے یہ اختیار ہے کہ اسی وقت ادا کرے یا دوسرے وقت ادا کرے چونکہ سجدہ بھی نماز کا ایک جزء ہے اور سجدہ تلاوت کے واجب ہونے اور ادا کرنے کیلئے شرطیں بھی سب وہی ہیں جو نماز کیلئے ہوتی ہیں یعنی عاقل بالغ حیض سے طاہر ہو اور ادا کرنے کے وقت باوضو قبلہ رو ہو نماز کی جگہ اور کپڑے پاک ہوں اس لئے ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ سجدہ تلاوت بھی گویا نماز ہے جیسے نماز حائضہ پر واجب نہیں اسیطرح سجدہ تلاوت واجب نہیں خواہ خود پڑھے یا کسی سے سنے البتہ حائضہ اگر پڑھے تو سننے والے پر سجدہ واجب ہو جائیگا گو خود حائضہ پر واجب نہیں اور ایسی حالت میں وہ قرآن کی تلاوت کرنیسے گنہگار بھی ہوتی ہے

استفتا اے ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے دو زوجہ ہیں ایک نے ایک غیر لڑکی کو دودھ پلایا اور دوسری نے ایک لڑکے کو اب ان دونوں لڑکا و لڑکی کا نکاح باہم جائز ہے یا نہیں **جواب** ناجائز نہیں کیونکہ وہ نطفہ جسکی وجہ سے بچہ پیدا ہوتا ہے اور دودھ اترتا ہے ہر دو جگہ ایک ہے (موطا)

شرح یہ دونوں بچے باہم بہن بھائی ہوگئے کیونکہ جس شوہر کی وجہ سے ہر دو عورتوں کے دودھ اترتا ہے وہ ان دونوں بچوں کا رضاعی باپ ہو گیا؛

فتویٰ جناب عاشق سنت خیر البشر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

استفتا اے حضرت جس مچھلی کو دریا نے اپنی موج سے کنارہ پر پھینکدیا ہو وہ حلال ہے یا نہیں اُسکا کھانا جائز ہے یا نہیں **جواب** (وہ حلال ہے) اُسے کھاؤ اُسکے کھانے میں کچھ اندیشہ نہیں (اور

حلال ہونے میں کچھ شبہ نہیں (موطا) **شرح**۔ یہ سوال حضرت ابوہریرہ رضؓ کے صاحبزادے عبدالرحمن نے کیا تھا پہلے تو ابن عمر نے کھانیکی ممانعت کردی لیکن جب مکان پر آکر قرآن مجید میں یہ آیت دیکھی کہ اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ تو عبدالرحمن کے پاس اپنے خاص خادم حضرت نافع کی زبانی کہلا بھیجا کہ کھاؤ کچھ حرج نہیں ہے یہ حکم اس مچھلی کا ہے جو پانی سے باہر گرجانے کے بعد مرجائے یا تالاب کا پانی خشک ہوکر مرجائے اور جو پانی کے اندر مرکر اوپر تیرنے لگے حدیث شریف میں اس کے کھانیکی ممانعت فرمائی گئی ہے اُسے نہ کھانا چاہئے وہ حرام ہے

استفتا۔ اگر کوئی شخص جماعت نماز میں شریک ہوگیا اور پھر نماز ہی میں یاد آیا کہ میں نے اس سے پہلے نماز نہیں پڑھی تو اس شخص کی یہ نماز ادا ہوگئی یا دوبارہ پڑھے **جواب** اُس کو چاہئے کہ امام کے ساتھ پوری کردینے کے بعد اپنی پہلی قضا شدہ نماز کو پڑھے اور پھر اس نماز کو لوٹائے جو امام کی ساتھ پڑھی تھی (موطا) **شرح** واجب یہ ہے کہ پہلے اپنی قضا شدہ نماز کو ادا کرے تب اگلی نماز پڑھے لیکن اُسنے جو نماز امام کے ساتھ پڑھی ہے وہ ادا نہوئی کیونکہ اس سے پہلی نماز اُس کے ذمہ پر باقی ہے مگر امام کا ساتھ چھوڑنا بھی مناسب نہیں اس لئے امام کے ساتھ اُس نماز کو تمام کرکے پہلی نماز ادا کرے جب پہلی ادا ہوگئی تب یہ نماز دوبارہ پڑھے جو امام کے ساتھ پڑھی تھی لیکن قضا شدہ کو ادا سے پہلے پڑھنے کا حکم اور ضرورت اُسی شخص کیلئے ہے جس کے ذمہ پر پانچ نماز سے زیادہ قضا شدہ چڑھی ہوئی نہوں اگر قضا شدہ پانچ سے زیادہ ہوں تو اُن کو چھوڑ کر موجودہ وقت کی نماز کو پہلے ادا کرلینا بھی جائز ہے۔

سوال شخصے بروایت نافع

فتوی میر منشی حضور سرور عالم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

استفتا اے کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے بعض لوگوں کے ہاتھ کچھ کپڑا قرض فروخت کیا تھا اب وہ لوگ نقد دینا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم کسی قدر روپیہ معاف کردو تو ہم نقد روپیہ ادا کرینگے یہ صورت جائز ہے یا نہیں **جواب** (یہ صورت جائز نہیں لہذا میں تمکو اجازت نہیں دے سکتا کہ اس قسم کا معاملہ کرو) اور ایسا روپیہ اپنے خرچ میں اور استعمال میں لاؤ (موطا)

سوال صالح بن عبید رض

شرح۔ مثلاً پچاس روپیہ کسی کے ذمہ پر دو ماہ کے وعدہ پر لازم تھے اب وہ کہتا ہے کہ اسوقت چالیس روپیہ لو اور دس روپیہ معاف کردو یہ جائز نہیں یہ ربوا و رسود ہے کیونکہ گویا دس روپیہ تاوان دیکر دو چار ماہ قبل روپیہ حاصل کیا ہے بس یہی ربوا ہے۔

فتوی حضرت سیدنا عمار بن یاسر صحابی قدیم الاسلام رضی عنہ رب الانام

استفتا اے حضرت اگر کوئی شخص اپنے ذکر کو چھوئے تو وضو جاتا رہیگا یا نہیں۔

جواب وضو نہیں جاتا کیونکہ جیسے دوسرے اعضا ہیں اسی طرح وہ بھی تمھارے بدن کا ایک ٹکڑا ہے (لیکن خواہ مخواہ وہاں ہاتھ لگانیکی کیا ضرورت ہے) تمھارے ہاتھ لگانیکے لئے اور بہت بدن موجود ہے (موطا)

شرح بلا ضرورت تو ایسے موقع پر ہاتھ ہی نہ لگائے اور اگر ہاتھ لگا بھی دیا تو وضو نہیں ٹوٹتا لیکن مستحب اور بہتر ایسی صورت میں یہ ہے کہ وضو کرے۔

فتوی ام المومنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

استفتا۔ اگر حالت جنابت میں بدن پر پسینہ آکر کپڑوں پر لگجائے تو کپڑے ناپاک ہوں گے یا نہیں

جواب۔ اسکا کچھ مضائقہ نہیں کپڑے اس سے ناپاک نہیں ہوتے (دارمی شریف)

شرح۔ جنابت میں چونکہ حکمی نجاست ہے ظاہر میں تمام بدن پر کوئی نجاست نہیں لگی ہوتی لہذا اسکا پسینہ اور لعاب پاک ہے اس سے کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے البتہ اگر کسی جگہ بدن پر کوئی ظاہری پلیدی لگی ہو تو پسینہ کے ساتھ بہہ کر اگر اُس کا پورا اثر کپڑے پر آجائے تو کپڑا ناپاک ہو جائیگا۔

فتوی صحابی مشہور حضرت ابو ہریرہ حافظ احادیث نبویہ رضی اللہ عنہ

استفتا۔ عورت کو حالت حیض میں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ **جواب** جائز ہے (دارمی شریف)

شرح اسی طرح دیگر اذکار اور دعائیں پڑھنا درست ہے البتہ قرآن مجید پڑھنا حرام ہے۔

فتوی حضرت سعید بن مسیب سید التابعین علیہ رحمۃ رب العالمین

استفتا۔ یا حضرت جس وقت امام خطبہ پڑھ رہا تھا ایک شخص کو چھینک آئی۔ اُس نے الحمد للہ کہا تو فلاں شخص نے اُس کا جواب دیا (یعنی یرحمک اللہ کہا) **جواب** اُس سے کہدینا کہ پھر ایسا نہ کرے۔ (کیونکہ بوقت خطبہ سلام و کلام اور یرحمک اللہ کہنا سب ناجائز ہے (کتاب الآثار لامام محمدؒ)

شرح چھینکنے والا جب الحمد للہ کہے تو سننے والے کو یرحمک اللہ کہنا لازم اور حقوق اسلامی میں سے ہے اور احادیث میں اسکی تاکید ہے لیکن حالت خطبہ چونکہ نماز کے مانند ہے لہذا اسمیں جسطرح سلام و دعا

وغیرہ ناجائز ہے اسی طرح یہ بھی جائز نہیں - حضرت سعید بن مسیب بہت بڑے تابعی ہیں ۱۳ سنہ ہجری میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پیدا ہوئے صدہا صحابی سے ملاقات فرمائی زہد وعبادت وعلم میں اپنے زمانہ میں بے مثل تھے - ابوہریرہ رضؓ کے شاگرد رشید تھے چالیس حج کئے تھے ۹۳ سنہ ہجری میں وفات ہوئی رحمہ اللہ تعالیٰ بفضلہٖ

فتویٰ تابعی عالی قدر حضرت سعید بن جبیر شہید رحمۃ اللہ علیہ

سوال از نامعلوم الاسم

استفتا - یا حضرت اگر کسی شخص نے ایک مقررہ مدت کے وعدہ پر غلہ کو (سونے چاندی روپیہ پیسہ کے عوض) فروخت کیا اور پھر بجائے نقد قیمت کے خرما (وغیرہ کوئی اپنی ضرورت کی چیز) لے لے تو جائز ہے یا نہیں - **جواب** کچھ مضائقہ نہیں جائز ہے (موطا)

شرح مثلاً ہمارے غلہ کی قیمت دس روپیہ خریدار کے ذمہ پر واجب تھی ہم نے اُس روپیہ پر قبضہ نہیں کیا بلکہ خرما یا کپڑا وغیرہ کوئی دوسری چیز خرید لی تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ قیمت میں یہ شرط نہیں کہ جب تک قبضہ نکرے اُس میں کچھ تصرف نکرے -

فتویٰ زاہد و عالم حضرت قاسم پسرزادہ خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہم اجمعین

سوال شخصے بروایت عبدالرحمن بن قاسم ۱۲

استفتا اگر کوئی شخص حالت حیض میں زوجہ سے صحبت کرے تو اسکا کیا کفارہ ہونا چاہئے -

جواب خدا تعالیٰ سے عاجزی اور عذر توبہ و استغفار کرے اور پھر کبھی ایسا نہ کرے (دارمی)

شرح حالت حیض میں صحبت کرنا نہایت شدید اور بڑا گناہ ہے اور صدہا قسم کے امراض کا موجب ہے سائل کا مطلب یہ تھا کہ کچھ کفارہ مالی بھی دینا پڑیگا یا نہیں - جواب سے معلوم ہوگیا کہ سچے دل سے توبہ استغفار کافی ہے مال دینا ضروری نہیں لیکن اگر حسب مقدور کچھ صدقہ وخیرات بھی کرے تو اس سخت معصیت کے گناہ کی وجہ سے جو غضب خداوندی جوش میں آتا ہے اُس میں تخفیف ہو جائے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ کے غصہ کو صدقہ فرو کرتا ہے اور سوء خاتمہ (یعنی برے خاتمہ) اور انجام بد سے بچاتا ہے :-

فتویٰ باعمل عالم حضرت سالم پسرزادہ خلیفہ دوم رضی اللہ عنہم اجمعین

سوال از شخصے [illegible] امام ابوجعفر ۱۲

استفتا - ایک شخص سفر میں کسی جگہ ٹھیر گیا اور ارادہ کر رہا ہے کہ اس شہر سے آج یا کل چلا جاؤں گا لیکن کسی نہ کسی ضرورت سے ہر روز جانا ملتوی ہو جاتا ہے ایسی صورت میں نماز کا قصر کرتا رہے یا پوری پڑھے

جواب قصر کرتا رہے اگرچہ اسی طرح مہینے گذر جائیں (موطا)

شرح قاعدہ یہ ہے کہ جب مسافر کسی شہر میں پندرہ روز ٹھیرنے کا ارادہ کرے تو پوری نماز پڑھے ورنہ مسافروں کی طرح قصر کرتا رہے یعنی چار رکعت والی نمازوں میں صرف دو رکعت پڑھے۔ پس اگر کسی شہر میں ارادہ تو پندرہ روز سے کم ٹھیرنے کا کیا تھا لیکن اتفاقیہ اسباب سے جانا ملتوی ہو گیا۔ مگر پندرہ روز ٹھیرنے کا قصد پھر بھی نہیں کیا ہمیشہ جانے کا ارادہ رہتا ہے اور کوئی وجہ پیش آجاتی ہے تو قصر ہی کرتا رہے خواہ کتنے ہی دن اور مہینے گذر جائیں۔

سوال عن العطاء

فتوی حضرت عطاء بن ابی رباح تابعی جلیل القدر رحمۃ اللہ علیہ

استفتا یا شیخ مکرم اگر کسی عورت کے گلے میں کوئی نقش و تعویذ ہو جس میں کلام الٰہی اور خدا تعالیٰ کا نام مبارک ہو) تو حالت حیض میں اس کو نکال ڈالے یا پہنے رہے۔

جواب اگر چمڑے (یا کپڑے وغیرہ میں) ہے تو نکال ڈالے اور اگر چاندی کے تعویذ میں بند ہے تو اختیار ہے خواہ نکالے یا نہ نکالے (دارمی شریف)

شرح حضرت عطاء کو حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ اور بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی شاگردی کا فخر حاصل ہے اپنے زمانہ میں تمام علما سے فائق تھے ۱۱۵ھ ہجری میں وصال ہوا آپ سے صدہا فتاوی منقول ہیں اس جواب میں کلام الٰہی کو بے ادبی سے بچانے کیلئے عمدہ فتوی دیا ہے مگر یہ بطور احتیاط فرمایا ہے +

سوال حضرت امام اعظم وغیرہ

فتوی حضرت سید المجتہدین امام اعظم ابو حنیفہ علیہ رحمۃ رب العالمین

استفتا ایک شخص نے دھوبی کو دھونے کے واسطے کپڑا دیا تھا دھوبی کے گھر میں آگ لگی اور وہ کپڑا بھی جلگیا۔ اب دھوبی کے ذمہ پر تاوان واجب ہوگا یا نہیں۔

جواب دھوبی کے ذمہ تاوان واجب نہیں (کتاب الآثار)

شرح دھوبی اور درزی اور رنگریز وغیرہ جو بہت سے لوگوں کا کام کرتے ہیں وہ اجیر مشترک کہلاتے ہیں ان کے پاس جو چیز ہوتی ہے اسپر اگر کوئی ایسی آفت آجائے جسمیں ان لوگوں کا کچھ دخل و اختیار نہو تو تاوان بالکل واجب نہوگا (مثلاً آگ لگجائے یا چوری ہو جائے) اور اگر ان ہی لوگوں کے ہاتھ سے قصداً یا بلا قصد کچھ نقصان ہو جائے تو ان کے ذمہ پر تاوان واجب ہوگا (جیسے دھوبی کے کوٹنے پیٹنے سے کپڑا پھٹ جائے یا گھڑی ساز کے ہاتھ سے پرزہ ٹوٹ جائے) مگر بہتر یہ ہے کہ اس قسم کے واقعات میں کچھ تھوڑا بہت لیکر اس سے صلح کرلیں تاوان و ضمان کے نام سے کچھ نہ دیں نہ لیں (اگرچہ فقہ حنفی

کی بے تعداد و بے شمار کتابیں اور تمام فتاوی و مسائل فی الحقیقت حضرت امام مخدوم انام ہی کے فتاوی ہیں جنہیں بطور تبرک ایک خاص فتوی آپ کے نام نامی سے درج کرنا بھی مناسب معلوم ہوا کیونکہ آپ بھی درجہ تابعین میں داخل ہیں اور سیدنا انس وغیرہ صحابہؓ کے دیدار سے مشرف ہو چکے ہیں۔

فتوی تاج الاولیاء قدوۃ الاصفیاء حضرت حسن بصری قدس اللہ سرہ العزیز

سؤر الحائضہ بروایت حضرت حسن بصری رحمہ

استفتا جس پانی میں سے (منہ لگاکر) حائضہ عورت نے پیا ہو اُس سے وضو کرنا جائز ہے یا نہیں

جواب - جائز ہے (دارمی شریف)

شرح قبل ازیں اس قسم کے مسائل مفصل گذر چکے ہیں اس فتوی سے بھی معلوم ہوا کہ حائضہ کی ظاہری اعضا ہاتھ پاؤں وغیرہ پاک ہتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قُلُوْبَنَا وَاغْفِرْ ذُنُوْبَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْمُسْلِمِیْنَ - وَصَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

تاریخ طبع کتاب فتاوی محمدی چکیدہ قلم سخندان بے بدل شاعر عدیم المثل عالم باعمل حکیم محمد قیام الدین صاحب امام و خطیب شہر جونپور دام اللہ فیوضہم

اول مرتبہ سنہ ۱۳۲۶ ہجری

احادیث و آثار سے ہے مرتب
فقط ترجمہ ہے حدیثوں کا لکھا
کرو قدر و تعظیم تم دل سے اسکی
لکھی **بخت** نے اس کی تاریخ ہجری

نہ پھر کیوں ہو مطبوع و منقول فتوی
کہ تا ہو نہ جائے بہت طول فتوی
یہ دیتا ہوں میں تم کو معقول فتوی
رسول عرب کا ہے منقول فتوی
سنہ ۱۳۲۶ھ

دیگر

رسول و صحابہ کے فتوی ہیں اسمیں
کہو **بخت** فتوی ہزاروں ہیں لیکن

نہ کیوں صاد اسپر ہو ہر مولوی کا
ممیز ہے فتوئے خدا کے نبی کا
سنہ ۱۳۲۶ھ

الجواب المتین باحادیث سید المرسلین آپ نے حضرت شاہ عبد العزیز اور مولانا عبد الحی صاحب رحمہما اللہ تعالیٰ وغیرہ کے فتاوی تو ضرور ملاحظہ فرمائے ہونگے لیکن فتاوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نظر سے نہ گذرا ہوگا اس مختصر اور بیش قدر کتاب میں قریب ایک سو پچاس سوالات کے جواب صحیح اور صاف حدیث سے دئے گئے ایک سوال قائم کر کے اول اس کا جواب نہایت معتبر و مستند کتب فقہ سے دیا ہی اس کے بعد ایک (بلکہ بعض جگہ دو تین چار) ایسی صاف و صریح حدیث پیش کی جسکو ہر ایک اردو خواں بلا تکلف سمجھ سکتا ہے۔ ترجمۂ حدیث کے بعد دو تین بلکہ بعض جگہ چھ سات مشہور و معتبر کتب حدیث کا حوالہ دیا گیا ہے۔ حدیث کی کتابوں کے ترجمہ میں ناواقفوں کی غلط فہمی کا اندیشہ رہتا تھا تھا وہ اسمیں نہیں بعض بزرگون سے اجازت لیکر اس جدید و مفید دلچسپ طرز پر جناب مولانا موصوف نے یہ کتاب مرتب فرمائی ہے۔ معاملات عبادات متفرقات۔ ہر قسم کے مسائل اسمیں موجود ہیں ملاحظہ فرمانے سے معلوم ہوگا کہ مولف ممدوح نے کتب حدیث و فقہ کی ورق گردانی میں کس قدر مشقت اٹھا کر یہ حدیث و فقہ کا بے بہا ذخیرہ جمع کیا ہے۔ عام اردو خواں اہل اسلام کے علاوہ اہل علم اور جدید روشنی کے تعلیم یافتہ بھی اس کے ملاحظہ سے مسرور ہونگے تمام سوالات کے جوابات میں صحیح حدیث لکھی گئی ہیں ۵/

الصالحات یعنی نیک بیبیان اس مجموعہ میں چار رسالے ہیں ایک **بضعۃ الرسول** جس میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ حلیمہ سعدیہ رضہ کے حالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طفولیت کے حالات کی ساتھہ آپ کی وفات اور حسن خلق بھی بخوبی بیان کیا ہے دوم **زوجہ طاہرہ** اس میں سب سے پہلی بی بی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حالات نہایت تحقیق سے لکھے گئے ہیں اور آپکی اولاد کا بھی بالتفصیل ذکر کیا گیا ہے سوم صدیقہ یعنی عائشہ رضہ کے حالات زندگی اور آپ کا علم و فضل اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کے دلچسپ واقعات چہارم **بضعۃ الرسول** جسمیں جگر گوشہ نبوی صلعم یعنی بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حالات آپ کی شادی کا حال اولاد کی تفصیل وفات کا صدمہ یہ سب حالات نہایت صحیح اور معتبر روایات سے جمع کئے گئے ہیں۔ ۶/

علم الاولین یہ ایک نہایت عجیب و غریب کتاب ہے اردو میں اس مضمون پر کوئی کتاب نہیں دیکھی گئی یہ ایک عربی زبان کی اعلیٰ تصنیف کا نہایت اعلیٰ اردو انتخاب ہی بعض جگہ مترجم صاحب نے اپنی طرف سے عمدہ فوائد لکھکر اس کتاب کو زیادہ مفید بنا دیا ہے اسمیں ہر ایک کام کی ابتدا کرنے۔ کرنیوالے کو بیان کیا ہے مثلاً سب سے پہلے خدا تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا فرمایا دنیا میں پہلے کونسا درخت پیدا ہوا۔ قرآن مجید پر اول نقطے کس نے لگائے۔ اعراب کس نے لگائے خانہ کعبہ کو اول غلاف کس نے پہنایا اسی قسم کے سوال و جواب سے رسالہ بھرا ہوا ہے۔ عالم ہو یا ناواقف کوئی ایسا نہیں جس کو اس کتاب سے دلچسپی نہ ہو۔ آخر میں مؤلف صاحب نے اپنی طرف سے نہایت ضروری اور کارآمد مسائل پاکی و ناپاکی کھانے پینے اور عام معاملات کے متعلق تحریر کئے ہیں قیمت ۱۰/

دست غیب مسلمانوں کو حلال طور پر کسب معاش کی طرف متوجہ کرنیوالا رسالہ ہے جسمیں اکل حلال کے فضائل و سود و رشوت اور کیمیا کے مصائب و نقصانات اور دینی دنیوی خرابیاں اور نہایت دلچسپ حکایات بیان کیگئی ہیں ۲/

خواب شیریں نہایت دلچسپ اور عبرت انگیز سچا واقعہ نواح دہلی کے باشندے حامد۔ ذاکر۔ زاہد تین شخصوں کا جمنا کے کنارے پر جانا اور پھر حامد کا وہاں سے گم ہو کر دفعۃً ہزاروں کوس دور ایک لق و دق میدان میں پہونچ جانا اور ایک نہایت غمزدہ فقیر سے ملاقات اور اس کی دلسوز داستان نعیمہ پری کے تعلقات ہجر و وصال کے حالات موقع بموقع برجستہ اشعار اس اصلی واقعہ کو خواب کے پیرایہ میں بیان کرکے دنیا کی بے ثباتی پر اس طرح ختم کیا ہی کہ پڑہنے والی کی نظر میں اسوقت تو دنیا بالکل بے حقیقت ہو جاتی ہے ۲/

ملنے کا پتہ۔ (مولوی محمد شفیع) ناظم دار الاشاعت والتدریس دیوبند ضلع سہارنپور۔ (یو-پی)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب کی تصنیف لطیف

آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی مفصل ومکمل سوانح عمری

یعنی

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں یوں تو سینکڑوں بلکہ ہزاروں کتابیں عربی فارسی اردو کی موجود ہونگی لیکن حضرت مولانا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح ابتدا یعنی صورت نوریہ سے دخول جنت تک نہایت صحیح روایات سے بہت عمدہ طرز پر اردو میں لکھی ہے اور جابجا شوقیہ اشعار بھی ہیں عربی طلبا کو احادیث میں بھی یہ کتاب نہایت مدد دے سکتی ہے اور روزانہ تبرک کے طور پر اسکی تلاوت دفع بلیات کیلئے نہایت موثر ثابت ہوئی ہے قیمت صرف عہ ایک روپیہ آٹھ آنہ

سیرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

حالات حاضرہ نے ایک ایسی سیرت کی ضرورت پیدا کردی تھی جو نہ اتنی مختصر ہو کہ مطالب وضروریات کا احاطہ نہ کرسکے اور نہ اتنی طویل ہو کہ علم کاروباری مسلمان اس کے دیکھنے سے عاجز ہو جائیں اور جسمیں مخالفین کے شبہات کا ازالہ بھی عام فہم طور سے کیا گیا ہو اور جس کی زبان عام فہم سلیس اور دلچسپ ہو تاکہ مبتدی طلبا اور عورتوں کو بھی پڑھائی جاسکے اس لئے بعض احباب کی فرمایش پر مولوی **محمد شفیع صاحب** مدرس دارالعلوم دیوبند نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر مگر نہایت جامع اور مستند سوانحعمری نہایت سلیس عام فہم اردو میں لکھی ہے خصوصیت سے ایسے واقعات کا انتخاب کیا گیا ہے جو بجائے خود حقانیت اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل ہیں نیز تعدد ازواج ومسئلہ جہاد وغیرہ پر جو مخالفین کے اوہام ہیں انکی بھی قلعی کھولدی گئی ہے۔

حکیم الامۃ **حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی** دامت برکاتہم نے اسکو تعلیم کیلئے پسند فرماکر اپنے مدرسہ اسلامیہ کے ابتدائی نصاب میں داخل فرمالیا ہے جسکا اعلان بھی تھانہ بھون کے ماہواری رسالہ "النور" میں شائع فرمادیا ہے نیز ایک طویل مضمون کے ذیل میں تحریر فرمادیا ہے "بہرحال رسالہ ہر پہلو سے محبوب و دلکش ہے اور اپنے مؤلف کے کمالات کا آئینہ ہے اسکو ختم کرکے جازم رائے دیتا ہوں کہ اسی کے درس سے کسی کو خالی نہ چھوڑا جائے اور میرے مشورہ سے جو اس رائے کو قبول کرینگے ان سب سے پہلے میں مولف سلمہ سے درخواست کرتا ہوں کہ اسکی **دس جلدوں** کا ویلو میرے نام کردیں تاکہ میں اپنے خاندان کے بچوں اور عورتوں کو پڑھنے کیلئے دوں" انتہی لکھائی چھپائی اور ٹائیٹل رنگین نہایت دیدہ زیب **قیمت صرف دس آنے** ۱۰/

المشتہر

احقر محمد شفیع مدرس دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور۔ (یو۔پی)